سورۃ المائدہ

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ مدنی سورت ہے۔

امام احمد اور ابوعبید نے فضائل میں، نحاس نے ناسخ میں، نسائی، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے حج کیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے جبیر کیا تم سورۂ مائدہ پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ سورت سب سے آخر میں نازل ہوئی، اس میں جو تم حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جسے حرام پاؤ اسے حرام جانو (1)۔

امام احمد، امام ترمذی، امام حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے رویت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت سورۂ مائدہ اور سورۂ فتح ہے (2)۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر سورۂ مائدہ اس وقت نازل ہوئی جبکہ آپ اپنی سواری پر سوار تھے تو وہ آپ ﷺ کو نہ اٹھا سکی تو آپ ﷺ اونٹنی سے نیچے اتر آئے۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر اور محمد بن نصر نے الصلوٰۃ میں، طبرانی اور ابونعیم نے الدلائل میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کی اونٹنی عضباء کی لگام پکڑے ہوئے تھی کہ سورۂ مائدہ مکمل کی مکمل نازل ہوئی، قریب تھا کہ وحی کے بوجھ کی وجہ سے اونٹنی کی ٹانگ ٹوٹ جاتی۔

امام ابن ابی شیبہ نے مسند میں، بغوی نے معجم میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل النبوہ میں ام عمرو بنت عبس رضی اللہ عنہا سے وہ اپنے چچا سے روایت کرتی ہے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی تو آپ پر سورۂ مائدہ نازل ہوئی تو سورت کے بوجھ کی وجہ سے آپ کی اونٹنی عضباء کا کندھا ٹوٹ گیا۔

امام عبد بن حمید نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے خطبہ میں سورۂ مائدہ اور سورۂ توبہ پڑھی۔

امام ابوعبید نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ حضور ﷺ پر حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی جبکہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان اپنی اونٹنی پر سوار تھے تو اس اونٹنی کا کندھا ٹوٹ گیا تو حضور ﷺ اس اونٹنی سے نیچے اتر آئے۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر سفر میں سورۂ مائدہ نازل

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 340 (3210)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (3211)

ہوئی، حجۃ الوداع کا موقع تھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے، اونٹنی وحی کے بوجھ کی وجہ سے بیٹھ گئی (1)۔

امام ابوعبید نے حضرت ضمرہ بن حبیب اور عطیہ بن قیس رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ مائدہ نزول کے اعتبار سے سب سے آخر میں ہے، اس کے حلال کو حلال جانو اور حرام کو حرام جانو۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت ابومیسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے آخر میں سورۂ مائدہ نازل ہوئی، اس میں سترہ فرض ہیں (2)۔

امام فریابی، ابوعبید، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابومیسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ میں اٹھارہ فرض ہیں۔ قرآن حکیم کی کسی اور صورت میں ایسا نہیں، اس میں کوئی منسوخ حکم نہیں، وہ یہ ہیں جس کا دم گھٹ جائے، جو بلندی سے لڑھک جائے، جس کو کوئی جانور سینگ مار دے، جسے درندے کھا جائیں مگر جسے تم ذبح کر دو، جسے بتوں کے تھانوں پر ذبح کیا جائے، تم جوا کھیلو، سدھائے ہوئے جانور، اہل کتاب کا کھانا، اہل کتاب میں سے محصن عورتیں، مکمل طہارت، جب نماز کا ارادہ کرو تو وضو کرو، چور مرد اور چور عورت اور اللہ تعالیٰ نے بحیرہ کو نہیں بنایا۔

امام ابوداؤد اور نحاس دونوں نے ناسخ میں حضرت ابومیسرہ عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ سے کوئی حکم منسوخ نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن منذر نے حضرت ابن عون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا کیا سورۂ مائدہ سے کوئی چیز منسوخ ہے؟ فرمایا نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابوداؤد نے ناسخ، ابن جریر، ابن منذر اور نحاس نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ میں صرف آیت نمبر 2 یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا منسوخ ہے۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن ابی حاتم، نحاس اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس سورت میں دو آیتیں منسوخ ہیں، ایک آیت نمبر 2 اور دوسری آیت نمبر 42۔

امام بغوی نے معجم میں حضرت عبدہ بن ابی لبابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت سالم رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام تھے نے خبر پہنچائی مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک کام تھا، میں مسجد میں آیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکبیر کہتے ہوئے پایا، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ بقرہ، سورۂ نساء، سورۂ مائدہ اور سورۂ انعام کی تلاوت کی پھر رکوع کیا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہتے ہوئے سنا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر رکعت میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین دفعہ کہتے ہوئے سنا۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السوار التی نزلت بمکۃ والتی نزلت بالمدینۃ، جلد 7، صفحہ 145، بیروت
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1435 (711)، دار الصمیعی الریاض

ایاتہا ۱۲۰ سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ ۵ رکوعاتہا ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۭ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ①

"اے ایمان والو! پورا کرو (اپنے) عہدوں کو حلال کیے گئے ہیں تمہارے لئے بے زبان جانور سوائے ان کے جن کا حکم پڑھ کر سنایا جائے گا تمہیں نہ حلال سمجھو شکار کو جبکہ تم احرام باندھے ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے جو چاہتا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عقود سے مراد وعدے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیز حلال کی، جو چیز حرام کی، جو چیز اس نے فرض کی اور جو اس نے قرآن میں حد مقرر کی سب مراد ہے، نہ دھوکہ کرو اور نہ ہی اس وعدہ کو توڑو (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عقود سے مراد دور جاہلیت کا معاہدہ ہے؟ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ دور جاہلیت کا وعدہ پورا کرو اور دور اسلام میں کوئی نیا معاہدہ نہ کرو (2)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے عقود کا معنی عہود نقل کیا ہے اور اس سے مراد دور جاہلیت کے معاہدے ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عقود پانچ ہیں ایمان کا عقد، نکاح کا عقد، خرید وفروخت کا عقد، وعدہ کا عقد اور قبیلوں کے یا لوگوں کے باہم معاہدے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ عقود پانچ ہیں عقد ایمان، عقد نکاح، عقد بیع، عقد عہد اور عقد حلف (5)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مکتوب ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو لکھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن بھیجا تھا تاکہ وہاں کے لوگوں کو دین سکھائیں سنت کی تعلیم دیں، ان کے صدقات وصول کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں یہ تحریر فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 3، بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 59 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 60

یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے مکتوب ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے عمرو بن حزم کے لئے عہد ہے کہ تمام معاملات میں اسے تقویٰ کا حکم ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:128) اللہ تعالیٰ متقین اور محسنین کے ساتھ ہے، اس کے لئے یہ حکم ہے کہ جیسا اسے حکم ہے اسی طرح لوگوں سے وہ صدقات وصول کرے، لوگوں کو خیر کی بشارت دے۔ حدیث طویل ہے(1)۔

حضرت حرث بن ابی اسامہ رضی اللہ عنہ اپنی مسند میں حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے حلیفوں کے ساتھ کیے ہوئے وعدے پورے کرو۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ان کے عقد سے مراد کیا ہے؟ فرمایا ان کی طرف سے دیت دینا اور ان کی مدد کرنا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں اس کی تفسیر میں یہ قول پہنچا ہے کہ وعدے پورے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں ان سے جو وعدہ لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے جن امور میں اطاعت کا حکم دیا ہے اس کو بجالائیں۔ جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے رک جائیں، وہ معاہدے جو مومنوں اور مشرکوں کے درمیان ہیں اور مومنوں کے باہم جو معاہدے ہیں سب اس میں شامل ہیں(2)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ کے بارے میں بتائیے فرمایا اس سے مراد اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریاں ہیں۔ عرض کی کیا عرب بھی اس کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشیٰ کا قول نہیں سنا۔

اَهْلُ الْقُبَابِ الْحُمْرِ وَالفِّ سعَمِ الْمُوَثَّلِ وَالْقَبَائِلِ

سرخ قبوں، عمدہ جانوروں اور قبائل والے

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریاں ہیں(3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے جنین کی دم پکڑی اور کہا یہ وہ بھیمہ ہے جو تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ سے مراد وہ ہے جو ابھی تک مادہ کے رحم میں ہو۔ میں نے پوچھا اگر اسے مردہ نکالا جائے تو میں اسے کھالوں؟ فرمایا ہاں(5)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کی ہے کہ تمام جانور حلال ہیں مگر وہ مردار جس

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب فی المطاعم والمشارب، جلد5، صفحہ 413، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد5، صفحہ 20 (5627) دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیرآیت ہذا، جلد6، صفحہ 61، داراحیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

پر تکبیر نہ پڑھی گئی ہو(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا کہ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ سے مراد اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے الْمَیْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ چوپاؤں میں سے ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کہ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ سے مراد مردار اور اس کے ساتھ مذکور چیز ہیں اسی طرح وہ جانور بھی حرام ہے جسے کوئی محرم آدمی شکار کرے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ایوب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ پوچھا گیا کہ کیا بندر کا گوشت کھایا جاتا ہے؟ فرمایا یہ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ میں سے نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ چوپائے تمام کے تمام حلال ہیں مگر ان میں سے جو وحشی ہوں کیونکہ وہ شکار ہیں۔ جب کوئی آدمی محرم ہو تو اس کا یہ مذبوحہ حلال نہ ہوگا(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ کا یہ معنی نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے مخلوق میں سے جس کا ارادہ کرتا ہے اس کا حکم دیتا ہے، اپنے بندوں کے بارے میں اس نے اپنے ارادے کو یہاں بیان کر دیا ہے، فرائض معین فرمائے، اس کی حدود کو معین کیا، اپنی اطاعت کا حکم دیا اور اپنی نافرمانی سے منع کیا(4)۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ لَا الْهَدْیَ وَ لَا الْقَلَآىِٕدَ وَ لَاۤ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا ؕ وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝۲

''اے ایمان والو! بے حرمتی نہ کرو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی اور نہ عزت والے مہینہ کی اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیوں کی اور نہ جن کے گلے میں پٹے ڈالے گئے ہیں اور نہ (بے حرمتی کرو) جو قصد کیے ہوئے ہیں بیت حرام کا طلب کرتے ہیں اپنے رب کا فضل اور (اس کی) رضا۔ اور جب احرام کھول چکو تو شکار کر سکتے ہو۔ اور ہرگز نہ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 4، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 63
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 64
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 65

اکسائے تمہیں کسی قوم کا بغض بوجہ اس کے کہ انہوں نے روکا تھا تمہیں مسجد حرام سے اس پر کہ تم زیادتی کرو۔ اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں اور باہم مدد نہ کرو گناہ اور زیادتی پر اور ڈرتے رہو اللہ سے، بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک بیت اللہ شریف کا حج کرتے، قربانی کے جانور لے جاتے، مشاعر کی حرمت کا خیال کرتے، حج کے موقع پر جانور ذبح کرتے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا اور حکم دیا کہ حرمت والے مہینے میں جنگ کو حلال نہ جانو اور نہ ہی ان کی جانوں کو حلال جانو جو اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کا قصد کرتا ہے مومن اور مشرک اکٹھے بیت اللہ شریف کا حج کرتے، اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس چیز سے منع فرمایا کہ وہ کسی کو حج سے روکیں یا اس سے تعرض کریں وہ حاجی مومن ہو یا کافر ہو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا **اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا** (التوبہ:28)

اللہ کے فرمان **يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا** کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے حج کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں اس لئے کسی قوم سے دشمنی تمہیں اس امر پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم ان پر زیادتی کرو۔ بر سے مراد ہر وہ امر ہے جس کا حکم دیا گیا ہے اور تقویٰ سے مراد ہر وہ امر جس سے منع کیا گیا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شعائر اللہ سے مراد ہر وہ امر ہے جس سے حالت احرام میں منع کیا گیا۔ ہدی سے مراد وہ جانور جن کو قلادہ نہ پہنایا گیا ہو قلائد سے مراد وہ جانور جنہیں قلادے پہنا دیئے گئے ہوں۔ **آمِّيْنَ الْبَيْتَ** سے مراد جو آدمی حج کے ارادہ سے بیت اللہ شریف کی طرف جائے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شعائر کا معنی مناسک حج نقل کیا ہے(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے معالم نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے شعائر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزیں، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے اجتناب اور اس کی اطاعت کی اتباع۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کے شعائر ہیں(4)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور نحاس نے ناسخ میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی اپنے گھر سے حج کے ارادہ سے نکلتا تو وہ گلے میں ببول کے درخت کا چھلکا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 67-66، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 72-68-66

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 66　　4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 65

ڈال لیتے تو کوئی اس سے چھیڑ چھاڑ نہ کرتا۔ جب وہ بالوں کا قلادہ گلے میں ڈالتا تب بھی کوئی اس سے تعرض نہ کرتا۔ مشرکوں کو اس موقع پر حج سے نہیں روکا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ شہر حرام میں مشرکوں سے جنگ نہ کی جائے اور نہ ہی بیت اللہ شریف کے پاس جنگ کی جائے پھر اللہ تعالیٰ نے اس حکم سے اسے منسوخ کر دیا فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5)(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں سے یہ حصہ (آمین البیعت الحرام) منسوخ ہے۔ اسے سورۂ براءت کی آیت فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ اور مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ (التوبہ:17) اور اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا (التوبہ:28) نے منسوخ کر دیا ہے یہی وہ سال ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور اس میں برأت کا اعلان بھی کیا گیا(2)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کو فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5) نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ حرم کے درخت کے چھلکے سے قلادہ بناتے۔ جب حرم کی حدود سے باہر نکلتے تو اس قلادہ کے ذریعے وہ امن میں رہتے(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے شعائر اللہ کا معنی قلائد نقل کیا ہے۔ لوگوں اور جانوروں کی گردنوں میں درخت کا چھلکا ہوتا جو ان کے لئے امن کا باعث ہوتا نیز صفا، مروہ، ہدی، بدنہ یہ سب شعائر اللہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے فرمایا یہ سب دور جاہلیت کے لوگوں کے کام تھے جنہیں کیا جاتا اور ان پر عمل ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے ان سب کو ختم کر دیا مگر قلادہ کو چھوڑ دیا گیا۔

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جہاں تک قلائد کا تعلق ہے دور جاہلیت کے لوگ ببول کے درخت کا چھلکا اتارتے، اس سے قلادہ بناتے جس کے ذریعے وہ لوگوں میں امن سے رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر سے منع کر دیا کہ وہ حرم کے درخت سے چھلکے اتاریں۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شہر حرام سے مراد ذیقعدہ ہے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ حدیبیہ میں تھے۔ جب مشرکوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت اللہ شریف کی زیارت سے روک دیا یہ امر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 74، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 73
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 68
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 67

اجمعین پر بڑا شاق گزرا۔ اہل مشرق میں سے کچھ مشرک صحابہ کرام کے پاس سے گزرے جو عمرکا ارادہ رکھتے تھے۔ صحابہ کرام نے کہا ہم ان لوگوں کو روک لیتے ہیں جس طرح ان کے ساتھیوں نے ہمیں روکا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حطم بن ہند بکری آیا یہاں تک کہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے اسے بلایا، اس نے پوچھا آپ ﷺ کس امر کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ تو حضور ﷺ نے اسے سب کچھ بتایا جبکہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کو پہلے بتا چکے تھے آج تمہارے پاس ربیع کا ایک آدمی آئے گا جو شیطان کی زبان سے بات کرے گا۔ جب نبی کریم ﷺ نے اسے بتایا اس نے کہا مجھے مہلت دو، شاید میں مسلمان ہو جاؤں، میرے کچھ ایسے ساتھی ہیں جن سے میں مشورہ کروں گا۔ وہ حضور ﷺ کے پاس سے چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ کافر کے چہرے کے ساتھ داخل ہوا تھا اور دھوکے باز کی پشت سے جا رہا ہے۔ وہ مدینہ طیبہ کی چراگاہوں میں سے ایک چراگاہ کے پاس سے گزرا تو وہاں سے اونٹ بھگا کر لے گیا پھر اگلے سال حج کی نیت سے آیا۔ اس نے جانوروں کو قلادے پہنائے ہوئے تھے اور ہدی کے طور پر لے جا رہا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضور ﷺ کے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے اور اس کے درمیان رکاوٹ نہ بنیں، وہ ہمارا مجرم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس نے تو جانوروں کو قلادے پہنا دیئے ہیں۔ صحابہ نے عرض کی ہم بھی دور جاہلیت میں ایسا کرتے تھے (بچاؤ کی غرض سے) حضور ﷺ نے اس کی اجازت نہ دی تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حطم بن ہند بکری تجارتی قافلہ کے ساتھ مدینہ طیبہ آیا، اس کے پاس کھانا تھا۔ اس نے اسے بیچا پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسلام قبول کیا۔ جب وہ جانے لگا تو حضور ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو جو لوگ آپ ﷺ کے پاس موجود تھے ان سے فرمایا وہ فاجر چہرے کے ساتھ میرے پاس آیا اور دھوکہ دینے والی گدی کے ساتھ واپس جا رہا ہے۔ جب یمامہ پہنچا تو مرتد ہو گیا اور ذی قعدہ میں تجارتی قافلہ لے کر مکہ مکرمہ کے ارادہ سے نکلا۔ جب حضور ﷺ کے صحابہ نے اس کے بارے میں سنا تو مہاجرین وانصار کی ایک جماعت نے اس کے لئے نکلنے کا ارادہ کیا تا کہ اس کے قافلہ پر حملہ کریں تو اللہ تعالیٰ اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو قوم اس ارادہ سے باز آ گئی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ یوم فتح کے موقع پر نازل ہوئی کچھ مشرک بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے آئے، انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا۔ مسلمانوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ مشرک ہیں ہم ان جیسے لوگوں پر ضرور حملہ کریں گے تو قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ لوگ اجر اور تجارت کے طلب گار ہیں اللہ تعالیٰ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 70، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 71 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 72

ہر کسی پر انہیں خوف زدہ کرنا حرام کر دیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں ہے۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رضا چاہتے جس کے ذریعے ان کی دنیا کے مصالح درست ہو جاتے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پانچ آیات بطور رخصت ہیں ان میں قطعی حکم نہیں (۱) وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا چاہے تو شکار کرے چاہے تو شکار نہ کرے (۲) فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا (الجمعہ:10) (۳) اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ (البقرہ:184) (۴) فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوْا (الحج:28) (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کتاب اللہ میں پانچ آیات بطور رخصت ہیں قطعی حکم نہیں رکھتیں فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوْا (الحج:28) جو چاہے کھائے جو چاہے نہ کھائے (۲) وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا جو چاہے شکار کرے جو چاہے شکار نہ کرے (۳) وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ (البقرۃ:184) جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے (۴) فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ (النور:33) اگر چاہے تو لکھ لے اگر چاہے تو نہ لکھے (۵) فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا (الجمعہ:10) اگر چاہے تو چلا جائے اگر چاہے تو نہ جائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کسی قوم کی ناراضگی تمہیں برانگیختہ نہ کرے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ سے مراد حج کا ارادہ کرنے والے فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ سے مراد حج میں تجارت، رضوان سے مراد حج، شنان قوم سے مراد قوم کی دشمنی، بر سے مراد جن چیزوں کا حکم دیا گیا اور تقویٰ سے مراد جن سے منع کیا گیا ہے۔

امام احمد اور عبد بن حمید نے اس آیت کی تفسیر میں اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں وابصہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے ارادہ کیا کہ میں نیکی اور گناہ میں سے ہر ایک چیز کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے بتاؤں جس کے پوچھنے کے لئے تو آیا ہے یا تو خود سوال کرے گا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بتایئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اس لئے آیا ہے تاکہ تو نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کرے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تین انگلیوں کو جمع کیا اور انہیں میرے سینے میں مارنے لگے، فرماتے اے وابصہ اپنے دل سے فتویٰ طلب کر، اپنے دل سے فتویٰ طلب کر، نیکی وہ ہے جس سے تیرا دل مطمئن ہو جائے اور نفس مطمئن ہو جائے، گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکا پیدا کرے اور تیرے سینے میں متردد ہو اگرچہ لوگ تجھے فتویٰ دیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، بخاری نے ادب میں، امام مسلم، امام ترمذی، امام حاکم اور بیہقی نے شعب میں نواس بن سمعان سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو چیز

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 75، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 76

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 228، دارصادر بیروت

تیرے دل میں کھٹکے اسے چھوڑ دو۔ عرض کی ایمان کیا ہے؟ فرمایا جسے گناہ پریشان کرے اور نیکی خوش کرے تو وہ مومن ہے(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ دلوں کو قابو کر لیتا ہے امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ دلوں کو قابو کر لیتا ہے تو جب تم میں سے کسی کے دل میں کوئی چیز کھٹکے تو وہ اسے چھوڑ دے(2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ دلوں کو قابو کر لیتا ہے اور کوئی نظر نہیں ہوتی مگر شیطان کو اس میں طمع ہوتی ہے(3)۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو انسان بھی زبان سے کلمہ حق کہتا ہے، اس پر عمل بھی کرتا ہے تو اس کا ثواب قیامت تک اس کے لئے جاری ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کا ٹھکانہ جنت میں بنا دیتا ہے(4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کرتے ہوئے کہا اے میرے رب بندوں میں سے کون تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تاکہ تیری محبت کی وجہ سے میں اس سے محبت کروں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد میرے بندوں میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ آدمی ہے جس کا دل صاف ہو، جس کے ہاتھ صاف ہوں، وہ کسی کے ساتھ برائی نہ کرے، چغل خوری نہ کرے، پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ مجھ سے محبت کر، جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اس سے محبت کر اور میرے بندوں کے اندر میرے لئے محبت پیدا کر۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب تو خوب جانتا ہے میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، جو تجھ سے محبت کرتے ہیں ان سے بھی محبت کرتا ہوں لیکن میں تیرے بندوں کے لئے تجھے کیسے محبوب بنا دوں؟ فرمایا تو انہیں میرے احسانات، میری آزمائش اور میری نعمتیں یاد دلا۔ اے داؤد کوئی ایسا بندہ نہیں جو مظلوم کی مدد کرتا ہے یا تاریکی میں اس کے ساتھ چلتا ہے تو میں اس کے قدم اس دن مضبوط کر دوں گا جس روز قدم پھسل جائیں گے(5)۔

امام احمد حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے اپنے بھائی کی عزت کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے چہرے سے آگ کو دور فرما دے گا۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مومن کو قتل کرنے میں ایک کلمہ برابر مدد کی وہ اللہ تعالیٰ سے یوں ملاقات کرے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے(6)۔

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 16، صفحہ 90 (2553) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 149 (8784) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ ایضاً (8749) 4۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 266، دار صادر بیروت
5۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 119، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 269 (2620)، بیروت

امام طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے باطل طریقہ سے کسی ظالم کی مدد کی تا کہ اس کے ذریعے حق کو باطل کرے تو وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے بری ہو گیا (1)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ناحق کسی جھگڑا میں کسی کی مدد کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک کہ اس عمل سے الگ ہو جائے (2)۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی ظالم کے ساتھ چلا تا کہ اس کی مدد کرے جبکہ وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام کے دائرے سے خارج ہو گیا (3)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس کی سفارش اللہ تعالیٰ کی حدود میں رکاوٹ بنی تو اس انسان نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی جو آدمی فوت ہوا جبکہ اس پر قرض تھا تو اس کی ادائیگی دراہم و دانیر سے نہ ہو گی بلکہ ان کا بدلہ نیکیوں اور برائیوں کے ساتھ ہو گا اور جو آدمی باطل میں جھگڑا جبکہ وہ جانتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک کہ اس عمل سے الگ ہو جائے جس آدمی نے مومن کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی جو اس میں نہ تھی تو اللہ تعالیٰ اسے فساد کے کیچڑ میں سکونت دے گا یہاں تک کہ جو اس نے بات کی ہے اس سے قطع تعلق کر لے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت فسیلہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اس نے اپنے والد واثلہ بن اسقع کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا آدمی کا اپنی قوم سے محبت کرنا نافرمانی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ نافرمانی یہ ہے کہ ایک آدمی ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرے (5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنی قوم کے ساتھ چلا وہ خیال کرتا ہے کہ وہ گواہ ہے حالانکہ وہ حقیقت میں گواہ نہ تھا تو وہ جھوٹا گواہ ہے۔ جس نے بغیر علم کے خصومت میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک وہ اس عمل سے الگ ہو جائے۔ مسلمان سے جنگ کرنا کفر ہے، اسے گالی دینا فسق ہے (6)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں

1۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 451 (2968) مکتبۃ المعارف الریاض 2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاحکام، جلد 4، صفحہ 112، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 122 (7675)، بیروت 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 121 (7673)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 122 6۔ ایضاً

جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ظلم کی صورت میں قوم کی مدد کرے تو وہ لڑھکتے ہوئے اونٹ کی طرح ہے جبکہ وہ اس کی دنب کھینچ رہا ہے۔ حاکم کے الفاظ ہیں اس آدمی کی مثال جو ناحق اپنی قوم کی مدد کرتا ہے اس اونٹ کی طرح ہے جو بلندی سے لڑھک جائے اور وہ اس کی دم کھینچ رہا ہو(1)۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ③

”حرام کیے گئے ہیں تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور جس پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے اور گلا گھونٹنے سے مرا ہو، چوٹ سے مرا ہو، اوپر سے نیچے گر کر مرا ہو، سینگ لگنے سے مرا ہو اور جسے کھایا ہو کسی درندے نے سوائے اس کے جسے تم ذبح کر لو، اور (حرام ہے) جو ذبح کیا گیا ہو تھانوں پر اور (یہ بھی حرام ہے) کہ تم تقسیم کرو جوئے کے تیروں سے یہ سب نافرمانی کے کام ہیں۔ آج مایوس ہو گئے ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا تھا تمہارے دین سے، سو نہ ڈرو تم ان سے اور ڈرو مجھ سے۔ آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کر لیا ہے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین۔ پس جو لاچار ہو جائے بھوک میں درآں حالیکہ نہ جھکنے والا ہو گناہ کی طرف تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے“۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابوامامہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری قوم کی طرف بھیجا تا کہ میں لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلاؤں اور ان پر اسلام کے شعائر کو پیش کروں میں اپنی قوم کے پاس آیا ہم اس طرح تھے کہ خون کا ایک پیالہ لائے، وہ سب اسے کھانے لگے، انہوں نے کہا اے محمدی آؤ اور کھاؤ۔ میں نے کہا تم پر ہلاکت ہو میں تمہارے پاس اس کی طرف سے آیا ہوں جو اس چیز کو حرام قرار دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ حکم نازل کیا ہے لوگوں نے پوچھا وہ کیا حکم ہے تو میں نے ان پر یہ آیت تلاوت کی(2)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی آدمی خنزیر کا گوشت کھائے تو

1۔ شعب الایمان، جلد 6 صفحہ 123، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 3 صفحہ 744، دارالکتب العلمیہ بیروت

اس پر توبہ پیش کی جائے اگر وہ توبہ کرلے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ جنہیں بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے۔ وَ الْمُنْخَنِقَةُ سے مراد ہے جس کا دم گھٹ جائے اور مرجائے وَ الْمَوْقُوْذَةُ سے مراد ہے جسے لاٹھی کے ساتھ مارا جائے اور وہ مرجائے وَ الْمُتَرَدِّیَةُ سے مراد ہے جو پہاڑ سے لڑھکے اور مرجائے وَ النَّطِیْحَةُ وہ بکری جسے بکری سینگ مارے اور وہ مرجائے وَ مَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ جسے درندہ پکڑ لے اِلَّا مَا ذَكَّیْتُمْ مگر جسے تم ذبح کرلو جبکہ اس میں ابھی روح ہو پس اسے کھاؤ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ جو ان بتوں کی مخصوص جگہوں پر ذبح کی جائیں وہ لوگ جانوروں کو وہاں ذبح کرتے جہاں بت نصب ہوتے اور ان پر ان بتوں کا نام لیتے وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ یہ وہ پیالہ تھا جس کے ذریعے وہ امور میں تقسیم چاہتے ذٰلِكُمْ فِسْقٌ یعنی ان میں سے کسی چیز کو بھی کھایا تو وہ فسق ہے(1)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے پوچھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ الْمُنْخَنِقَةُ کے بارے میں بتائیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا عربوں کا طریقہ تھا کہ وہ بکری کا گلا دباتے۔ جب وہ بکری مرجاتی تو اس کا گوشت کھالیتے۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے امرؤ القیس کا یہ شعر نہیں سنا۔

یَغُطُّ غَطِیطَ البکر شُدّ خُنَاقُهُ لِیَقْتُلَنِیَ وَالْمَرْءُ لَیْسَ بِقَتَّالِ

وہ اس اونٹ کی طرح آواز نکالتا ہے جس کا گلا دبا دیا گیا ہوتا کہ وہ مجھے قتل کرے جبکہ آدمی قاتل نہیں۔

حضرت نافع رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ کے فرمان والموقوذۃ کے بارے میں بتایئے فرمایا وہ جانور جسے لکڑی سے مارا جائے یہاں تک کہ وہ مرجائے۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا۔

یَلْوِیْنَنِیْ دَیْنَ النَّهَارِ وَاَقْتَضِیْ دَیْنِیْ اِذَا وَقَذَ النُّعَاسُ الرُّقَّدَا

وہ مجھ سے دن کے قرض سے ٹال مٹول کرتی ہیں جبکہ میں اپنے قرض کا اس وقت تقاضا کرتا ہوں جب نیند سونے والوں کو مارتی ہے۔

عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان (الانصاب) کے بارے میں بتایئے فرمایا الانصاب سے مراد وہ پتھر ہے جن کی عرب عبادت کرتے تھے اور ان بتوں (پتھروں) کے لئے وہ جانور ذبح کرتے تھے۔ نافع نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے نابغہ ذبیانی کا شعر نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے۔

فَلَا لَعَمْرُ الَّذِیْ مُسِحَتْ كَعْبَتُهُ وَمَا هُرِیْقَ عَلَى الْاَنْصَابِ مِنْ جَسَدٍ

ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس کے کعبہ کو چھوا گیا اور ان کی قسم جو جانور پتھروں پر ذبح کئے گئے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 84-82، داراحیاء التراث العربی بیروت

عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ کے بارے میں بتایئے فرمایا اَلْاَزْلَام وہ تیر ہیں جن کے ذریعے وہ امور میں تقسیم چاہتے ان تیروں میں سے ایک پر یہ لکھا ہوتا (اَمَرَنِیْ رَبِّیْ) میرے رب نے مجھے حکم دیا دوسرے تیر پر لکھا ہوتا (نَهَانِیْ رَبِّیْ) میرے رب نے مجھے منع کیا۔ جب وہ کسی کے بارے میں فیصلہ کا ارادہ کرتے تو وہ اپنے بتوں کے گھر میں آتے پھر ان تیروں کو کپڑے سے ڈھانپ دیتے تو جو تیر نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے حطیہ کا شعر نہیں سنا۔ وہ کہتا ہے۔

لَا يَزْجُرُ الطَّيْرَانِ مَرَّتْ بِهٖ سَنْحًا وَلَا يُفَاضُ عَلٰى قَدَحٍ بِاَزْلَامٍ

وہ فال کے پکڑنے کے لئے پرندہ نہیں اڑاتا جب وہ اس کے سامنے سے دائیں جانب سے بائیں جانب گزرے اور نہ ہی اسے جوئے والے تیروں کے پیالے میں پیش کیا جاتا ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں شکار کو معراض (بغیر پر کا تیر) مارتا ہوں جو اسے لگ جاتا ہے۔ فرمایا جب تو ایسا تیر مارے وہ اسے زخمی کر دے تو اسے کھا لے اگر چوڑائی کی صورت میں اسے لگے تو اسے نہ کھا کیونکہ وہ تو وقیذ ہے یعنی لکڑی سے اسے مارا گیا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رادہ ان جانوروں کو کہتے ہیں جو کنویں میں گر پڑے اور متردیہ اس جانور کو کہتے ہیں جو پہاڑ سے لڑھکے اور مر جائے۔

حضرت ابو میسر رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ اسے منطوحة پڑھتے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ اکیل السبع پڑھتے۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو موقوذہ، متردیہ اور نطیحہ کو اس حالت میں پائے کہ وہ ہاتھ، پاؤں ہلا رہے تھے تو اسے (ذبح کر کے) کھا لے۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں فرمایا شریطة نہ کھاؤ کیونکہ یہ شیطان کا ذبیحہ ہے (2) ابن مبارک نے کہا اس کا مفہوم یہ ہے کہ تو حیوان سے اس خون اس کی جلد کاٹ کر نکالے مگر حلقوم سے اسے ذبح نہ کرے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ کا مفہوم یہ ہے کہ کعبہ شریف کے اردگرد پتھر تھے۔ دور جاہلیت میں جن پر جانور ذبح کیے جاتے تھے۔ جب چاہتے ان کی جگہ اور پتھر بدل دیتے۔ یہ اس وقت ہوتا جب انہیں ان میں کوئی پتھر اچھا لگتا (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد عربوں کے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 14-13، صفحہ 63 (1929)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاطعمة، جلد 4، صفحہ 126 (7104) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 91، بیروت

تیراور ایرانیوں کے نرد کے مہرے ہیں جن سے وہ جوا کھیلتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بِالْاَزْلَامِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد تیر ہیں جن کے ساتھ وہ سفر، جنگ اور تجارت کا فال نکالتے۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ازلام سے مراد تیر ہیں جب وہ لوگ سفر کا ارادہ کرتے تو سفر کرنے اور گھر میں بیٹھ رہنے کے تیر نکالتے، اگر سفر کرنے کا تیر نکلتا تو سفر پر روانہ ہو جاتے، اگر گھر میں بیٹھے رہنے کا تیر نکلتا تو گھر میں بیٹھے رہتے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ازلام کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد سفید کنکریاں ہیں جو وہ پھینکا کرتے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب وہ لوگ کسی امر یا سفر کا ارادہ کرتے تو وہ تین تیروں کا اہتمام کرتے۔ ایک پر لکھا ہوتا میرے رب نے مجھے حکم دیا، دوسرے پر لکھا ہوتا میرے رب نے مجھے منع کیا ہے۔ تیسرے کو خالی چھوڑ دیتے اس پر کچھ بھی نہ لکھا ہوتا پھر ان میں حیلہ کرتے۔ اگر وہ تیر نکلتا جس پر امرنی (مجھے حکم دیا ہے) کا لفظ ہوتا تو وہ کام کر گزرتے۔ اگر وہ تیر نکلتا جس پر لکھا ہوتا مجھے منع کیا ہے تو وہ اس سے رک جاتے۔ اگر وہ تیر نکلتا جس پر کچھ بھی نہ لکھا ہوتا تو پھر فال نکالتے (3)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کہانت کی یا تیروں سے فال نکالی یا فال پکڑتے ہوئے کام سے واپس آ گیا تو وہ کبھی بلند درجہ حاصل نہیں کر سکتا (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلْیَوْمَ یَىِٕسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اب کافر اس چیز سے مایوس ہو چکے ہیں کہ تم ان کے دین کی طرف لوٹ جاؤ گے (5)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اہل مکہ اب اس امر سے مایوس ہو چکے ہیں کہ تم ان کے دین اور بتوں کی عبادت کی طرف لوٹ گئے۔ حضور ﷺ کی اتباع کرنے میں ان کفار سے نہ ڈرو بلکہ بتوں کی عبادت کرنے اور حضرت محمد ﷺ کی تکذیب میں مجھ سے ڈرو۔ جب حضور ﷺ مقام عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے تو جبرئیل امین حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے جبکہ مسلمان دعائیں کر رہے تھے (یہ آیت سنائی) اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ تمہارے لئے حلال وحرام کے احکام کو مکمل کر دیا اس کے بعد حلال وحرام کا حکم نازل نہیں ہوگا۔ میں نے تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی ہے۔ اب تمہارے ساتھ کوئی مشرک حج نہ کرے۔ میں نے تمہارے لئے اسلام کا دین پسند کیا۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضور ﷺ اکیاسی دن تک اس دنیا میں رہے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 203، دار الفکر بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 95

روح کو قبض کر لیا(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے اس آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے یہ اس وقت ہے جب تو اس پر عمل کرے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم یہ خوف نہ کرو کہ اب وہ کفار تم پر غالب آ جائیں گے(2)۔

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ عبادت گزار جزیرہ عرب میں اس کی عبادت کریں گے لیکن وہ ان میں لڑائی جھگڑے کا سلسلہ جاری رکھے گا(3)۔

امام بیہقی شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اب سرزمین میں اس کی عبادت کی جائے گی لیکن وہ تم میں سے ایسی باتوں پر راضی ہوگا جن کو تم حقیر جانتے ہو(4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان اس امر سے مایوس ہو چکا ہے کہ عرب کی سرزمین میں بتوں کی عبادت کی جائے لیکن وہ تم سے اس کے علاوہ ایسی چیزوں سے خوش ہوگا جن کو تم حقیر جانتے ہو جبکہ یہ چیزیں قیامت کے دن ہلاکت خیز ہیں جہاں تک ہو سکے مظالم سے بچو(5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم اور مومنوں کو آگاہ کیا کہ ان کے لئے ایمان مکمل کر دیا گیا۔ اب تم اس کی زیادتی کے کبھی محتاج نہیں اللہ تعالیٰ نے اسے مکمل کر دیا، اب اس میں کبھی بھی کمی نہیں کی جائے گی، اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہے، اب اس پر ناراض نہیں ہوگا(6)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دین کو خالص کر دیا ہے اور مشرکوں کو بیت اللہ سے دور کر دیا ہے۔ کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت عرفہ کے روز نازل ہوئی اس روز جمعہ تھا(7)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ یہ آیت عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ یہ جمعہ کا دن تھا جب اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو مسجد حرام سے دور کر دیا اور حج مسلمانوں کے لئے خالص کر دیا(8)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک اور مسلمان اکٹھے بیت

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 64، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 96
3۔ صحیح مسلم، باب تحریش الشیطان، جلد 2، صفحہ 376، قدیمی کتب خانہ کراچی
4۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 456
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 455
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 96
7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 97
8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 98

اللہ کا حج کرتے۔ جب سورت برآت نازل ہوئی تو مشرکوں کو بیت اللہ شریف سے روک دیا گیا۔ مسلمانوں نے بیت اللہ کا حج کیا۔ مشرکوں میں سے کوئی بھی ان کے ساتھ حج میں شریک نہیں تھا۔ یہی اللہ تعالیٰ کی نعمت کی تکمیل تھی۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بھی یہی مطلب ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حج کو تمہارے لئے مکمل کیا اور مشرکوں کو بیت اللہ شریف سے دور کر دیا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے۔ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد تھے۔ دور جاہلیت کا مینار اور ان کے مناسک ختم ہوگئے۔ شرک میں ضعف پیدا ہوگیا۔ بیت اللہ شریف کا کسی نے بھی ننگے طواف نہ کیا۔ اس سال کسی مشرک نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بیت اللہ شریف کا طواف نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

امام عبد بن حمید نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب آپ مقام عرفات میں تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیات اچھی لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سورت کے آغاز میں رکھ دیا فرمایا جبرئیل امین تعلیم دے رہے تھے کہ کیسے حج کیا جائے۔

امام حمیدی، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن حبان اور بیہقی نے سنن میں حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی تم اپنی کتاب میں ایک آیت پڑھتے ہو۔ اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کون سی آیت ہے؟ تو انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں اس دن کو خوب جانتا ہوں جس میں یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ جس گھڑی میں وہ نازل ہوئی اسے بھی جانتا ہوں۔ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن یوم عرفہ (نو ذی الحجہ) کو نازل ہوئی (4)۔

امام اسحاق بن راھویہ نے اپنی مسند میں اور عبد بن حمید نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ لوگوں نے اس آیت کا ذکر کیا تو اہل کتاب میں سے ایک آدمی نے کہا اگر ہم جانتے کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی تو ہم اسے عید بنا لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمد للہ جس نے اس دن کو ہمارے لئے عید بنایا ہے۔ یہ آیت یوم عرفہ کو نازل ہوئی۔ اس کا دوسرا دن یوم النحر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اس امر کو مکمل کر دیا ہم یہ بھی جان گئے کہ اس کے بعد معاملہ کمی میں رہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عنترہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت حج اکبر کے دن نازل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 98، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 97 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 98

4۔ سنن نسائی، باب زیادۃ الایمان، جلد 8-7، صفحہ 114، دار الریان قاہرہ

ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تجھے کون سی چیز رلا رہی ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ چیز رلا رہی ہے کہ ہم اس حال میں تھے کہ ہمارے دین میں اضافہ ہوتا تھا اب یہ مکمل ہو گیا۔ کوئی بھی چیز جب مکمل ہوتی ہے تو اس میں کمی آنا شروع ہو جاتی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچی بات کی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قبیصہ بن ابی ذویب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ آیت اس امت کے علاوہ کسی اور امت پر نازل ہوتی، جس دن یہ آیت ان پر نازل ہوتی وہ اس کو تلاش کرتے اور اسے عید بنا لیتے، اس دن وہ اجتماع کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے کعب وہ کون سی آیت ہے؟ عرض کی یہ آیت اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس دن کو جانتا ہوں جس دن یہ آیت نازل ہوئی، جس جگہ نازل ہوئی اسے بھی جانتا ہوں، یہ آیت جمعہ کے دن اور نو ذی الحجہ کو نازل ہوئی۔ الحمد للہ یہ دونوں ہمارے لئے عید ہیں (2)۔

امام طیالسی، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر، طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کو تلاوت کیا تو ایک یہودی نے کہا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت دو عیدوں میں نازل ہوئی جمعہ اور عرفہ کے دن (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عیسیٰ بن حارثہ انصاری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ہم دیوان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک نصرانی نے ہم سے کہا اے مسلمانو تم پر ایک آیت نازل ہوئی ہے۔ اگر وہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن اور ساعت کو عید بنا لیتے۔ جب تک ہم میں سے دو بھی باقی رہتے۔ ہم (مسلمانوں) میں سے کسی نے بھی اسے جواب نہ دیا۔ میں محمد بن کعب قرظی سے ملا۔ اسے میں نے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کیا تم نے اسے جواب نہیں دیا۔ فرمایا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی جبکہ آپ یوم عرفہ کو پہاڑ پر وقوف کیے ہوئے تھے جب تک مسلمانوں میں ایک آدمی بھی باقی رہے گا یہ ان کے لئے عید رہے گی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت داؤد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عامر بن شعبی سے کہا یہودی کہتے ہیں عربوں نے اس دن کو کیوں یاد نہیں رکھا جس میں ان پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ان کے دین کو مکمل فرمایا۔ عامر نے کہا کیا تجھے وہ دن یاد نہیں؟ میں نے پوچھا وہ کون سا دن ہے؟ فرمایا عرفہ کا دن۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ذوالحجہ کو نازل فرمایا (5)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی جبکہ آپ ﷺ مقام عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے (6)۔

امام ابن جریر اور طبرانی نے حضرت عمرو بن قیس سکونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ بن ابی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 100　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً　5۔ ایضاً　6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 100

سفیان رضی اللہ عنہما کو منبر پر بیٹھ کر اس آیت کو مشکل سے پڑھتے ہوئے سنا یہاں تک کہ انہوں نے اس آیت کو ختم کیا۔ فرمایا یہ آیت نو ذی الحجہ جمعہ کے دن نازل ہوئی (1)۔

امام بزار، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام عرفات میں جمعہ کے روز وقوف کیے ہوئے تھے (2)۔

امام بزار نے صحیح سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی جبکہ آپ مقام عرفات میں تھے۔

امام ابن جریر نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارے نبی پیر کے روز پیدا ہوئے، پیر کے روز انہیں نبوت عطا کی گئی، مکہ مکرمہ سے پیر کے روز نکلے، مدینہ طیبہ میں پیر کے روز داخل ہوئے، مکہ مکرمہ پیر کے روز فتح ہوا، سورۂ مائدہ پیر کے دن نازل ہوئی اور پیر کے روز ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا (3)۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اٹھایا اور ان کے لئے ولایت کا اعلان کیا تو جبرئیل امین یہ آیت لائے (4)۔

امام ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر نے ضعیف سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب غدیر کا دن تھا۔ یہ ذی الحجہ کی اٹھارہ تاریخ تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت عرفہ کے دن نازل ہوئی، اس کے بعد حلال و حرام کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے واپس تشریف لائے تو وصال فرما گئے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وہ حج کیا۔ ہم چل رہے تھے کہ جبرئیل امین ایک سواری پر ظاہر ہوئے۔ قرآن حکیم کے بوجھ کی وجہ سے سواری بوجھ برداشت نہ کر سکی تو وہ بیٹھ گئی۔ میں آپ کے پاس حاضر ہوئی، جو چادر میرے اوپر تھی وہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ڈال دی (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیاسی دن تک زندہ رہے (7)۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

1۔ معجم کبیر، جلد 19، صفحہ 392 (291) مکتبۃ العلوم والحکم بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 220 (6916)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 101، داراحیاء التراث العربی بیروت
4۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 42، صفحہ 237، دارالفکر بیروت
5۔ ایضاً، جلد 42، صفحہ 233
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 96
7۔ ایضاً

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ ہر دین والے کے لئے اس کے دین کو مثالی صورت دی جائے گی۔ جہاں تک ایمان کا تعلق ہے وہ اہل ایمان کو خوشخبری دے گا اور ان کے ساتھ بھلائی کا وعدہ کرے گا یہاں تک کہ اسلام آئے گا۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں تجھے ہی قبول کروں گا اور آج تیرے بدلے میں ہی جزا دوں گا(1)۔

امام احمد نے حضرت علقمہ بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے ایک آدمی نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قوم کے ایک آدمی سے فرمایا تو نے رسول اللہ ﷺ کو اسلام کی کیسے صفت بیان کرتے ہوئے سنا تو اس نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اسلام جذعہ (جانور کے چھوٹے بچے) کی طرح ظاہر ہوا پھر دو دانتوں والا پھر چار والا پھر چھ والا پھر کچلیاں نکالنے والے کی طرح ہو گیا۔ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کچلیاں نکالنے کے بعد پھر نقصان ہی ہے(2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَمَنِ اضْطُرَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو آدمی اس جانور کو کھانے پر مجبور ہو گیا جن کا اس صورت کے آغاز میں ذکر کیا گیا مَخْمَصَةٍ کا معنی بھوک غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ کا معنی گناہ میں حد سے تجاوز کرنے والا(3)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فِیْ مَخْمَصَةٍ کے بارے میں بتایئے فرمایا اس کا معنی بھوک اور مشقت ہے۔ عرض کی کیا عرب اس کا معنی پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے اعشیٰ کا قول نہیں سنا وہ کہتا ہے۔

تَبِيْتُوْنَ فِي الْمَشْتَى مِلَاءً بُطُوْنُكُمْ وَجَارَاتُكُمْ غَرْثَى يَبِتْنَ خَمَائِصَا

تم موسم سرما میں بھرے پیٹ رات گزارتے ہو جبکہ تمہارے پڑوسی بھوکے خالی پیٹ رات گزارتے ہیں۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے ایسی بھوک جو گناہ کا باعث نہ ہو میں مبتلا ہو جائے۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجبور آدمی کو رخصت دی گئی ہے کہ وہ اسے مشقت کی وجہ سے کھائے جبکہ وہ گناہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو جو آدمی بغاوت کر کے حد سے تجاوز کرے یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نکلے تو اس کے لئے کھانا حرام ہے(4)۔

امام احمد اور امام حاکم نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم ایسے علاقے میں رہتے ہیں کہ ہمیں بھوک اور قحط سالی آجاتی ہے، ہمارے لئے مردار کھانا کیا حلال

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 99، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ کنز العمال، جلد 1، صفحہ 392، مؤسسۃ الرسالۃ بروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 104 4۔ ایضاً

ہوتا ہے؟ فرمایا جب تمہیں صبح وشام کا کھانا نہ ملے اور تم سبزی بھی نہ پاؤ تو تم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو(1)۔

امام ابن سعد اور ابوداؤد نے حضرت فجیع عامری سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمارے لئے مردار کب حلال ہے؟ پوچھا تمہارا کھانا کیا ہے؟ عرض کی ہم شام کے وقت اور صبح کے وقت کھانا کھاتے ہیں۔ فرمایا ایک پیالہ صبح اور ایک پیالہ شام کے وقت عرض کی اتنا جبکہ بھوک اس سے انکار کرے۔ فرمایا مردار اسی حالت میں حلال کیا گیا ہے(2)۔

امام حاکم نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تو شام کے وقت گھر والوں کو دودھ سے سیراب کرے تو اس مردار سے اجتناب کر جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا(3)۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَاۤ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّاۤ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴

"پوچھتے ہیں آپ سے کہ کیا کیا حلال کیا گیا ہے ان کے لئے آپ فرمایئے حلال کی گئی ہیں تمہارے لئے پاک چیزیں اور (شکار) ان کا سکھایا ہے تم نے جنہیں شکاری جانوروں سے شکار پکڑنے کی تعلیم دیتے ہوئے تم سکھاتے ہو انہیں (وہ طریقہ) جو سکھایا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے۔ تو کھاؤ اس میں سے جسے پکڑے رکھیں تمہارے لئے اور لیا کرو اللہ کا نام اس جانور پر اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ بہت تیز ہے حساب لینے میں"۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جبرئیل امین نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے اجازت دے دی۔ جبرئیل امین نے حاضر ہونے میں دیر کی۔ حضور ﷺ نے چادر لی اور باہر تشریف لے آئے۔ فرمایا ہم نے تجھے اجازت دے دی تھی۔ جبرئیل نے عرض کی ہاں لیکن ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو صحابہ نے دیکھا تو گھر کے ایک حصہ میں پلا موجود تھا۔ ابورافع نے کہا حضور ﷺ نے مجھے حکم دے دیا کہ مدینہ طیبہ میں جتنے بھی کتے ہیں انہیں قتل کر دو۔ تو میں نے ایسا ہی کیا۔ لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ان جانوروں میں سے ہمارے لئے کیا حلال ہے جنہیں آپ ﷺ نے قتل کا حکم دیا ہے؟ حضور ﷺ خاموش ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی آدمی اپنا کتا چھوڑے، اللہ تعالیٰ کا نام لے کتا اس کے کھانے سے رک جائے تو وہ آدمی وہ جانور کھا لے جسے کتے نے نہ کھایا ہو(4)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 139 (7156) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 178، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 139 (7157) دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 107، بیروت

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو کتے مارنے کے لئے بھیجا۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے کتے مار ڈالے یہاں تک کہ وہ مدینہ طیبہ کی مضافاتی بستیوں تک جا پہنچے۔ تو حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن خیثم رضی اللہ عنہ اور حضرت عویم رضی اللہ عنہ بن ساعدہ حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے اس میں سے کیا حلال ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو صحابہ کرام نے عرض کی، یا رسول اللہ اس امت سے ہمارے لئے کیا حلال ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ بن مہلہل طائی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے مردار ہم پر حرام کیا ہے، ہمارے لئے کیا حلال ہے؟ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم طائی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کتے کے شکار کے بارے میں پوچھا۔ حضور ﷺ اس کے حکم سے اچھی طرح آگاہ نہ تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مائدہ میں اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے وہ اس سے جس نے اس کے سامنے یہ بیان کی جو ان چیزوں کے بارے میں فتویٰ لینا چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کن چیزوں کو حلال فرمایا اور کن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا تیرے لئے پاکیزہ چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام فرمائی ہیں مگر اس صورت میں کہ تو اپنے کھانے کا محتاج ہو تو اس سے کھائے یہاں تک کہ اس سے غنی ہو جائے۔ اس آدمی نے عرض کی میرے فقر کی کیا حد ہے میرے لئے ایسا کھانا حلال کرتا ہے اور میری غنا کتنی ہے جو مجھے اس قسم کی چیز کھانے سے روکتی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تو پیدائش کی امید رکھتا ہو اپنے جانور کے گوشت سے اس کے حمل تک جا پہنچے یا تو غنا کی امید رکھتا تھا تو تو اس میں سے کوئی چیز پائے تو تو اپنے گھر والوں کو اتنا کھلا جتنا مناسب ہو یہاں تک تجھے اس کی ضرورت نہ رہے۔ اعرابی نے کہا میرا اغناء سے کیا مراد ہے؟ جب پاؤں تو اس چیز کو چھوڑ دوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تو اپنے گھر والوں کو رات کا دودھ پلا دے تو اس کھانے سے اجتناب کر جو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر حلال کیا ہے اور جو چیز تیری اپنی ہے وہ سب تیرے لئے آسانی کا باعث ہے اس میں کوئی بھی حرام نہیں (4)۔

امام طبرانی نے حضرت صفوان بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عرفطہ بن نہیک تمیمی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا اور میرے گھر والوں کا رزق اس شکار سے ہوتا ہے ہمارا اس میں حصہ اور برکت ہے۔ تاہم یہ چیز ہمیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 107، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 108
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 111
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 105

اللہ کے ذکر اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے غافل کر دیتی ہے۔ ہمیں اس کی سخت ضرورت بھی ہوتی ہے۔ کیا آپ ﷺ یہ امر ہمارے لئے حلال کرتے ہیں یا حرام کرتے ہیں؟ فرمایا میں حلال کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حلال کیا ہے، یہ کتنا اچھا عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ عذر قبول کرنے والا ہے۔ مجھ سے قبل جتنے بھی اللہ کے رسول تھے سب شکار کرتے اور شکار کی تلاش کرتے۔ جب تو رزق کی تلاش کی وجہ سے جماعت سے غائب ہو تو جماعت اور جماعت میں شریک لوگوں کی محبت اور اللہ کے ذکر اور ذکر کرنے والوں کی محبت یہی تیرے لئے کافی ہوگی۔ اپنے لئے اور گھر والوں کے لئے حلال تلاش کر، بے شک یہ بھی اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ یہ بات ذہن نشین کر لے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد صالح تاجروں کو حاصل ہے(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مُكَلِّبِيْنَ سے مراد سدھائے ہوئے درندے اور سدھایا ہوا باز ہے۔ جوارح سے مراد کتے، چیتے، شکرے وغیرہ ہیں فَكُلُوْا مِمَّاۤ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ یعنی وہ کھاؤ جنہیں وہ قتل کر دیں اگر وہ مار ڈالے مگر ساتھ ہی اس کو کھا جائے تو اسے نہ کھاؤ۔ وَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فرمایا جب تو اپنے درندے کو چھوڑے تو بسم اللہ کہہ اگر بھول جائے تو تب بھی کوئی حرج نہیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد پرندے اور کتے ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ شکار کو مار ڈالیں جب تو نے اپنا کتا، پرندہ یا تیر چھوڑا تھا اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا تھا۔ تو اس چیز نے شکار روک لیا یا مار ڈالا تو اس شکار کو کھالو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجوسی کا تربیت یافتہ کتا، اس کا باز یا شکرہ شکار کو پکڑتا ہے جسے مجوسی نے ہی سدھایا تھا۔ مسلمان اسے چھوڑتا ہے اور وہ شکار کو پکڑ لیتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مسلمان اسے نہ کھائے۔ اگرچہ اس نے اس پر بسم اللہ پڑھی ہو کیونکہ یہ کتا مجوسی کا سدھایا ہوا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ

امام ابن جریر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم انہیں شکار کی تلاش کرنا سکھاتے ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں تعلیم دی ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کتے کا سدھائے ہوئے ہونے سے مراد ہے کہ وہ شکار کو روک لے اسے نہ کھائے یہاں تک کہ اس کا مالک آجائے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کتا کھائے تو تو اسے نہ کھا کیونکہ اس نے وہ شکار اپنے لئے روکا ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے باز کے

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 51 (7342)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 109
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 108
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 111
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 112

شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شکار وہ تیرے لئے روک دے اسے کھا (1)۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں تربیت یافتہ کتے چھوڑتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا جب تو تربیت یافتہ کتا چھوڑے اور چھوڑتے وقت تکبیر کہے تو جس جانور کو تیرے لئے روک لے اسے کھا میں نے عرض کی اگر چہ وہ اسے مار ڈالیں۔ فرمایا اگر چہ وہ اس شکار کو مار ڈالیں جب تک ان کے ساتھ کوئی ایسا کتا شریک نہ ہو جو سدھایا ہوا نہ ہو کیونکہ تو نے اپنے سدھائے ہوئے کتے پر تکبیر پڑھی ہے دوسرے پر تکبیر نہیں پڑھی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم ایسی قوم ہیں جو کتوں اور بازوں سے شکار کرتے ہیں، ان میں سے کون سی چیز ہمارے لئے حلال ہے؟ فرمایا تمہارے لئے حلال ہیں (وہ چیزیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے پھر فرمایا جو تو کتا چھوڑے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے تو جس جانور کو وہ تیرے لئے روک لے اسے کھا میں نے عرض کی اگر چہ وہ جانور کو مار ڈالے فرمایا اگر چہ وہ جانور کو مار ڈالے جبکہ اس جانور کو نہ کھائے جس کو اس نے روک رکھا ہے۔ میں نے عرض کی ہم ایسی قوم ہیں جو تیر سے شکار کرتے ہیں، ہمارے لئے کیا حلال ہے؟ فرمایا جس تیر پر اللہ کا نام لے اور تو اس جانور کو زخمی کر دے تو اسے کھالے۔

امام عبد بن حمید نے علی بن حکم سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی مجھے بتایئے میں اپنے کتے کو چھوڑوں اس پر تکبیر کہوں تو وہ شکار کو مار ڈالے کیا میں اس شکار کو کھالوں۔ فرمایا ہاں۔ نافع نے عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ جبکہ آپ یہ کہتے ہیں اگر چہ وہ جانور کو قتل کر دے۔ فرمایا اے ابن ازرق تجھ پر افسوس مجھے بتا۔ اگر وہ بلے کو روک لے اور تو اسے ذبح کرلے کیا اس کا حکم تیری خواہش پر ہوگا، اللہ کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ یہ آیت کن کتوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ بنو طے کے نبہان خاندان کے کتوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اے ابن ازرق تجھ پر افسوس۔ یقیناً یہ تیرے لئے بڑی خبر ہوگی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ کتا جو سدھایا ہوا نہ ہو، اگر اس نے شکار کو روک لیا تو تو نے اس کو ذبح کر لیا تو اسے کھالے، اگر تو اس کو ذبح نہ کر سکے تو نہ کھا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب اس کتے نے شکار کا کچھ حصہ کھالیا تو تو اس کو نہ کھا، اگر شکرے نے اس کو کھالیا ہو تو اسے کھالے کیونکہ کتے کو تو مار سکتا ہے مگر شکرے کو تو نہیں مار سکتا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کوے کے بارے میں پوچھا گیا کیا وہ پاکیزہ چیزوں میں ہے؟ فرمایا وہ طیبات میں سے کیسے ہو سکتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فاسق فرمایا ہے۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 110 2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب الصید بالکلاب المعلمۃ، جلد 14-13، صفحہ 63، بیروت

طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَ لَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۖ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۵

''آج حلال کردی گئیں تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں اور کھانا ان لوگوں کا جنہیں دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لئے اور تمہارا کھانا حلال ہے ان کے لئے اور (حلال ہیں) پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن عورتیں ان لوگوں کی جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے جب دے دو تم انہیں مہران کے پاک باز بنتے ہوئے نہ بدکاری کرتے ہوئے اور نہ چوری چھپے آشنا بناتے ہوئے اور جو انکار کرتا ہے ایمان کا تو بس ضائع ہو گیا اس کا عمل اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں سے ہوگا''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب کے طعام سے مراد ان کے ذبیحہ ہیں، وہ تمہارے لئے حلال ہیں، ان کی محصن عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ اجور سے مراد مہر ہیں۔ محصن بنتے ہوئے سے مراد یہ ہے کہ مہر اور گواہوں کے ذریعے ان سے نکاح کرو۔ مسافح سے مراد اعلانیہ بدکاری کرنے والا اور مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ سے مراد مخفی طریقہ سے بدکاری کرنے والا (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے طعام کا معنی ذبیحہ نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لے دو محصنہ حلال کی ہیں: مومن محصنہ اور اہل کتاب محصنہ، ہماری عورتیں ان پر حرام ہیں، ان کی عورتیں ہمارے لئے حلال ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم اہل کتاب کی عورتوں سے شادی کر سکتے ہیں، وہ ہماری عورتوں سے شادی نہیں کر سکتے (2)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان نصرانی عورت سے شادی کر سکتا ہے اور نصرانی مسلمان عورت سے شادی نہیں کر سکتا۔

آیت کی تفسیر میں امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے لئے اہل کتاب کا کھانا اور عورتیں حلال ہیں (3)۔

امام طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ یہود و

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 124، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 125

نصاریٰ کے ذبیحہ مسلمانوں کے لئے اس لئے حلال ہیں کیونکہ وہ تورات اور انجیل پر ایمان لائے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے محصنات کا معنی آزاد لیا ہے یعنی اہل کتاب کی آزاد عورتیں تم پر حلال ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے محصنات کا معنی پاک دامن نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے محصنات کا معنی پاک دامن اور جنابت کا غسل کرنے والی لیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ سے مسلمان کے یہودی اور نصرانی عورت کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ہم نے ان سے فتح (مکہ) کے دور میں شادیاں کیں کیونکہ مسلمان عورتیں زیادہ نہیں پاتے تھے۔ جب ہم واپس لوٹے تو ہم نے انہیں طلاقیں دے دیں۔ فرمایا ان کی عورتیں ہمارے لئے حلال ہیں، ہماری عورتیں ان پر حرام ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اہل کتاب کی عورتوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے یہ آیت اور سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 221 پڑھ کر سنائی۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا مسلمان اہل کتاب کی عورت سے شادی کر سکتا ہے۔ فرمایا مسلمان کو اہل کتاب کی عورتوں سے کیا غرض۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو بہت زیادہ کر دیا ہے اگر اس کے لئے اس عورت سے شادی کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو پاک دامن بنتے ہوئے اس سے نکاح کرے بدکار بنتے ہوئے اس سے تعلق نہ رکھے۔ آدمی نے پوچھا کہ مسافحہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا مسافحہ سے مراد ایسی عورت ہے کہ مرد عورت کو آنکھ سے اشارہ کرے تو عورت اس کے پیچھے چلی آئے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ کا معنی نقل کیا ہے خفیہ دوستی کرنے والے اور ایک ہی عورت سے دوستی کرنے والے کیا ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ کچھ لوگوں نے کہا ہم اہل کتاب کی عورتوں سے کیسے شادی کریں جبکہ وہ اپنے دین پر ہیں اور ہم اپنے دین پر ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ (المائدہ:5) فرمایا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ کوئی بھی عمل ایمان کے بغیر قبول نہیں فرماتا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ ایمان ہی مضبوط حلقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ ہی عمل قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جنت اس پر حرام کرتا ہے جو ایمان کو ترک کرتا ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام قسم کی عورتوں سے منع کیا سوائے ان عورتوں کے جو مومن ہوں اور ہجرت کر کے آئیں اور اسلام کے علاوہ کے ہر دین اپنانے والے کو حرام قرار

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 341 (3213)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 126، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 131

4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 132

دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ (المائدہ:5) (1)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

”اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز ادا کرنے کے لئے تو (پہلے) دھولو اپنے چہرے اور اپنے بازو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں پر اور دھولو اپنے پاؤں ٹخنوں تک اور اگر ہو تم جنبی تو (سارا بدن) پاک کرلو اور اگر ہو تم بیمار یا سفر پر یا آئے کوئی تم میں سے قضائے حاجت کے بعد یا صحبت کی ہو تم نے عورتوں سے پھر نہ پاؤ تم پانی تو تیمم کرو پاک مٹی سے یعنی مسح کرلو اپنے چہروں اور اپنے بازوؤں پر اس سے۔ نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ کہ رکھے تم پر کچھ تنگی بلکہ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ خوب پاک صاف کرے تمہیں اور پوری کردے اپنی نعمت تم پر تا کہ تم شکریہ ادا کرتے رہو“۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت علقمہ بن صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کرتے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے گفتگو نہ کرتے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں سلام کا جواب نہ دیتے یہاں تک کہ آپ گھر تشریف لاتے تو نماز والا وضو کرتے ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرتے ہیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے بات نہیں کرتے ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں سلام کا جواب نہیں دیتے یہاں تک کہ یہ رخصت والی آیت نازل ہوئی (2)۔

امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے لئے وضو کرتے۔ جب فتح مکہ کا دن تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور خفین پر مسح کیا اور ایک ہی وضو سے پانچ نمازیں پڑھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ایسا عمل کیا ہے جو پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں کرتے تھے۔ فرمایا اے عمر میں نے یہ عمل جان بوجھ کر کیا ہے (3)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12-11، صفحہ 64 (3215)، دار الکتب العلمیہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 139، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارت، جلد 1، صفحہ 135، قدیمی کتب خانہ کراچی

امام ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا عرض کی گئی کیا ہم آپ ﷺ کے لئے وضو کا پانی نہ لائیں۔ فرمایا مجھے وضو کا حکم اس وقت دیا گیا جب میں نماز کا ارادہ کروں (1)۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن حنظلہ بن غسیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ہر نماز کے لئے وضو کا حکم دیا گیا خواہ آپ ﷺ پہلے وضو سے ہوں یا نہ ہوں جب یہ امر آپ ﷺ پر مشکل ہو گیا تو ہر نماز کے لئے مسواک کا حکم دیا گیا اور آپ ﷺ سے وضو کا حکم اٹھا لیا گیا مگر حدث کی صورت میں (وضو کا حکم باقی رہا) (2)

امام ابن جریر اور نحاس نے اپنی ناسخ میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ہر نماز کے لئے وضو کرتے اور اس آیت کی تلاوت کرتے (3)۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے آدمی کو فرمایا جو نماز میں کوتاہی کر رہا تھا، تم میں سے کسی کی نماز بھی اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ اس طرح وضو نہ کرے جس طرح اللہ کا حکم ہے وہ اپنے چہرے کو دھوئے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے، سر پر مسح کرے اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھوئے (4)۔

امام مالک، امام شافعی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت زید بن اسلم اور حضرت نحاس رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب تم سو کر اٹھو (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے جب تم نماز کا ارادہ کرو اور وضو کی حالت میں نہ ہو تو یہ حکم ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غسل سے مراد گزرنا ہے۔

امام دارقطنی اور بیہقی نے سنن میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو پانی اپنی کہنیوں پر بہاتے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ طلحہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے وضو کیا اور اپنے سر پر یوں مسح کیا حفص نے اپنے ہاتھوں کو اپنے سر پر گزارا یہاں تک کہ اپنی گدی پر مسح کیا (8)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، باب فی ترک الوضو قبل الطعام، جلد 8-7، صفحہ 29، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت — 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 136

4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب التسمیۃ علی الوضوء، جلد 1، صفحہ 44، دار الفکر بیروت — 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 135 — 6۔ ایضاً

7۔ سنن الدارقطنی، جلد 2-1، صفحہ 83 (15)، دار المحاسن قاہرہ — 8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی مسح الراس کیف ھو جلد 1، صفحہ 23

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضوفرمایا اور اپنے سر کے اگلے حصہ اور پگڑی پر مسح کیا(1)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وَ اَرْجُلَكُمْ کو منصوب پڑھا، فرماتے اس کا تعلق غسل سے ہے(2)۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وَ اَرْجُلَكُمْ کو منصوب پڑھا، فرمایا اس کا تعلق غسل سے ہے(3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور نحاس نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وَ اَرْجُلَكُمْ کو منصوب پڑھا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس لفظ کی قرأت کرتے فرماتے امر غسل کی طرف راجع ہے(4)۔

امام عبد الرزاق اور طبرانی نے قتادہ سے وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اس کا امر پاؤں کے دھونے کی طرف لوٹ رہا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرات حسن و حسین نے ان کلمات کو پڑھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے سنا جبکہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر رہے تھے۔ فرمایا اس کلام میں تقدیم وتاخیر ہے(5)۔

حضرت سعید بن منصور رحمہ اللہ نے اسے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسرہ کے ساتھ نقل کیا انہوں نے کہا یہاں پاؤں میں حکم مسح کا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے لوگ اس میں غسل (دھونے) کے علاوہ چیز کا انکار کرتے ہیں جبکہ میں کتاب اللہ میں مسح کا حکم پاتا ہوں(6)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وضو میں دو اعضاء کو دھونے اور دو اعضاء پر مسح کرنے کا حکم ہے(7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو اعضاء کو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی مسح الراس کیف ھو، جلد 1، صفحہ 23، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 154، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1442، دار الصمیعی الریاض
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 26، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 154
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 27(199)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 155

دھونے اور دو اعضاء پر مسح کرنے کو فرض کیا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ تیمم کا ذکر فرمایا تو دو اعضاء کے دھونے کو مسح بنا دیا اور دو اعضاء پر مسح کے معاملہ کو ترک کر دیا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے ان سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ حجاج نے ہمیں خطبہ دیا اور یہ کہا چہرے اور ہاتھوں کو دھو اور اپنے سر اور پاؤں پر مسح کرو، انسان کے اعضاء میں سے کوئی بھی حصہ قدموں سے زیادہ غلاظت کے قریب نہیں ہوتا پس تم قدموں کے باطن، ظاہر اور پنڈلیوں کو دھو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور حجاج نے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے یہ آیت پڑھی حضرت انس رضی اللہ عنہ جب اپنے قدموں پر مسح کرتے تو انہیں تر کرتے (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے امام شعبی رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبرئیل امین مسح کا حکم لے کر نازل ہوئے کیا تم نہیں دیکھتے کہ تیمم میں ان اعضاء پر مسح کیا جاتا ہے جنہیں وضو میں دھویا جاتا ہے اور وضو میں جن اعضاء پر مسح کیا جاتا ہے انہیں تیمم میں چھوڑ دیا گیا (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اعمش سے اور حضرت نحاس نے حضرت شعبی رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں حکم مسح کا نازل ہوا اور سنت دھونے میں جاری ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ علماء اَرْجُلَكُمْ کو مجرور پڑھتے جبکہ وہ پاؤں کو دھوتے۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ پاؤں کو دھویا جائے گا۔

ابن ابی شیبہ نے حکم سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا طریقہ پاؤں دھونے کا چلا آ رہا ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے کسی کو پاؤں پر مسح کرتے ہوئے نہیں دیکھا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم مسح کے حکم کے ساتھ نازل ہوا جبکہ سنت پاؤں دھونا ہے (5)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے اور اس کے بعد بھی موزوں پر مسح کرتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 156، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 26، (191)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 155

5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 156 6۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 582، دار الفکر بیروت

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مسح کا ذکر کیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ تجھ سے زیادہ فقیہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے سعد ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پاؤں پر مسح کیا ہے لیکن کیا آپ ﷺ نے اس وقت بھی مسح کیا ہے۔ جب سورۂ مائدہ نازل ہوئی کیونکہ اس سورت نے ہر حکم کو محکم کر دیا ہ اور یہ سورۂ برأت کے علاوہ قرآن کی آخری سورت ہے جو نازل ہوئی تو کسی نے بھی کچھ نہ کہا(1)۔

امام ابو الحسن بن صخر نے ہاشمیات میں ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جبرئیل امین نے اس آیت کو میرے چچا زاد پر نازل کیا اور آپ ﷺ سے کہا کہ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ کو درمیان میں رکھ لو۔

امام بخاری، امام مسلم اور بیہقی نے حضرت جریر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ الفاظ بیہقی کے ہیں کہ حضور ﷺ نے قضائے حاجت کی پھر آپ ﷺ نے وضو کیا اور خفین پر مسح کیا، فرمایا مجھے کوئی مسح کرنے سے منع نہیں کر سکتا جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسح کرتے ہوئے سنا ہے۔ تو لوگوں نے کہا یہ حکم تو سورۂ مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے تھا۔ انہوں نے جواب دیا میں تو سورۂ مائدہ کے نازل ہونے کے بعد مسلمان ہوا تھا(2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سورۂ مائدہ کے نازل ہونے کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا(3)۔

امام ابن عدی نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا موزوں پر مسح کرو(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت قاسم بن فضل حدانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو جعفر نے ٹخنوں سے۔ لوگوں نے کہا یہاں۔ ابو جعفر نے کہا یہ تو پنڈلی کا سر ہے لیکن ٹخنیں وہ ہیں جہاں جوڑ ہوتا ہے(5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَاطَّهَّرُوْا کا معنی ہے تم غسل کرو۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ آپ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا جس کے کپڑے بڑے عمدہ خوشبو اچھی اور چہرہ خوبصورت تھا۔ عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ حضور ﷺ نے جواب دیا وعلیک السلام۔ عرض کی کیا میں آپ ﷺ کے قریب ہو سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں۔ وہ آدمی آپ ﷺ کے قریب ہوا یہاں تک کہ اپنا گھٹنا حضور ﷺ کے گھٹنے کے ساتھ ملا دیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟ فرمایا تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ شریف کا حج کرے اور جنابت کی صورت میں

1۔ مجمع اوسط، جلد 3، صفحہ 443 (2952) الریاض　2۔ صحیح مسلم، باب المسح علی الخفین، جلد 1، صفحہ 132، قدیمی کتب خانہ کراچی

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 161، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　4۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، جلد 5، صفحہ 461 (142-1109) بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 165، داراحیاء التراث العربی بیروت

غسل کرے۔ عرض کی آپ ﷺ نے سچ کہا ہے۔ ہم نے کہا ہم نے آج تک اللہ کی قسم ایسا آدمی نہیں دیکھا گویا وہ حضور ﷺ کو سکھا رہا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت وہب ذماری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ زبور میں لکھا ہے جس نے جنابت کا غسل کیا وہ میرا سچا بندہ ہے اور جو جنابت کی صورت میں غسل نہ کرے وہ میرا حقیقی دشمن ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک آدمی کو احتلام ہوا جبکہ اس کے اعضاء کٹے ہوئے تھے۔ لوگوں نے اسے غسل دیا تو وہ مرگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غسل کرانے والوں نے اسے قتل کردیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے۔ انہوں نے اسے ضائع کردیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ضائع کرے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بینائی جانے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت اللہ شریف کا طواف کررہے تھے۔ آپ نے ایک جماعت کے افراد کو سنا جو مجامعت، ملامست اور رفث کے بارے میں گفتگو کررہے تھے جبکہ ان کا معنی نہیں جانتے تھے کہ سب کا معنی ایک ہے یا مختلف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم عرب کے تمام قبائل کی لغت پر نازل فرمایا۔ لوگ جس کے ذکر سے حیاء نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے عیاں کردیا اور جس کے ذکر سے لوگ حیاء کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کنایہ کے انداز میں ذکر کردیا جبکہ عرب اس کا معنی خوب جانتے ہیں کیونکہ مجامعت، ملامست، رفث اور انگلیاں کا کانوں میں رکھنا سب کا معنی ایک ہے پھر فرمایا خبردار الا ھو انسیلٹ یہی جماع ہے۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ کا معنی بتایئے فرمایا یا تم ان عورتوں سے جماع کرو۔ ہذیل کہتے ہیں اس سے مراد ہاتھ سے چھونا ہے۔ عرض کی کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے لبید بن ربیع کا شعر نہیں سنا۔

يَلْمِسُ الاَحْلَاسَ فِيْ مَنْزِلِهٖ بِيَدَيْهِ كَالْيَهُوْدِيِّ الْمُصَلِّ

وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ گھر میں چادر سے جماع کرتا رہتا ہے جیسے عبادت گزار یہودی۔

اعمش نے کہا

وَرَادِعَةٌ صَفْرَاءَ بِالطِّيْبِ عِنْدَنَا لِلَمْسِ النَّدَامَىٰ مِنْ يَدِ الدِّرْعِ مُنْتَقِ

وہ ہمارے زیورات کو خوشبو لگاتی ہے تاکہ مجلس شراب میں شریک لوگوں کو اپنی قمیص کے ہاتھ سے چھوے جس پر خوشبو لگی ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر پانی تجھے مشقت میں ڈال دے اور پاک مٹی تجھے بے بس نہ کرے تو تو اپنی ہتھیلیاں پاکیزہ مٹی میں رکھ، پھر دونوں ہاتھوں کو جھاڑ دے پھر دونوں کے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الایمان والاسلام، جلد 6، صفحہ 170، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ساتھ اپنے ہاتھوں اور چہروں پر مسح کر لے۔ جنابت کے غسل اور نماز کے وضو میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ جس نے پاک مٹی سے تیمم کیا پھر پانی پر قادر ہو گیا تو اس پر اعضاء کا دھونا لازم ہے جبکہ وہ نماز ہو گئی ہے۔ جس کو وہ پہلے پڑھ چکا ہے جس کے پاس تھوڑا سا پانی ہے جبکہ خود اس کو پیاس کی وجہ سے ہلاک ہونے کا خوف ہو تو وہ پاکیزہ مٹی سے تیمم کر لے اور پانی پی لے اسے یہی حکم دیا گیا اور اللہ تعالیٰ اس کے عذر کو زیادہ قبول کرنے والا ہے۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ بیداء کے مقام پر میرا ہار گم گیا جبکہ ہم مدینہ طیبہ کے قریب تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری بٹھائی اور اپنا سر مبارک میری گود میں رکھا تا کہ سو جائیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے، آپ نے مجھے سخت کچوکہ دیا۔ فرمایا تو نے ایک ہار کی وجہ سے لوگوں کو روک دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے سر کی جگہ ہونے کے وجہ سے گویا مجھ پر موت طاری تھی جبکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سخت تکلیفیں دے رہے تھے۔ پھر نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے جبکہ صبح کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ حضور ﷺ نے پانی تلاش کیا پانی نہ ملا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت اسید بن حضیر نے کہا اے آل ابی بکر اللہ تعالیٰ تم میں برکت ڈالے (1)۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، عبد بن حمید اور ابن ماجہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لشکر کے ابتدائی حصہ کے ساتھ رات کے آخری وقت میں آرام کیا جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں ظفار کے گھونگھوں کا بنا ہار ٹوٹ گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار کی تلاش کے لئے آپ وہیں بیٹھ گئے یہاں تک کہ فجر خوب روشن ہو گئی جبکہ لوگوں کے پاس پانی بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر یہ حکم نازل کیا کہ وہ پاکیزہ مٹی سے طہارت حاصل کر لیں۔ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھے تو اپنے ہاتھوں پر کندھوں تک مسح کیا اور ہاتھوں کے اندر والے حصہ سے بغل تک مسح کیا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حرج کا معنی ضیق (تنگ) کیا ہے (3)۔

امام مالک، امام مسلم اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب بندہ مومن وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے تمام غلطیاں نکل جاتی ہیں پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ یہاں تک کہ وہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے (4)۔

امام ابن مبارک زہد میں، ابن منذر اور بیہقی شعب الایمان میں محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے وہ عبد اللہ بن دارہ سے وہ حمران سے جو حضرت عثمان کے غلام تھے وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو بندہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر نماز کے لئے کھڑا ہو تو اس کے ایک نماز سے لے کر دوسری نماز تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ محمد بن کعب قرظی نے کہا میرا معمول یہ تھا کہ جب میں کوئی حدیث سنتا تو

1۔ صحیح بخاری مع شرح، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 166، دار الفکر بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 263، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 167، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ صحیح مسلم، باب خروج الخطایا مع ماء الوضو، جلد 1، صفحہ 125، کراچی

اس کی مثل قرآن میں تلاش کرتا۔ میں نے اسے تلاش کیا اور اس کو قرآن میں پالیا پھر سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 122 تلاوت کی تو میں پہچان گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر نعمت کو مکمل نہیں کیا یہاں تک کہ اس کے گناہ بخش دیے پھر سورۂ مائدہ کی اس آیت کو تلاوت کیا تو میں پہچان گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی نعمت کو مکمل نہیں کیا یہاں تک کہ اس کے گناہ بخش دیے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مسلمان آدمی وضو کرتا ہے تو اس کے گناہ، اس کے کانوں، اس کی آنکھوں، اس کے ہاتھوں اور اس کے پاؤں سے نکل جاتے ہیں، اگر وہ بیٹھتا ہے تو بخشا ہوا بیٹھتا ہے(2)۔

امام طبرانی نے اوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی کلی کرتا ہے تو اس کے منہ کے گناہ گر جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ گر جاتے ہیں جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھ کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے گناہ بالوں کی جڑوں سے جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے قدم دھوتا ہے تو اس کے قدموں سے گناہ گر جاتے ہیں(3)۔

امام احمد اور طبرانی نے سند حسن سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھی آدمی وضو کے لئے اٹھا جس میں وہ نماز کا ارادہ کر رہا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ دھوئے تو اس کی ہتھیلیوں سے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ کلی کرے، ناک میں پانی ڈالے اور ناک کو صاف کرے تو پانی کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی اس کی زبان اور ہونٹوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو پہلے قطرے کے ساتھ ہی اس کے کان اور آنکھ کے گناہ گر جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھوئے تو وہ گناہ سے یوں محفوظ ہو گیا جس طرح وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ جب وہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے درجے کو بلند فرماتا ہے اگر وہ بیٹھتا ہے تو سلامتی سے بیٹھتا ہے(4)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا، اس نے اپنے ہاتھوں اور چہرے کو دھویا، اپنے سر اور کانوں کا مسح کیا پھر فرض نماز کے لئے کھڑا ہو گیا تو اس دن اس کے وہ تمام گناہ بخش دیے گئے جن کی طرف وہ چل کر گیا، اس کے ہاتھ نے جس کو پکڑا، اس کے کانوں نے جسے سنا، اس کی آنکھوں نے جسے دیکھا اور اس کے نفس نے وسوسہ کیا(5)۔

امام طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی وضو کرتا ہے اپنے ہاتھ دھوتا ہے، منہ میں کلی کرتا ہے اس طرح وضو کرتا ہے جس طرح اسے حکم دیا گیا ہے اس سے وہ تمام گناہ گر جاتے ہیں جو اس

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 10 (2728)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 15 (39) مدینہ منورہ
3۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 251 (7983) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
4۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 516 (1124)، دار الفکر بیروت
5۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 266 (8032)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

نے اس روز کیے۔ اس کے منہ نے کلام کی تھی، اس کے ہاتھوں نے مس کیا تھا، وہ چل کر اس کی طرف گیا تھا یہاں تک کہ اس کے گناہ اس کی اطراف سے گرتے ہیں پھر جب وہ مسجد کی طرف چل کر جاتا ہے تو ایک قدم اس کے حق میں نیکیاں لکھتا ہے اور دوسرا قدم اس کے گناہ مٹاتا ہے(1)۔

امام طبرانی نے حضرت ثعلبہ بن عباد رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے وہ اپنے چہرے کو دھوتا ہے یہاں تک کہ پانی اس کی ٹھوڑی پر بہتا ہے پھر وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے یہاں تک کہ پانی اس کی کہنیوں پر بہتا ہے، وہ پاؤں دھوتا ہے یہاں تک کہ پانی اس کے ٹخنوں سے بہتا ہے پھر وہ اٹھتا ہے نماز پڑھتا ہے تو اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں(2)۔

امام طبرانی نے اوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی آدمی نماز کے لئے وضو کرتا ہے اور منہ میں کلی کرتا ہے تو پانی کے ہر قطرے کے ساتھ اس کے گناہ گر جاتے ہیں جو گناہ اس نے زبان سے کیے وہ ناک میں پانی نہیں ڈالتا ہے مگر پانی کے ہر قطرے کے ساتھ اس کے وہ گناہ گر جاتے ہیں جن کی بو اس نے ناک سے پائی تھی وہ اپنے چہرے کو نہیں دھوتا مگر پانی کے قطرات کے ساتھ وہ گناہ گر جاتے ہیں جن کی طرف اس نے دونوں آنکھوں سے دیکھا تھا۔ وہ اپنے ہاتھوں میں سے کسی حصہ کو نہیں دھوتا مگر پانی کے قطرات کے ساتھ وہ گناہ نکل جاتا ہے جن سے اس نے پکڑا تھا وہ اپنے پاؤں میں سے کوئی حصہ نہیں دھوتا مگر پانی کے ہر قطرہ کے ساتھ ہر گناہ نکل جاتا ہے جن کی طرف وہ اپنے قدموں کے ساتھ چل کر گیا تھا۔ جب وہ مسجد کی طرف چل کر جاتا ہے تو اس کے ہر قدم پر اس کے حق میں نیکی لکھی جاتی ہے اور اس سے ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے مقام پر پہنچ جاتا ہے(3)۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے وضو کے بارے میں بتائیے فرمایا تم میں سے جو بھی وضو کے قریب جاتا ہے وہ منہ میں کلی کرتا ہے اور خوب پانی گھماتا ہے۔ پھر ناک میں پانی ڈالتا ہے اور ناک صاف کرتا ہے تو اس کے منہ اور ناک (نتھنوں) کی خطائیں پانی کے ساتھ گر جاتی ہیں پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کی غلطیاں پانی کے ساتھ ہی داڑھی کے اطراف سے گر جاتی ہیں پھر وہ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کی خطائیں پوروں کی اطراف سے گر جاتی ہیں پھر وہ اپنے سر پر اللہ کے حکم کے مطابق مسح کرتا ہے تو پانی کے ساتھ ہی سر کے بالوں کی اطراف سے گناہ جھڑ جاتے ہیں پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے قدموں کو ٹخنوں تک دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ ہی اس کی انگلیوں کی اطراف سے خطائیں گر جاتی ہیں پھر وہ اٹھتا ہے اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد و ثناء کرتا ہے پھر وہ دو رکعت نماز ادا کرتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے یوں الگ ہو چکا ہوتا ہے جیسے وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 255 (8032)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ مجمع الزوائد، جلد 18، صفحہ 520 (1134)، دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 523 (1145)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام نعمت سے مراد جنت میں داخل ہونا ہے جو آدمی جنت میں داخل نہ ہوا اس پر اللہ تعالیٰ کی نعمت مکمل نہیں ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری نے ادب میں امام ترمذی، طبرانی اور بیہقی نے الاسماء والصفات اور خطیب نے معاذ بن جبل سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ میں یہ دعا کر رہا تھا اے اللہ میں تجھ سے صبر کی التجاء کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے مصیبت کا سوال کیا ہے اس سے چھٹکارے کا سوال کر۔ حضور ﷺ ایک اور آدمی کے پاس سے گزرے، وہ عرض کر رہا تھا اے اللہ میں تجھ سے تمام نعمت کا سوال کرتا ہوں۔ فرمایا اے ابن آدم کیا تو جانتا ہے کہ مکمل نعمت سے کیا مراد ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ ایسی دعا ہے جو میں نے بھلائی کے ارادہ سے کی ہے۔ فرمایا تمام نعمت سے مراد جنت میں داخل ہونا اور جہنم سے چھٹکارا پانا ہے۔ ایک اور آدمی کے پاس سے حضور ﷺ گزرے وہ کہہ رہا تھا یا ذا الجلال والاکرام۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیری دعا قبول ہوگئی مانگ (جو مانگنا چاہتا ہے) (1)

امام ابن عدی نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندے پر جنت کے بغیر نعمت مکمل نہیں ہوتی (2)۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

”اور یاد رکھو اللہ کی نعمت جو تم پر ہے اور اس کے وعدہ کو جو اس نے پختہ لیا تھا تم سے جبکہا تھا تم نے ہم نے سن لیا اور مان لیا اور ڈرتے رہو اللہ، سے بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں ہے“۔

امام ابن جریر اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی، اس کتاب نے کہا تھا کہ ہم اس نبی اور کتاب پر ایمان لائے اور تورات میں جو کچھ ہے اس کا ہم نے اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں انہیں وہ وعدہ یاد دلایا ہے جس کا انہوں نے اقرار کیا تھا اور انہیں وعدہ پورا کرنے کا حکم دیا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نعم سے مراد اللہ تعالیٰ کے احسانات اور میثاق سے مراد وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم سے لیا ایک قول یہ بھی کیا کہ میثاق سے مراد وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنو آدم سے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے نکال کر لیا (4)۔

1۔ جامع ترمذی مع شرح، جلد 5، صفحہ 505 (3527)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، جلد 7، صفحہ 536 (144-1765)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 169، بیروت 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 169

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۹﴾ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۰﴾

''اے ایمان والو ہو جاؤ مضبوطی سے قائم رہنے والے اللہ کے لئے، گواہی دینے والے انصاف کے ساتھ اور ہرگز نہ اکسائے تمہیں کسی قوم کی عداوت اس پر کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو۔ یہی زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب خبردار ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہی لوگ دوزخی ہیں''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن کثیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت خیبر کے یہودی کے بارے میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیت میں مدد لینے کے لئے ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا(1)۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

''اے ایمان والو یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہوئی جب پختہ ارادہ کر لیا تھا ایک قوم نے کہ بڑھائیں تمہاری طرف اپنے ہاتھ تو اللہ نے روک لیا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ ٹھہرے۔ صحابہ کرام سایہ کی تلاش میں بکھر گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا اسلحہ ایک درخت سے لٹکا دیا۔ ایک بدو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کی طرف بڑھا۔ تلوار لے لی اور اس کو سونتا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھا، کہنے لگا کہ آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 171، دار احیاء التراث العربی بیروت

کو مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ۔ بدو نے یہ بات دو یا تین دفعہ دہرائی۔ نبی کریم ﷺ یہ فرماتے رہے اللہ۔ بدو نے تلوار نیام میں رکھ لی۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو بلایا اور انہیں بدو کے طرز عمل کے بارے میں بتایا جبکہ وہ بدو حضور ﷺ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے اسے کوئی سزا نہ دی۔

امام معمر نے کہا حضرت قتادہ رحمہ اللہ یہ کہا کرتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ عربوں کی ایک قوم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ غفلت میں نبی کریم ﷺ پر حملہ کر دیں انہوں نے ہی اس اعرابی کو بھیجا تھا اس کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (1)۔

امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نخل کے مقام پر بنو محارب نصفہ سے جنگ کی ان لوگوں نے مسلمانوں میں کچھ گنجائش دیکھی تو ان میں سے ایک آدمی آیا جسے غورث بن حارث کہتے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پوچھا تجھے کون مجھ سے بچائے گا؟ فرمایا اللہ۔ تلوار اس کے ہاتھ سے گرگئی۔ نبی کریم ﷺ نے وہ تلوار اٹھائی پوچھا تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے عرض کی بہترین تلوار اٹھانے والے ہو جائیں حضور ﷺ نے فرمایا یہ گواہی دو لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ۔ اس نے عرض کی میں آپ ﷺ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ ﷺ سے جنگ نہیں کروں گا اور میں اس قوم کا ساتھ بھی نہیں دوں گا جو آپ کے ساتھ جنگ کرے۔ تو حضور ﷺ نے اسے آزاد کر دیا وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا میں تمہارے پاس بہترین انسان کے پاس سے آیا ہوں۔ جب نماز کا وقت ہوا تو حضور ﷺ نے نماز خوف ادا کی۔ صحابہ کی دو جماعتیں تھیں۔ ایک جماعت دشمن کے مقابل تھی اور دوسری جماعت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہی تھی۔ پھر یہ لوگ چلے گئے اور اس جماعت کی جگہ کھڑے ہو گئے۔ وہ دشمنوں کے مقابل تھی۔ دوسرے لوگ آئے انہیں رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ صحابہ کی دو دو رکعتیں تھیں جبکہ نبی کریم ﷺ کی چار رکعتیں تھیں (2)۔

امام ابن اسحاق اور ابو نعیم نے دلائل میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ بنو محارب کا ایک آدمی تھا جس کا نام غورث بن حارث تھا۔ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا میں تمہارے لئے محمد کو قتل کر دوں؟ انہوں نے پوچھا تو کیسے قتل کرے گا۔ اس نے کہا میں غفلت میں انہیں جا لوں گا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آیا جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور تلوار آپ کی گود میں تھی عرض کی اے محمد کیا میں تیری تلوار کو دیکھ سکتا ہوں۔ فرمایا ہاں اس نے تلوار لے لی، اسے سونتا، اسے لہرانے لگا اور حملہ کا ارادہ کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل و رسوا کیا، کہنے لگا اے محمد ﷺ کیا آپ ڈرتے نہیں جبکہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ پھر اس نے وہ تلوار رسول اللہ ﷺ کو واپس کر دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابو نعیم نے دلائل میں حضرت عطاء اور ضحاک رحمہما اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرو بن امیہ ضمری جب بئر معونہ سے واپس آئے تو دو کلابی آدمیوں سے ملے جن کے پاس رسول اللہ ﷺ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 176، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مستدرک حاکم، کتاب المغازی، جلد 3، صفحہ 31 (4322)

3۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، باب عصمۃ ورسولہ، جلد 1، صفحہ 250، المکتبۃ الوہبیۃ کلب

کی آمان تھی اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا مگر یہ علم نہ تھا کہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کی امان ہے۔ رسول اللہ ﷺ بنو نضیر کے پاس گئے جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ حضرات ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ بنو نضیر حضور ﷺ سے ملے اور یوں خوش آمدید کہا مرحبا یا ابا القاسم، آپ ﷺ کس مقصد کے لئے تشریف لائے ہیں؟ فرمایا میرے ایک ساتھی نے بنو کلاب کے دو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے جن کے پاس میری امان تھی۔ مجھ سے ان دونوں کی دیت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اب میں ارادہ کرتا ہوں کہ تم دیت ادا کرنے میں میری مدد کرو، انہوں نے کہا ہاں ہم ایسا کرتے ہیں آپ ﷺ یہاں بیٹھیں تا کہ ہم آپ ﷺ کے لئے مال جمع کر لیں۔ حضور ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک قلعہ کے نیچے بیٹھ گئے۔ بنو نضیر نے یہ مشورہ کیا کہ آپ ﷺ پر پتھر گرا دیں۔ حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئے اور انہوں نے جو ارادہ کیا تھا وہ بتایا۔ حضور ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابونعیم نے کلبی کے واسطہ سے ابوصالحہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت عروہ رحمہ اللہ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آیت کے نزول کے بعد یہ بھی زائد ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے برے ارادہ کی وجہ سے جلاوطن کرنے کا حکم دیا رسول اللہ ﷺ نے انہیں گھروں سے نکل جانے کا حکم دیا، انہوں نے پوچھا ہم کہاں جائیں؟ فرمایا حشر کی طرف۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ اور حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے دونوں نے کہا رسول اللہ ﷺ بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے تا کہ بنو عامر کے دو افراد کی دیت میں مدد لیں جنہیں حضرت عمرو بن امیہ ضمری نے قتل کر دیا تھا۔ جب حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا اور کہا آج سے بڑھ کر تم کبھی بھی محمد کو اتنا اپنے سے قریب نہیں پاؤ گے۔ کسی آدمی سے کہو وہ اس کمرہ پر چڑھ جائے اور ان پر پتھر پھینک دے اور ہمیں اس سے راحت پہنچائے۔ عمر بن حجاش بن کعب نے کہا میں ایسا کرتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر ہوگئی تو آپ واپس آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اور ان کے ارادہ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہودیوں کے پاس ان کے ایک باغ میں داخل ہوئے جبکہ آپ ﷺ کے صحابہ دیوار کے پیچھے تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے ایک دیت میں مدد طلب کی پھر آپ ﷺ ان کے پاس سے اٹھے۔ انہوں نے آپس میں آپ ﷺ کو قتل کرنے کا مشورہ کیا۔ آپ ﷺ پچھلے پاؤں واپس ہوئے اور انہیں دیکھ رہے تھے۔ پھر حضور ﷺ نے ایک ایک صحابی کو بلایا یہاں تک کہ سب صحابہ آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے (3)۔

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، باب غزوات بنی النضر، جلد 2، صفحہ 628، المکتبۃ العربیۃ کلب

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 174، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

امام ابن جریر نے حضرت یزید بن زیاد رحمہ اللہ سے روایت نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنونضیر کے ہاں تشریف لائے تاکہ ان سے ایک دیت میں مدد لیں جبکہ حضور ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ فرمایا دیت میں میری مدد کرو جو مجھ پر لازم ہو چکی ہے۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسم ٹھیک ہے۔ ایسا وقت آیا کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے اپنی ضرورت پوری کرنے کا مطالبہ کیا بیٹھیے تاکہ ہم آپ ﷺ کو کھانا کھلائیں اور جس چیز کا آپ ﷺ نے ہم سے مطالبہ کیا ہے وہ پیش کریں۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ انتظار کرنے لگے۔ حیی بن اخطب آیا، حیی بن اخطب نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم اس سے بہتر موقع نہیں پاؤ گے، اس پر پتھر گراؤ اور اسے قتل کر دو۔ تم کبھی بھی برائی نہ دیکھو گے۔ وہ اپنی بڑی چکی کے پاس آئے تاکہ اس کا پتھر آپ ﷺ پر گرا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ اس کام سے روک دیے یہاں تک کہ جبرئیل امین آئے اور ان کے سامنے کھڑے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس چیز سے آگاہ کیا جس کا انہوں نے ارادہ کیا(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دھوکہ کرنے کا ارادہ کیا(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ (جو لیلۃ العقبہ کو نقیب تھے) کو تیس انصار و مہاجرین سواروں کے ساتھ غطفان کی طرف بھیجا۔ یہ سوار بنو غطفان سے عامر کے چشموں میں سے ایک چشمہ پر ملے۔ انہوں نے باہم جنگ کی تو حضرت منذر بن عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی شہید ہو گئے۔ صرف تین آدمی بچے جو گمشدہ اونٹنی کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ انہیں کسی نے خوفزدہ نہیں کیا مگر فضا میں پرندے منڈلا رہے تھے۔ ان کی چونچوں سے جمے ہوئے خون کے ٹکڑے گر رہے تھے۔ ان تینوں نے کہا اللہ کی قسم ہمارے ساتھی شہید ہو گئے۔ انہی میں سے ایک آدمی گیا اور ایک آدمی سے ملا۔ دونوں نے وار کیے۔ جب اسے وار لگ گیا تو اس نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی پھر دونوں آنکھیں اٹھائیں اور کہا اللہ اکبر رب العالمین کی قسم یہ جنت ان کا لقب اعنق لیمو پڑ گیا۔ اس کے ساتھ چلے گئے۔ یہ دونوں بنو سلیم کے دو آدمیوں سے ملے جنہوں نے اپنی نسبت بنو عامر کی طرف کی ان دونوں صحابہ نے ان دونوں افراد کو قتل کر دیا۔ ان مقتولوں اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان معاہدہ تھا۔ ان مقتولوں کی قوم نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ ان کی دیت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ چلے جبکہ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان صحابہ کے ساتھ بنونضیر کے پاس پہنچے۔ ان سے دیت میں مدد کا مطالبہ کر رہے تھے۔ بنونضیر نے کہا ہم مدد کریں گے۔ یہودیوں نے یہ اتفاق کر لیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کو قتل کر دیں گے۔ انہوں نے کھانا بنانے کا حیلہ کیا۔ جب جبریل اس سازش کی خبر لائے جو یہودیوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 174، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 175

نے دھوکہ کا ارادہ کیا تھا۔ تو حضور ﷺ وہاں سے نکل آئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو واپس بھیجا۔ فرمایا اس جگہ رہو تیرے پاس سے میرا جو بھی صحابی گزرے۔ اسے کہو کہ حضور مدینہ کی طرف چلے گئے ہیں۔ آپ ﷺ سے جا کر ملو۔ صحابہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرنے لگے۔ حضرت علی انہیں وہی کہتے جس کا حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا یہاں تک کہ آخری آدمی حضرت علی کے پاس آیا پھر یہ بھی صحابہ کے پیچھے ہو لئے۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل کی گئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے لئے کھانا بنایا تا کہ وہ حضور ﷺ کو قتل کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو وحی کی تو حضور ﷺ کھانے میں تشریف نہ لے گئے۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا وہ بھی کھانے میں نہ گئے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ آیت اس وقت رسول اللہ ﷺ پر نازل کی گئی جبکہ دوسرے غزوہ میں آپ بطن نخل میں موجود تھے۔ بنو ثعلبہ اور بنو محارب نے آپ کو دھوکے سے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس امر پر مطلع کر دیا۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی طرف آیا جبکہ حضور ﷺ کی تلوار پڑی ہوئی تھی۔ اس آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میں تلوار لے لوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا تلوار لے لو۔ اس نے عرض کی کیا میں تلوار سونت لوں فرمایا سونت لو۔ اس نے کہا آپ ﷺ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے اسے ڈرایا اور اس سے سخت گفتگو کی تو اس نے تلوار نیام میں کر لی۔ نبی کریم ﷺ نے کوچ کا حکم دیا۔ اس موقع پر حضور ﷺ پر نماز خوف کا حکم نازل ہوا (3)۔

وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۚ وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا ؕ وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ ؕ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ﴿۱۲﴾

"اور یقیناً لیا تھا اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ بنی اسرائیل سے اور ہم نے مقرر کیے ان میں سے بارہ سردار اور فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم صحیح صحیح ادا کرتے رہے نماز اور دیتے رہے زکوٰۃ اور ایمان لائے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 175، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 176 3۔ ایضاً

میرے رسولوں پر اور مدد کرتے رہے ان کی اور قرض دیتے رہے اللہ کو قرض حسن تو میں ضرور دور کر دوں گا تم سے تمہارے گناہ اور میں داخل کروں گا تمہیں باغات میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں [تو جس نے کفر کیا اس کے بعد تم میں سے تو یقیناً وہ بھٹک گیا سیدھی راہ سے''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے پختہ وعدے لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مخلص رہیں گے کسی اور کی عبادت نہیں کریں گے۔ ہم نے ان میں سے بارہ نقیب بنائے اور انہیں ان پر اس بات کا ضامن بنایا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ان وعدوں میں وفا کریں گے جو ان سے وعدے لئے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے ہر خاندان میں ایسے لوگ ہوتے جنہیں اللہ تعالیٰ جباروں کی طرف بھیجتا، ان نقیبوں نے انہیں دیکھا کہ ان جابروں میں سے ہر ایک کی بغل میں دو دو نقیب آجاتے ہیں اور ان کے انگوروں کا ایک گچھا بھی پانچ آدمی لکڑی پر اٹھاتے ہیں اور انار کے ایک حصہ سے جب دانے نکالے جائیں تو چار یا پانچ آدمی داخل ہو سکتے ہیں۔ وہ نقیب واپس ہو گئے، سب لوگ اپنے خاندان کو جابروں سے جنگ کرنے سے منع کرتے مگر یوشع بن نون اور کالب بن باقیہ ان دونوں نے جابروں سے جنگ اور جہاد کرنے کا کہا ان کے خاندانوں نے بھی ان کی پیروی نہ کی بلکہ دوسرے نقباء کی اطاعت کی یہی دو نقیب تھے جن پر اللہ نے انعام فرمایا۔ بنو اسرائیل چالیس سال تک تیہہ کے ریگستان میں سرگرداں پھرتے رہے۔ وہ وہاں ہی صبح کرتے جہاں انہوں نے شام کی ہوتی اور وہاں ہی شام کرتے جہاں انہوں نے صبح کی ہوتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر خاندان کے لئے پتھر پر ضرب لگائی۔ یہ پتھر کا چشمہ تھا جسے وہ اپنے ساتھی اٹھائے ہوئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا اے گدھو اسے پیو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنو اسرائیل کو گالی دینے سے منع کر دیا فرمایا یہ میری مخلوق ہے انہیں گدھا نہ بناؤ۔ سبط بنو فلاں کے ہر خاندان کو کہتے ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ اریحا کی طرف چلیں۔ یہی بیت المقدس کا علاقہ ہے۔ وہ اس کی طرف چلے۔ جب وہ اس کے قریب پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تمام خاندانوں میں سے بارہ نقیب بھیجے۔ وہ نقیب گئے تا کہ جابروں کی خبر لائیں۔ انہیں جابروں میں سے ایک آدمی ملا جسے عاج کہتے۔ اس نے ان بارہ نقیبوں کو پکڑا اور انہیں اپنے نیفے میں اڑھک لیا جبکہ اس کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا تھا۔ عاج انہیں اپنی بیوی کے پاس لے گیا اور اس سے کہا انہیں دیکھو، یہ ارادہ کرتے ہیں کہ ہم سے جنگ کریں اور اپنی بیوی کے سامنے پھینک دیا اور کہا میں انہیں پاؤں سے پیس نہ دوں۔ اس کی بیوی نے کہا انہیں چھوڑ دو تا کہ یہ اپنی قوم کو وہ سب واقعات بتائیں جو انہوں نے خود دیکھے ہیں عاج نے ایسا ہی کیا۔ جب یہ نقیب نکلے تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا اے قوم اگر تم نے بنو اسرائیل کو یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 179

واقعات بتائے تو وہ اللہ کے نبی سے مرتد ہو جائیں گے بلکہ اس بات کو چھپاؤ۔ پھر وہ سب واپس لوٹے اور دس نے اپنا وعدہ توڑ دیا اور ہر ایک اپنے بھائی اور والد کو وہ واقعات بتانے لگا جو اس نے عاج سے دیکھا تھا۔ صرف دو آدمیوں نے اس بات کو پوشیدہ رکھا۔ یہ نقیب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب واقعات بتائے۔ یہی وہ بات ہے جس کا ذکر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کیا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں نقیب کا معنی گواہ ہے یعنی ہر خاندان سے ایک گواہ بنایا جو ان پر گواہ تھا (2)۔

امام طستی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا بارہ وزیر یہ بعد میں انبیاء ہوئے پوچھا کیا عرب جانتے ہیں کہ نقیب کا معنی وزیر ہے؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا۔

وَاِنِّیْ بِحَقٍّ قَائِلٌ لِسُرَاتِهَا مَقَالَةَ نُصْحٍ لَا يَضِيعُ نَقِيبُهَا

میں ملت کے سرداروں کو سچی بات کرنے والا ہوں، اخلاص کی بات کو ملت کے وزیر ضائع نہیں کرتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی نقل کیا ہے اس سے مراد بنو اسرائیل ہیں جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھیجا تھا تا کہ اس شہر کو دیکھیں وہ ان جابروں کے پھلوں کا ایک دانا لائے۔ اس کو دیکھ کر یہ بنی اسرائیل آزمائش میں مبتلا ہو گئے اور کہنے لگے ہم تو جنگ کی طاقت نہیں رکھتے، آپ اور آپ کا رب جائے اور ان جابروں سے جنگ کرے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر یہودیوں میں سے دس میری تصدیق کریں، میرے اوپر ایمان لے آئیں اور میری اتباع کریں تو تمام یہودی اسلام لے آئیں۔ گویا کعب بن اشرف بارہ افراد کے برابر تھا۔ اس کی تصدیق سورہ مائدہ میں ہے۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کتنے خلیفے اس امت کے بادشاہ ہوں گے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بارہ۔ یہ بنو اسرائیل کی تعداد کی طرح ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ نقیبوں سے فرمایا آج جاؤ اور مجھے ان کے بارے میں آگاہ کرو اور تم خوفزدہ نہ ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معیت تمہیں حاصل ہوگی اگر تم نماز قائم کرو گے۔ الخ۔

امام ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَعَزَّرْتُمُوهُمْ کا معنی تم ان کی مدد کرو نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 179، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 178
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 181
4۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 398، دار صادر بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ تم ان کی مدد کرو(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ تعزیز و توقیر کا معنی مدد کرنا اور اطاعت کرنا ہے۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

”تو بوجہ ان کی عہد شکنی کے ہم نے اپنی رحمت سے انہیں دور کر دیا اور کر دیا ان کے دلوں کو سخت۔ وہ بدل دیتے ہیں (اللہ کے) کلام کو اپنی اصلی جگہوں سے اور انہوں نے بھلا دیا بڑا حصہ جس کے ساتھ انہیں نصیحت کی گئی تھی اور ہمیشہ آپ آگاہ ہوتے رہیں گے ان کی خیانت پر بجز چند آدمیوں کے ان سے۔ تو معاف فرماتے رہیے ان کو اور درگزر فرمایئے بے شک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو“۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اس سے مراد وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل تورات سے لیا جسے انہوں نے توڑ دیا(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَبِمَا میں ما زائدہ ہے(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وعدہ توڑنے سے اجتناب کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں وعید اور وعدہ ذکر کیا ہے۔ قرآن حکیم میں اسے بطور تنبیہ، نصیحت اور محبت ذکر کیا ہے۔ دانش مندوں، صاحب عقل اور اہل علم کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ کسی عظمت کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے اسے عظیمہ قرار دیا ہے۔ ہم کسی ایسے گناہ کو نہیں جانتے جس میں وعدہ توڑنے سے بڑھ کر اس میں وعید کی گئی ہو۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تورات میں موجود حدود کو وہ بدل دیتے، وہ کہتے اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں ایسی بات کا حکم دیں جس پر تم پہلے سے کاربند ہو تو اسے قبول کر لو اگر وہ تمہاری مخالفت کریں تو اس سے رک جاؤ(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا کا یہ معنی کیا ہے کہ وہ کتاب کو بھلا دیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے جب کتاب ان پر نازل ہوئی تو انہوں نے اس کو بھلا دیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 182، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 185

3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 187

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے حصہ ترک کیا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے دین کے معاملات اور اللہ تعالیٰ کے ان لطائف کو بھلا دیا جن کے ساتھ ہی اعمال مقبول ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اللہ کی کتاب، وہ وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا اور وہ امر جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا اسے بھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرائض کو بھلا دیا، اس کی حدود کو معطل کر دیا، اس کے رسولوں کو قتل کیا اور اس کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔

امام ابن مبارک اور امام احمد نے زہد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرا گمان ہے کہ انسان علم بھول جاتا ہے جسے وہ جانتا تھا اسی غلطی کی وجہ سے جو وہ کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں یعنی ان کی اس جیسی خیانتوں پر آپ ہمیشہ مطلع ہوتے رہیں گے جیسی خیانت انہوں نے اس وقت کی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باغ میں ان کے پاس تشریف لے گئے تھے(2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی خیانت، جھوٹ اور فجور پر ہمیشہ مطلع ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ کا معنی یہ ہے کہ اس موقع پر مومنوں کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ ان کو معاف کر دیں اور ان سے درگزر کریں پھر یہ حکم سورۂ برأت میں منسوخ کر دیا گیا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (التوبہ:29)(3)

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾

''اور ان لوگوں سے جنہوں نے کہا ہم نصرانی ہیں، ہم نے لیا تھا پختہ وعدہ ان سے بھی سو انہوں نے بھی بھلا دیا بڑا حصہ جس کے ساتھ انہیں نصیحت کی گئی تھی۔ تو ہم نے بھڑکا دی ان کے درمیان عداوت اور بغض (کی آگ) روز قیامت تک اور آگاہ کر دے گا انہیں اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کیا کرتے تھے''۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ لوگ ایک دیہات میں رہتے تھے جسے ناصرہ کہتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم وہاں تشریف لے جاتے تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 187، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 188

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 89-188

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے وہ دیہات میں رہتے تھے جسے ناصرہ کہا جاتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے۔ یہ ایسا نام ہے جو خود انہوں نے اپنے لئے رکھا تھا۔ اس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب، وہ وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا اور وہ امر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا تھا سب بھلا دیا۔ انہوں نے اپنے فرائض کو ضائع کر دیا۔ فرمایا ہم نے ان کے برے اعمال کی وجہ سے ان کے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دیا جو قیامت تک ان کے درمیان موجود رہے گا۔ اگر قوم اللہ کی کتاب اور اس کے حکم پر کاربند رہتی تو ان میں نہ تفرقہ پیدا ہوتا اور نہ ہی وہ آپس میں بغض رکھتے (1)۔

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ باہمی جھگڑوں اور دین میں نزاع کی وجہ سے ایک دوسرے سے دشمنی اور بغض رکھنے لگے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میرے نزدیک اس آیت میں اغراء کا معنی مختلف خواہشات ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو قلیل قیمت کے بدلے میں نہ بیچیں، حکمت کی تعلیم دے کر اس پر اجر نہ لیں اس پر عمل صرف تھوڑے افراد نے کیا۔ انہوں نے حکم میں رشوت لی اور حدود سے تجاوز کیا۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم دیا وَ اَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ (المائدہ: 64) اور نصاریٰ کے بارے میں فرمایا فَنَسُوْا حَظًّا (4)

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 91-190، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 190

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 191 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 192

بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾

”اے اہل کتاب! بے شک آ گیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول کھول کر بیان کرتا ہے تمہارے لئے بہت سی ایسی چیزیں جنہیں تم چھپایا کرتے تھے کتاب سے اور درگزر فرماتا ہے بہت سی باتوں سے۔ بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی۔ دکھاتا ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں جو پیروی کرتے ہیں اس کی خوشنودی کی سلامتی کی راہیں اور نکالتا ہے انہیں تاریکیوں سے اجالے کی طرف اپنی توفیق سے اور دکھاتا ہے انہیں راہ راست۔ یقیناً کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تو مسیح بن مریم ہی ہے (اے حبیب) صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرمائیے کون قدرت رکھتا ہے اللہ کے حکم میں سے کوئی چیز روک دے (یعنی) اگر وہ ارادہ فرمائے کہ ہلاک کر دے مسیح بن مریم کو اور اس کی ماں کو اور جو کوئی بھی زمین میں ہے سب کو (تو اسے کون روک سکتا ہے) اور اللہ ہی کے لئے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے“۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب کانے سمویل بن صوریا نے بتایا کہ ان کی کتاب میں رجم کا حکم ہے۔ اس نے رجم کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تھی۔ اس نے کہا لیکن ہم اس کو مخفی رکھتے ہیں تو یہ آیت یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ نازل ہوئی۔ یہ فدک کے لوگوں میں سے ایک سفید رنگ کا طویل نوجوان تھا۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسولنا سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت سی ایسی باتوں کو بیان کرتا ہے جسے تم چھپاتے ہو اور تم ان لوگوں کے لئے ان چیزوں کو بیان نہیں کرتے جو تمہاری کتابوں میں موجود ہیں جس چیز کو وہ چھپاتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ان کے لئے ظاہر کر دیا تھا وہ شادی شدہ بدکار کو رجم کرنے کا حکم تھا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تاکہ رجم کے بارے میں آپ سے دریافت کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تم میں سے کون زیادہ عالم ہے؟ تو یہودیوں نے ابن صوریا کی طرف اشارہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس ذات کا واسطہ دیا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی جس نے ان پر طور اٹھایا تھا تاکہ ان سے وعدے لے کیا تم اپنی کتاب میں رجم کا حکم پاتے ہو؟ اس نے کہا جب یہ برائی ہمارے معاشرے میں زیادہ ہو گئی تو سو کوڑے مارنے لگے اور سر کو مونڈنے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر رجم کا فیصلہ کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یا اہل کتاب سے لے کر صراط مستقیم تک آیات کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن ضریس، امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جس نے رجم کا انکار کیا۔ اس نے قرآن کا اس طرح انکار کیا کہ اسے پتہ ہی نہ چلا۔ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 193، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

رجم کے حکم کو ہی چھپاتے تھے (1)۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ قوم کے گناہ کو معاف فرماتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں مٹانے کے لئے تشریف لائے اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے درگزر کرتے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے سبل السلام کی وضاحت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ سبیل اللہ سے مراد وہ راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے معین فرمایا، اس کی طرف دعوت دی، جس کے ساتھ اپنے رسول بھیجے، یہ اسلام ہی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے سوا کسی کے ذریعے بھی کوئی عمل قبول نہیں فرمائے گا نہ یہودیت، نہ نصرانیت اور نہ ہی مجوسیت کے ساتھ کوئی عمل قبول کرے گا (2)۔

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ٘ وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۱۸

”اور کہا یہود اور نصاریٰ نے کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے پیارے ہیں۔ آپ فرمایئے (اگر تم سچے ہو) تو پھر کیوں عذاب دیتا ہے تمہیں تمہارے گناہوں پر بلکہ تم بشر ہو اس کی مخلوق سے۔ بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اسی کی طرف (سب نے) لوٹ کر جانا ہے“۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ابن ابی، بحری بن عمرو اور شاس بن عدی حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے گفتگو کی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا۔ انہوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں نہ ڈرا اللہ کی قسم ہم تو اللہ کے لاڈلے اور اس کے محبوب ہیں جس طرح نصاریٰ کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ گزرے جبکہ ایک بچہ راستہ میں تھا۔ جب اس بچے کی ماں نے ان افراد کو دیکھا تو اسے خوف ہوا کہ کہیں یہ لوگ میرے بچے کو روند ہی نہ دیں۔ وہ دوڑتی ہوئی آئی اور کہہ رہی تھی میرا بیٹا میرا بیٹا ماں نے اسے اٹھا لیا قوم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ عورت اپنے بیٹے کو کبھی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 193، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 195 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 197

7B

بھی آگ میں نہیں پھینکے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو جہنم میں نہیں ڈالے گا(1)۔

امام احمد نے زہد میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو عذاب میں نہیں ڈالتا بلکہ اسے دنیا میں ہی آزماتا ہے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ جس کے حق میں چاہتا ہے اسے ہدایت سے نوازتا ہے اور اسے بخش دیتا ہے اور جس کے حق میں چاہتا ہے اسے کفر پر موت عطا کرتا ہے اور اسے عذاب دیتا ہے(3)۔

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّ لَا نَذِيْرٍ ؗ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾

”اے اہل کتاب! بے شک آ گیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول، صاف بیان کرتا ہے تمہارے لئے (احکام الٰہی) بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا موقوف رہا تھا تاکہ تم یہ نہ کہو کہ نہیں آیا تھا ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور نہ کوئی ڈرانے والا اب تو آ گیا ہے تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے“۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی، انہیں رغبت دلائی اور (عذاب سے) انہیں ڈرایا لیکن یہودیوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت معاذ بن جبل، حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت عقبہ بن وہب رضی اللہ عنہم نے کہا اے جماعت یہود اللہ سے ڈرو تم خوب جانتے ہو کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے تم آپ ﷺ کا ذکر کرتے تھے اور ہمارے سامنے آپ ﷺ کے اوصاف بیان کرتے تھے۔ رافع بن حریملہ اور وہب بن یہودا نے کہا ہم نے تو تم سے کوئی بات نہ کی، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی وحی نہیں کی اور نہ ہی آپ کے بعد کوئی بشارت دینے والا اور کوئی ڈرانے والا بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول سے مراد حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے۔ آپ ﷺ حق لائے جس کے ذریعے حق اور باطل میں امتیاز کیا۔ اس میں بیان، موعظت، نور، ہدایت اور عظمت ہے۔ ہر اس آدمی کے لئے جو اس کو اپنائے۔ یہ بھی کہا فترہ کا عرصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد علیہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 104، دار صادر بیروت
2۔ کتاب الزہد، من مواعظ عیسیٰ علیہ السلام، صفحہ 71، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 199
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 199

السلام کے درمیان تھا۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا کہ یہ عرصہ چھ سو سال تھا یا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے معمر کے واسطہ سے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان پانچ سو ساٹھ سال کا عرصہ تھا۔ معمر نے کہا کلبی نے کہا پانچ سو چالیس سال کا عرصہ تھا (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے فترہ کا عرصہ پانچ سو سال تھا۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان فترہ کا عرصہ چار سو تیس سال سے کچھ سال زائد تھا (3)۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾

"اور جب کہا موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے اے میری قوم! یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہوا جب بنائے اس نے تم میں سے انبیاء اور بنایا تمہیں حکمران اور عطا فرمایا تمہیں جو نہیں عطا فرمایا تھا کسی کو سارے جہانوں میں"۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں نبی بنایا اور تمہیں لوگوں کی گردنوں کا مالک بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر بجالائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ شکر بجالانے والوں کو پسند کرتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ بنو اسرائیل پہلے لوگ ہیں جن کے لئے انسانوں میں سے خادم میسر کئے گئے اور وہ دوسرے لوگوں کے مالک بنے (4)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خادموں کا مالک بنایا۔ یہ وہ پہلے لوگ تھے جو خادموں کے مالک بنے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل میں سے جب کوئی آدمی بیوی، خادم اور گھر رکھتا تو اسے ملک کہتے (6)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول نقل کیا ہے کہ تمہیں بیوی، خادم اور گھر کا مالک بنایا (7)۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ تمہیں بیوی اور خادم کا مالک بنایا اور کہا عالمین سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان کے دور میں تھے (8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 200، دار احیاء التراث العربی بیروت — 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 01-200 — 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 201

4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 202 — 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 204 — 6۔ ایضاً

7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 203 — 8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 04-203

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بنو اسرائیل میں سے جب کسی کے ہاں کوئی خادم سواری اور بیوی ہوتی تو اسے ملک لکھا جاتا۔

امام ابن جریر اور زبیر بن بکار نے موفقیات میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا گھر اور خادم ہو وہ ملک ہے(1)۔

امام ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا گھر اور خادم ہو تو وہ ملک ہے۔

امام ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی بیوی، گھر اور خادم ہو (تو وہ ملک ہے)

امام سعید بن منصور اور ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے ایک آدمی نے پوچھا کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تیری بیوی نہیں جس کے پاس تو جاتا ہے۔ اس نے کہا ہاں بیوی ہے پوچھا کیا گھر ہے جس میں تو رہائش رکھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں میرا گھر ہے۔ فرمایا تو اغنیاء میں سے ہے۔ اس نے کہا میرا ایک خادم بھی ہے۔ تو حضرت عبداللہ نے فرمایا تو تو ملک ہے(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بیویاں، خادم اور گھر بنائے اور انہیں من وسلوی (پانی والا) پتھر اور بادل عطا فرمایا(3)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں ملک سے مراد سواری، خادم اور گھر ہے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں من و سلوی عطا فرمایا جو کسی اور کو نہ دیا گیا(5)۔

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝۲۱

”اے میری قوم! داخل ہو جاؤ اس پاک زمین میں جسے لکھ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اور نہ پیچھے ہٹو پیٹھ پھیرتے ہوئے ورنہ تم لوٹو گے نقصان اٹھاتے ہوئے“۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْمُقَدَّسَةَ سے مراد مبارکہ ہے(6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 203، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 202
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 205
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 203
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 205
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 207

امام ابن عساکر نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہاں الْاَرْضَ سے مراد عریش سے لے کر فرات تک کا علاقہ ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ارض مقدسہ سے مراد شام کا علاقہ ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے کتب کا معنی امر نقل کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ حکم اسی طرح دیا جس طرح انہیں نماز، زکوٰۃ، حج اور عمرہ کا حکم دیا۔

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ ۖۗ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝۲۲ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۲۳

”کہنے لگے اے موسیٰ! اس زمین میں تو بڑی جابر قوم (آباد) ہے اور ہم ہرگز داخل نہ ہوں گے اس میں جب تک وہ نکل نہ جائیں وہاں سے اور اگر وہ نکل جائیں اس سے تو پھر ہم ضرور داخل ہوں گے۔ (اس وقت) کہا دو آدمیوں نے جو (اللہ سے) ڈرنے والے تھے، انعام فرمایا تھا اللہ نے جن پر کہ (بے دھڑک) داخل ہو جاؤ ان پر دروازہ سے اور جب تم داخل ہو گے دروازہ سے تو یقیناً تم غالب آ جاؤ گے اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر ہو تم ایمان دار“۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے جبارین کا یہ مفہوم ذکر کیا ہے کہ ہمارے لئے یہ بات ذکر کی گئی کہ ان کے ایسے جسم اور صورتیں تھیں جو کسی اور کی نہ تھیں (3)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے وہ جسموں میں ہم سے طویل اور قوت میں سخت تھے (4)۔

امام ابن عبدالحکم نے فتوح مصر میں حضرت ابوضمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ستر آدمیوں نے عمالقہ کے ایک آدمی کے موزے کے نیچے سایہ حاصل کیا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بجو اور اس کے بچے عمالقہ کے ایک آدمی کی آنکھ کے گڑھے میں سوئے ہوئے دیکھے گئے (5)۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 13، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 207، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 209
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 15، بیروت
5۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 404، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے لاٹھی پکڑی اور اس میں کسی چیز کو ماپا پھر زمین میں پچاس یا پچپن انداز ہ لگایا پھر کہا عمالقہ اتنے لمبے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ جبار کے شہر میں داخل ہوں آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کے قریب جا پہنچے۔ یہ شہر اریحاء تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر قبیلہ سے ایک آدمی روانہ کیا کہ وہ اس قوم کی خبر اس کے پاس لائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھیجے ہوئے افراد شہر میں داخل ہوئے تو عمالقہ کی مصیبت، جسم اور عظمت کا عجیب امر دیکھا۔ یہ لوگ ان کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ باغ کا مالک آیا تا کہ اس کی فصل کاٹے۔ وہ پھل کاٹنے لگا۔ اس نے ان لوگوں کے نشانات دیکھے تو ان کا پیچھا کیا۔ جب بھی ان میں سے کسی تک پہنچتا اسے پکڑتا تو اسے بھی پھل کے ساتھ اپنی آستین میں رکھ لیتا۔ بعد میں اپنے بادشاہ کے پاس گیا اور ان سب کو اس کے سامنے پھینک دیا۔ بادشاہ نے کہا تم نے ہماری شان وشوکت اور معاملہ دیکھ لیا ہے۔ اب جاؤ اور اپنے نبی کو بتاؤ۔ یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آئے جو کچھ انہوں نے عمالقہ کے متعلق دیکھا تھا اس کے بارے میں بتایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہم سے اس بات کو چھپاؤ تو وہ اپنے والد اور دوست کو بتانے لگے اور وہ کہتا یہ بات پوشیدہ رکھنا۔ تو یہ بات پورے لشکر میں پھیل گئی۔ صرف دو آدمیوں یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا نے بات کو چھپایا۔ یہی وہ دو افراد ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ارض مقدسہ سے مراد جبابرہ کا شہر ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم وہاں پہنچی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ آدمیوں کو بھیجا۔ یہی وہ نقیب ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا تا کہ وہ عمالقہ کی خبر لائیں یہ لوگ چلے تو انہیں جبابرہ میں سے ایک آدمی ملا۔ تو اس نے ان سب کو اپنی اوڑھنی میں لے لیا۔ انہیں اٹھایا یہاں تک کہ انہیں اپنے شہر لے آیا۔ اپنی قوم میں منادی کی۔ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ لوگوں نے پوچھا تم کون ہو؟ ان لوگوں نے کہا ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم اس لئے یہاں آئے ہیں تا کہ تمہاری خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچائیں۔ جبابرہ نے ان لوگوں کو انار کا ایک دانہ دیا جو ایک آدمی کو کافی تھا۔ جبابرہ نے انہیں کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے پاس جاؤ اور انہیں کہو ان کے پھلوں کا اندازہ کرلو۔ جب یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے، کہنے لگے اے موسیٰ تم اور تمہارا رب جائے اور جنگ کرے ہم تو یہاں بیٹھے ہیں (المائدہ: 24) جو لوگ ان میں سے خوف خدا رکھتے تھے وہ اس شہر کے رہنے والے تھے۔ دونوں مسلمان ہو گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی اور دونوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کی، فرمایا اس دروازے سے داخل ہو جاؤ (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رجلان سے مراد حضرت یوشع بن نون اور کالب تھے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 209، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 213 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 212

امام عبد بن حمید نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رجلان سے مراد کالب اور یوشع بن نون تھے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نوجوان ساتھی تھے۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یَخَافُوْنَ کو یُخَافُوْنَ پڑھتے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے (یُخَافُوْنَ) یاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھتے (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دو افراد دشمن قوم سے تعلق رکھتے تھے بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی بن گئے۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ وہ یَخَافُوْنَ کو یاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قرأت نقل کی ہے کہ وہ یاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پر ہدایت کا انعام کیا دونوں کو ہدایت سے نوازا۔ یہ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین پر تھے اور جبابرہ کے شہر میں رہتے تھے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سہل بن علی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر خوف کے ساتھ انعام کیا (4)۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ دونوں نقیبوں میں سے تھے اور رباب سے مراد جبابرہ کا شہر ہے۔

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾

"کہنے لگے اے موسیٰ! ہم تو ہرگز داخل نہ ہوں گے اس میں قیامت تک جب تک وہ وہاں ہیں پس جاؤ تم اور تمہارا رب اور دونوں لڑو (ان سے) ہم تو یہاں ہی بیٹھیں گے"۔

امام احمد، امام نسائی اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بدر کی طرف روانہ ہوئے تو مسلمانوں سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت عمر نے مشورہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے ان سے پھر مشورہ طلب کیا تو انصار نے کہا اے انصار کی جماعت رسول اللہ ﷺ تمہارا ارادہ کرتے ہیں۔ تو انصاری نے کہا ہم وہ بات نہیں کریں گے جو بنو اسرائیل نے کہی تھی۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ اس کے جگر کے ٹکڑوں کو برک غماد لے جائیں تو ہم آپ ﷺ کی اتباع کریں گے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 213، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 214
4۔ ایضاً 5۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 188، دار صادر بیروت

امام احمد اور ابن مردویہ نے حضرت عتبہ بن عبدالسلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کیا تم جہاد نہیں کرو گے؟ صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں؟ ہم وہ بات نہیں کریں گے جو بنو اسرائیل نے کی بلکہ آپ اور آپ کا رب جائے قتال کرے، ہم تمہاری معیت میں جنگ کریں گے (1)۔

امام احمد نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے بدر کے روز رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ! ہم وہ بات نہیں کریں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کی لیکن آپ اور آپ کا رب جائے اور قتال کریں ہم آپ کی معیت میں قتال کریں گے (2)۔

امام بخاری، امام حاکم، ابو نعیم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے مقداد کو ایسے مقام پر دیکھا، میں اس کے مقام پر ہوتا تو یہ مجھے ہر دوسرے مقام سے محبوب ہوتا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ رسول اللہ ﷺ دشمنوں کے خلاف دعوت دے رہے تھے، عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم وہ بات نہیں کریں گے جو بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی بلکہ ہم آپ ﷺ کے دائیں، آپ ﷺ کے بائیں، آپ ﷺ کے سامنے اور آپ ﷺ کے پیچھے جنگ کریں گے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور دیکھا کہ وہ اس بات کی وجہ سے چمک اٹھا اور خوش ہو گیا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے روز اپنے صحابہ سے اس وقت فرمایا جب مشرکوں نے عمرہ سے روک دیا اور مسلمانوں اور مناسک عمرہ کے درمیان رکاوٹ بن گئے۔ میں ہدی کو لے جاؤں گا اور بیت اللہ کے پاس اسے قربان کروں گا تو حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم ہم بنو اسرائیل کی جماعت کی طرح نہ ہوں گے۔ جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا آپ جائیں اور آپ کا رب جائے دونوں جنگ کریں، ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں (4)۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ لَاۤ اَمۡلِكُ اِلَّا نَفۡسِیۡ وَ اَخِیۡ فَافۡرُقۡ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿۲۵﴾

"موسیٰ نے عرض کی اے میرے رب! میں مالک نہیں ہوں بجز اپنی ذات کے اور اپنے بھائی کے پس جدائی ڈال دے ہمارے درمیان اور اس نافرمان قوم کے درمیان"۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اِذۡهَبۡ اَنۡتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ) تو حضرت موسیٰ علیہ السلام غصے ہو گئے اور بنو اسرائیل کے لئے ان الفاظ میں بددعا کرنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جلدی ہوئی تھی۔ جب بنو اسرائیل پر تیہ کا عذاب مسلط کر دیا گیا تو

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 184، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 314
3۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 392 (5486) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 216

حضرت موسیٰ علیہ السلام شرمندہ ہوئے۔ جب آپ شرمندہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ یعنی اس قوم پر غمگین نہ ہوں جنہیں آپ نے فاسق کا نام دیا ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فَافْرُقْ کا معنی اِفْصَلْ کیا ہے یعنی ہمارے اور ان کے درمیان جدائی ڈال دے(2)۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۗ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾

اللہ نے فرمایا تو یہ سرزمین حرام کر دی گئی ہے ان پر چالیس سال تک سرگرداں پھریں گے زمین میں۔ سو نہ غمگین ہوں آپ اس نافرمان قوم (کے انجام) پر۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ شہر ان پر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا اور يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ کے بارے میں فرمایا کہ وہ چالیس سال تک اس صحراء میں بھٹکتے رہے(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ آدمی بطور جاسوس بھیجے۔ ہر قبیلہ سے ایک آدمی تھا۔ مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ عمالقہ کے بارے میں معلومات لے آئیں۔ جہاں تک دس افراد کا تعلق ہے انہوں نے اپنی قوم کو بزدل بنایا اور اس میں داخل ہونے کو ناپسند کیا۔ جہاں تک حضرت یوشع بن نون اور ان کے ساتھی کا تعلق تھا انہوں نے اپنی قوم کو شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہے اور اپنی قوم کو جہاد کی طرف رغبت لائی اور انہیں یہ بتایا کہ وہ اس پر غالب آجائیں گے یہاں تک کہ دوسرے افراد نے کہا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾ (المائدہ) جب قوم نے دشمن کا مقابلہ کرنے سے بزدلی کا مظاہرہ کیا اور اپنے رب کے حکم کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وہ کنوں کا پانی پیتے کسی دیہات اور شہر میں نہ اترتے اور نہ ہی اس کی راہ پاتے اور نہ ہی اس پر قادر ہوتے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان پر بستیاں حرام کر دی گئیں تھیں۔ وہ کسی بستی میں نہیں اترتے تھے اور نہ ہی اس پر قادر تھے۔ وہ چالیس سال تک اطواء کا پیچھا کرتے رہے۔ اطواء سے مراد کنویں ہیں۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس سالوں میں فوت ہو گئے اور آپ کے ساتھ جانے والے بنو اسرائیل میں سے ان دو افراد کے علاوہ ان کا کوئی فرد داخل نہیں ہوا بلکہ ان کی اولادیں اور وہ دو شخص داخل ہوئے جنہوں نے وہ بات کہی جو کہی(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل چالیس سال تک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 217، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 219 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 220

تیہ کے ریگستان میں رہے۔ اس تیہ کے ریگستان میں ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام فوت ہو گئے اور وہ بھی فوت ہو گئے جن کی عمر چالیس سال سے زائد تھی۔ جب چالیس سال گزر گئے تو حضرت یوشع بن نون نے انہیں ہمت دلائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ ہی بنو اسرائیل کے معاملات چلا رہے تھے۔ انہیں کہا گیا کہ آج جمعہ کا دن ہے تو بنو اسرائیل نے مقدس شہر کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا۔ حضرت یوشع کو خوف ہوا کہ اگر ہفتہ کی رات داخل ہو گئی تو وہ ہفتہ کے حکم میں داخل ہو جائیں گے۔ آپ نے سورج کو ندا دی اور کہا مجھے بھی حکم دیا گیا ہے اور تجھے بھی حکم دیا گیا ہے۔ تو سورج ٹھہر گیا یہاں تک کہ حضرت یوشع نے بیت المقدس کو فتح کر لیا۔ آپ نے وہاں ایسے اموال پائے جو پہلے کبھی نہ دیکھے گئے تھے۔ لوگوں نے یہ مال آپ کے لئے رکھا مگر آسمان سے آگ نہ آئی۔ حضرت یوشع نے فرمایا تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے۔ آپ نے قبائل کے سرداروں کو بلایا۔ یہ بارہ افراد تھے۔ آپ نے ان سے بیعت لی۔ ان میں سے ایک آدمی کا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے چمٹ گیا۔ حضرت یوشع نے فرمایا خیانت کا مال تیرے پاس ہے، اسے نکال دے۔ اس نے گائے کا سر نکالا جو سونے کا بنا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں یاقوت کی تھیں اور موتیوں کے دانت تھے۔ اسے بھی قربانی کے مال کے ساتھ رکھ دیا گیا۔ آگ آئی اور مال کھا گئی۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل چالیس سال تک تیہ کے ریگستان میں رہے۔ وہ وہاں صبح کرتے جہاں انہوں نے شام کی ہوتی اور وہاں شام کرتے جہاں انہوں نے صبح کی ہوتی (1)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے عظمۃ میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا کہ وہ چالیس سال تک ارض مقدسہ میں داخل ہوں وہ زمین میں سرگرداں پھرتے رہے بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی کہ ہم کیا کھائیں گے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو تم کھاؤ گے اللہ تعالیٰ وہ تمہارے پاس لائے گا۔ انہوں نے عرض کی وہ کہاں سے ہمارے پاس آئے گا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر پکی پکائی روٹی نازل فرمائے گا۔ ان پر من نازل ہوتا تھا۔ یہ پتلی روٹی ہوتی اور مکئی جیسی ہوتی۔ عرض کی ہم سالن کہاں سے لیں گے؟ کیا ہمیں گوشت کا بدل ملے گا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرمائے گا۔ عرض کی کہاں سے وہ آئے گا؟ ہوا بٹیر ان کے پاس لاتی۔ یہ کبوتر کی طرح موٹا پرندہ ہے۔ عرض کی ہم لباس کیا استعمال کریں گے۔ فرمایا چالیس سال تک تمہارا لباس بوسیدہ نہیں ہوگا۔ بنو اسرائیل نے عرض کی ہم جوتے کیا استعمال کریں گے؟ فرمایا چالیس سال تک کسی کا تسمہ بھی نہیں ٹوٹے گا۔ لوگوں نے عرض کی ہمارے ہاں چھوٹے بچے پیدا ہوں گے۔ ہم انہیں کیا پہنائیں گے فرمایا یہ چھوٹا کپڑا اس کے ساتھ بڑھتا جائے گا۔ عرض کی ہمارے لئے پانی کہاں سے آئے گا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ بندوبست فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ پتھر پر اپنی چھڑی ماریں۔ عرض کی ہم کیسے دیکھیں ہمیں تو تاریکی ڈھانپ لیتی ہے۔ آپ نے لشکر کے درمیان نور کا ایک ستون گاڑ دیا جس سے تمام لشکر روشن ہو گیا۔ عرض کی ہم سایہ کیسے حاصل کریں گے جبکہ سورج کی دھوپ ہم پر بڑی سخت ہوتی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 223، دار احیاء التراث العربی بیروت

فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر بادل سے سایہ فرمائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تیہ میں بادل ان پر پانچ یا چھ فراسخ تک سایہ کرتا۔ جب بھی وہ صبح کرتے تو چل پڑتے، جب شام ہوتی تو وہ اسی جگہ ہوتے جہاں سے انہوں نے کوچ کیا ہوتا۔ وہ چالیس سال تک ایسے ہی رہے۔ وہ اس جگہ ہوتے، ان پر من وسلوی نازل ہوتا، ان کے کپڑے بوسیدہ نہ ہوتے، ان کے ساتھ طور کا پتھر تھا جسے وہ ساتھ ساتھ اٹھائے پھرتے۔ جب وہ کسی جگہ فروکش ہوتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر چھڑی مارتے تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑتے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے ان کے لئے تیہ میں ایسے کپڑے پیدا کئے گئے جو نہ بوسیدہ ہوئے اور نہ ہی پگھلتے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل جب تیہ میں تھے تو ان کے کپڑے اس طرح بڑھتے جاتے جس طرح وہ جوان ہوتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی تو نے میرے بندوں کو گدھوں کی جماعت کے نام سے یاد کیا ہے میں نے تم پر ارض مقدسہ کو حرام کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب میری قبر ارض مقدسہ سے اتنی دور بنادے جتنی دور پتھر پھینکا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر دیکھو تو تم اسے ارض مقدسہ سے اتنا دور دیکھو گے جتنا پتھر پھینکا جاسکتا ہے۔

امام عبد بن حمید حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے بارش کو طلب کیا تو انہیں پانی سے نوازا گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے گدھو پانی پیو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس امر سے منع کیا اور فرمایا میرے بندوں کو یا حمیر کے نام سے نہ پکارو۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فلا تأس کا معنی تو غمگین نہ ہو(1)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَلَا تَأْسَ کے بارے میں بتایئے فرمایا اس کا معنی ہے تو غم نہ کر۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا آپ نے امرؤ القیس کو کہتے ہوئے نہیں سنا۔

وُقُوْفًا بِهَا صَحْبِيْ عَلَى مَطِيِّهِمْ ۔۔۔ يَقُوْلُوْنَ لَا تَهْلِكْ اَسًى وَّ تَجَمَّلِ

وہاں ٹھہرنے کی حالت میں جبکہ میرے ساتھی اپنی سواریوں پر سوار تھے کہہ رہے تھے غم کو ہلاک نہ کر اور صبر جمیل کر۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 223، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبدالرزاق نے مصنف میں اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ایک نبی نے اہل شہر سے جہاد کیا۔ جب شہر کو فتح کرنے والے تھے تو سورج غروب ہونے لگا۔ اس نبی نے سورج سے کہا تو بھی حکم دیا گیا ہے اور مجھے بھی حکم دیا گیا ہے۔ میں تجھے اپنا واسطہ دیتا ہوں کہ تو دن کے وقت میں ہی ٹھہر جا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سورج کو روک لیا یہاں تک کہ اس نبی نے اس شہر کو فتح کر لیا۔ اس وقت لوگ جب مال غنیمت حاصل کرتے تو اسے قربان گاہ میں جمع کرتے آگ آتی جو اس مال کو کھا جاتی۔ جب انہوں نے مال غنیمت کو حاصل کر لیا تو مال کو قربان گاہ میں رکھا۔ آگ اسے کھانے کے لئے نہ آئی۔ لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی کیا وجہ ہے ہماری قربانی قبول نہیں ہوئی، فرمایا تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے۔ عرض کی ہمیں یہ کیسے پتہ چلے گا کہ ہم میں سے کس نے خیانت کی ہے؟ وہ بارہ قبائل تھے۔ فرمایا ہر قبیلہ کا سردار میری بیعت کرے گا۔ ہر قبیلہ کے سردار نے بیعت کی۔ آپ کا ہاتھ ایک آدمی کے ساتھ چمٹ گیا۔ لوگوں نے اس سے کہا تیرے پاس خیانت کا مال ہے؟ اس نے کہا ہاں میرے پاس خیانت کا مال ہے۔ پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ وہ بیل کا سر ہے جو سونے کا بنا ہوا ہے، وہ مجھے اچھا لگا تو میں نے اسے چوری کر لیا۔ وہ اسے لے آیا اور غنیمت کے مال میں رکھ دیا۔ آگ آئی اور اس مال کو کھا گئی۔ کعب نے کہا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، اللہ کی قسم تورات میں ایسا ہی واقعہ ہے۔ پھر پوچھا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا نبی کریم ﷺ نے تمہیں بتایا کہ وہ نبی کون تھا؟ کہا وہ حضرت یوشع بن نون تھے۔ پوچھا کیا تمہیں یہ بتایا کہ وہ کون سا دیہات تھا کہا وہ اریحا کا شہر تھا عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم سے قبل کسی کے لئے بھی مال غنیمت حلال نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری کو دیکھا تو اسے ہمارے لئے پاکیزہ بنا دیا۔ اس کا گمان ہے کہ سورج کسی کے لئے اس سے قبل نہ اس کے بعد روکا گیا (1)۔

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ ابۡنَىۡ اٰدَمَ بِالۡحَـقِّۘ اِذۡ قَرَّبَا قُرۡبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنۡ اَحَدِهِمَا وَلَمۡ يُتَقَبَّلۡ مِنَ الۡاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقۡتُلَـنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۲۷﴾

”اور آپ پڑھ سنائیے ایسی خبر دو فرزندان آدم کی ٹھیک ٹھیک جب دونوں نے قربانی دی تو قبول کی گئی ایک سے اور نہ قبول کی گئی دوسرے سے۔ (اس دوسرے نے) کہا قسم ہے میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ (پہلے نے) کہا (تو بلا وجہ ناراض ہوتا ہے) قبول فرماتا ہے اللہ صرف پرہیز گاروں سے“۔

امام ابن جریر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ہاں جب بھی کوئی ولادت ہوتی تو بچے کے ساتھ بچی بھی پیدا ہوتی۔ حضرت آدم علیہ السلام اس باری کے بچے کی شادی دوسری باری

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 151 (2618)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کی بچی سے کر دیتے اور اس باری کی بچی کی شادی دوسری باری کے بچے سے کر دیتے یہاں تک کہ ان کے ہاں دو بچے پیدا ہوئے، ایک کا نام قابیل اور دوسرے کا ہابیل تھا۔ قابیل زراعت پیشہ تھا اور ہابیل کے مال مویشی تھے۔ قابیل بڑا تھا۔ اس کی جڑواں بہن ہابیل کی جڑواں بہن سے زیادہ خوبصورت تھی۔ ہابیل نے مطالبہ کیا کہ اس کا عقد نکاح قابیل کی بہن سے کیا جائے تو قابیل نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا یہ میری بہن ہے۔ میرے ساتھ پیدا ہوئی۔ یہ تیری جڑواں بہن سے زیادہ خوبصورت ہے۔ میں زیادہ حق دار ہوں کہ میرا اس کے ساتھ عقد نکاح کیا جائے۔ اس کے والد حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کو حکم دیا کہ وہ اپنی بہن کا نکاح ہابیل سے کر دے۔ تو اس نے انکار کر دیا دونوں نے قربانی دی کہ کون اس لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کا حق دار ہے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام وہاں موجود نہ تھے۔ وہ مکہ مکرمہ کی زیارت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے آسمان سے کہا کہ میرے بچے کی امانت کے ساتھ حفاظت کر۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ زمین سے کہا تو اس نے بھی انکار کر دیا۔ پہاڑوں سے کہا تو انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ قابیل سے کہا تو اس نے کہا ہاں میں تیار ہوں۔ آپ جائیں، واپس آئیں آپ اپنے گھر والوں کو ایسے ہی پائیں گے جو آپ کو خوش کرے گا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام چلے گئے۔ تو دونوں نے قربانی دی قابیل اپنے بھائی ہابیل پر فخر کرتا اور کہتا میں تیری بنسبت اس کا زیادہ مستحق ہوں۔ یہ میری بہن ہے، میں تجھ سے بڑا ہوں اور میں اپنے والد کا وصی ہوں۔ جب دونوں نے قربانی دی ہابیل کی قربانی موٹا جانور تھا جبکہ قابیل کی قربانی ستوں والا گٹھا تھا اس میں ایک بڑا سٹہ دیکھا، اسے صاف کیا اور خود کھالیا۔ آگ نازل ہوئی ہابیل کی قربانی کو کھالیا اور قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا۔ قابیل غصے ہو گیا اور کہا میں تجھے قتل کر دوں گا تا کہ تو میری بہن سے شادی نہ کر سکے ہابیل نے یہ کہا اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَ اِثْمِكَ یعنی میرے قتل کا گناہ تیرے گناہ کے ساتھ مل جائے جو تیری گردن میں ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو منع کیا گیا تھا کہ اپنی لڑکی کا نکاح اس کے جڑواں بھائی سے کریں بلکہ یہ حکم دیا گیا کہ وہ اس کے دوسرے باری میں پیدا ہونے والے بھائیوں سے نکاح کریں۔ ہر باری میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ اسی اثنا میں ایک دفعہ ایک خوبصورت لڑکی اور دوسری دفعہ بدصورت لڑکی پیدا ہوئی۔ بدصورت کے بھائی نے کہا تو اپنی بہن کا نکاح مجھ سے کر دے میں تیرا نکاح اپنی بہن سے کر دیتا ہوں۔ دوسرے نے کہا نہیں میں اپنی بہن کا زیادہ مستحق ہوں۔ دونوں نے قربانی دی۔ ریوڑ والا سفید رنگ کا دنبہ لایا جبکہ کھیتی والا فصل کا ایک گٹھا لایا۔ مینڈھے والے کی قربانی قبول کر لی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے چالیس سال تک جنت میں خزانہ کئے رکھا۔ یہی وہ مینڈھا ہے جسے حضرت ابراہیم نے ذبح کیا جبکہ کھیتی والے کی قربانی قبول نہ ہوئی۔ تمام بنو آدم اس کاشتکار کی اولاد ہیں۔

امام اسحاق بن بشر نے مبتداء میں اور امام ابن عساکر رحمہم اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت جو یبر اور حضرت مقاتل کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 227، دار احیاء التراث العربی بیروت

واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہم اللہ سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی چالیس اولادیں ہوئیں۔ بیس بچے اور بیس بچیاں۔ ان میں سے جو زندہ رہے وہ ہابیل، قابیل، صالح، عبدالرحمٰن، وہ جس کا نام آپ نے عبدالحارث رکھا، عود جسے شیث بھی کہا جاتا ہے۔ اسے ہبۃ اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بھائیوں نے اسے سردار بنایا۔ آپ کی اولاد میں سواع، یغوث اور نسر بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اس بچے کی بہن کی دوسرے بچے کی بہن سے شادی کردے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی صورتحال یہ تھی کہ وہاں کوئی مسکین نہ تھا جس پر صدقہ کیا جاتا۔ قربانی یہی تھی جسے ایک آدمی پیش کرتا اسی اثناء میں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے بیٹھے ہوئے تھے کہ دونوں نے کہا کاش ہم قربانی دیتے۔ ان میں سے ایک جانور پالتا تھا اور دوسرا کھیتی باڑی کرتا تھا۔ ریوڑ کے مالک نے بہترین اور موٹا جانور پیش کیا جبکہ دوسرے نے اپنی فصل کا کچھ حصہ قربانی کے طور پر پیش کیا۔ آگ آسمان سے اتر کر بکری کو کھا گئی اور فصل کو چھوڑ دیا۔ جس کی قربانی قبول نہ ہوئی اس نے اپنے بھائی سے کہا کیا تو لوگوں میں گھومے پھرے گا جبکہ لوگ یہ جانتے ہوں کہ تو نے قربانی دی۔ وہ قبول ہوگئی جبکہ میری قربانی رد ہوگئی؟ نہیں ہرگز نہیں اللہ کی قسم لوگ مجھے اور تجھے نہ دیکھ سکیں گے اس حال میں کہ تو مجھ سے بہتر ہے۔ اس نے کہا میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ جس کی قربانی قبول ہوئی تھی اس نے کہا میرا گناہ؟ اللہ تعالیٰ متقین سے قربانی قبول فرماتا ہے۔ اگر تو میری طرف اس لئے ہاتھ بڑھائے کہ مجھے قتل کردے تب بھی میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا، میں کسی سے مدد طلب نہیں کروں گا جبکہ میں اپنا ہاتھ تجھ سے روکے رکھوں گا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وہ دو بیٹے جنہوں نے قربانی دی ان میں سے ایک کاشتکاری کرتا تھا اور دوسرا ریوڑ پالتا تھا۔ دونوں کو حکم دیا گیا کہ وہ قربانی پیش کریں۔ جو ریوڑ پالتا تھا اس نے بہترین سب سے موٹا اور سب سے خوبصورت جانور خوش دلی سے پیش کیا جبکہ کاشتکاری کرنے والے نے سب سے ناقص فصل تنگ دلی سے پیش کی۔ اللہ تعالیٰ نے ریوڑ پالنے والے کی قربانی قبول کرلی اور کھیتی والے کی قربانی قبول نہ کی دونوں کا وہی واقعہ ہے جس کا ذکر کتاب اللہ میں مذکورہ ہے، اللہ کی قسم ان میں سے قتل ہونے والا بھائی زیادہ طاقتور تھا مگر گناہ سے بچنے کی خواہش نے اسے بھائی پر ہاتھ اٹھانے سے روک دیا(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہابیل وقابیل حضرت آدم علیہ السلام کی صلبی اولاد تھی۔ ہابیل نے اپنے ریوڑ میں عمدہ مینڈھا قربانی کے طور پر پیش کیا جبکہ قابیل نے اپنی کھیتی میں سے فصل قربانی کے طور پر پیش کی۔ اللہ تعالیٰ نے مینڈھے کی قربانی قبول فرمالی۔ تو جس کی قربانی قبول نہ ہوئی تھی اس نے اس سے کہا میں تجھے ضرور قتل کروں گا اور اسے قتل بھی کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ایک پاؤں کو اس کی پنڈلی سے ران تک چسپاں کردیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 225، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 224

یہ قتل کے دن سے لے کر قیامت تک سلسلہ یوں ہی رہے گا اور اس کا منہ بہن کی طرف کر دیا۔ وہ جہاں کہیں بھی جائے گا موسم سرما میں برف کا باڑہ اسے احاطہ میں لئے ہوگا اور موسم گرما میں آگ کا ایک باڑہ احاطہ میں لئے ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ فرشتے ہوں گے، جب بھی ایک فرشتہ جائے گا دوسرا آ جائے گا(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دونوں افراد بنو اسرائیل میں سے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی صلبی اولاد نہ تھی یہ قربانی کا سلسلہ بنو اسرائیل میں جاری ہوا تھا یہ وہ پہلا شخص تھا جو اس طریقہ سے فوت ہوا تھا(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے میری ایک نماز قبول کر لی ہے تو یہ مجھے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب التقوی میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے تقوی کی موجودگی میں کوئی عمل قلیل نہیں اور جو عمل قبول ہو جائے وہ کیسے قلیل ہو سکتا ہے؟

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو خط لکھا میں تجھے اللہ تعالیٰ سے تقوی کی وصیت کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ تقویٰ کے بغیر کسی چیز کو قبول نہیں فرماتا، تقویٰ کے بغیر رحم نہیں فرماتا، تقویٰ کے بغیر بدلہ عطا نہیں فرماتا۔ اس کے وعظ کرنے والے تو بہت ہیں اور اس پر عمل کرنے والے تھوڑے ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت یزید عیص رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے موسی بن اعین سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا؟ انہوں نے فرمایا (کچھ) حلال چیزوں سے بچیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ حرام چیز میں جا کر واقع ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہی متقین فرمایا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ میرا رائی کے دانے کے برابر عمل قبول کرلے تو یہ مجھے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔

امام ابن سعد اور ابن ابی الدنیا نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عامر بن عبد القیس نے کہا قرآن حکیم میں ایک آیت مجھے تمام دنیا سے زیادہ پسند ہے کہ میں سب دنیا دے دوں جس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ مجھے متقین میں سے بنا دے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ہمام بن یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عامر بن عبد اللہ موت کے وقت رونے لگے۔ ان سے پوچھا گیا کیوں روتے ہو، کہا کتاب اللہ میں ایک آیت ہے۔ ان سے کہا گیا کون سی آیت ہے؟ تو انہوں نے یہی آیت تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 225، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 228

بندے کا عمل قبول نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اس سے راضی ہو جاتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مطرف کہا کرتے تھے اے اللہ مجھ سے ایک دن کا روزہ ہی قبول کر لے اے اللہ میرے حق میں ایک نیکی لکھ دے پھر اس آیت کی تلاوت کرتے۔

امام ابن ابی شیبہ نے اس آیت کی تفسیر میں ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ جو شرک سے بچتے ہیں (2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ہشام بن یحییٰ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک سائل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا اسے ایک دینار دے دو۔ تو ان کے بیٹے نے اسے دینار دے دیا۔ جب وہ سائل چلا گیا تو ان کے بیٹے نے عرض کیا اے والد محترم اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرما لیا ہے؟ حضرت عبد اللہ نے فرمایا اگر میں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایک سجدہ قبول کر لیا ہے یا ایک درہم کا صدقہ قبول کر لیا ہے تو غائب چیز مجھے موت سے زیادہ پسندیدہ نہ ہوتی، کیا تو جانتا ہے اللہ تعالیٰ کس کا عمل قبول فرماتا ہے؟ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۹﴾ۚ

”تو اگر تو بڑھائے میری طرف اپنا ہاتھ تاکہ تو قتل کرے مجھے (جب بھی) میں نہیں بڑھانے والا اپنا ہاتھ تیری طرف تاکہ میں قتل کروں تجھے میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے جو مالک ہے سارے جہانوں کا میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تو اٹھا لے میرا گناہ اور اپنا گناہ تاکہ تو ہو جائے دوزخیوں سے اور یہی سزا ہے ظلم کرنے والوں کی“۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کی شریعت میں یہ حکم تھا کہ جب کوئی آدمی کسی دوسرے کو گزند پہنچانا چاہتا تو دوسرا اسے چھوڑ دیتا اور اپنا دفاع نہ کرتا (3)۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنو اسرائیل پر یہ فرض تھا کہ جب کوئی آدمی کسی دوسرے پر دست اندازی کرتا تو دوسرا اس کا دفاع نہ کرتا یہاں تک کہ پہلا آدمی اس کو قتل کر دیتا یا اسے چھوڑ دیتا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مدعا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میرے قتل کا گناہ بھی تیرے سر ہے اور اس سے قبل جو تو نے غلطیاں کی ہیں ان کا وبال بھی تیرے سر ہو (4)۔

حضرت قتادہ اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ سے بھی اسی کی مثل مروی ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 13، صفحہ 35-230، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 221 (35501)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 231، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 232

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بتایئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا اس کا معنی ہے کہ تو لوٹے تو میرے گناہ اور تیرے اپنے اعمال کا گناہ تجھ پر ہو پھر تو جہنم کا مستحق بن جائے۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا۔

مَنْ كَانَ كَارِهَ عَيْشِهِ فَلْيَأْتِنَا يَلْقَى الْمَنِيَّةَ أَوْ يَبُوْءُ عِنَاءً

جو آدمی اپنی زندگی کو ناپسند کرتا ہے وہ ہمارے پاس آجائے وہ موت سے ملاقات کرے گا یا مشقت کو ٹھکانہ بنائے گا۔

امام احمد، امام ابوداؤد، امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ایک فتنہ کھڑا ہوگا اس میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا، کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا عرض کی بتایئے اگر کوئی آدمی میرے گھر میں داخل ہو جائے اور وہ مجھے قتل کرنے کے درپے ہو؟ فرمایا ابن آدم کی طرح ہو جاؤ اور اس آیت کی تلاوت کی (1)۔

امام احمد، امام مسلم اور حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سوار تھے اور مجھے اپنے پیچھے بٹھایا۔ فرمایا اے ابوذر اگر لوگوں کو بھوک آلے اور تو اتنی طاقت بھی نہ رکھے کہ اپنے بستر سے اٹھ کر مسجد تک جاسکے تو تو کیا کرے گا؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا اے ابوذر پاک دامن رہ۔ فرمایا مجھے بتا اگر لوگوں کو سخت موت (وبا) آلے جس میں بندے کا گھر قبر ہو؟ عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا اے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ صبر کر۔ فرمایا اے ابوذر بتا اگر لوگ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں یہاں تک کہ خون سے حجارۃ الزیت ڈوب جائے تو تو کیا کرے گا؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اپنے گھر میں بیٹھ رہ اور اپنا دروازہ بند کر لے۔ میں نے عرض کی اگر مجھے پھر بھی نہ چھوڑا جائے؟ فرمایا فَائْتِ مَنْ اَنْتَ مِنْهُمْ فَكُنْ فِيْهِمْ۔

میں نے کہا کیا میں اپنا اسلحہ لے لوں؟ فرمایا تو پھر بھی تو ان میں شریک ہو جائے گا جس میں وہ ہیں لیکن اگر تجھے ڈر ہو کہ تلوار کی شعاع تجھے خوفزدہ کر دے گی تو اپنی چادر کی ایک طرف اپنے چہرے پر ڈال دے یہاں تک کہ وہ اپنے اور تیرے گناہ کا مستحق بن جائے تو وہ جہنمی ہو جائے گا (2)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فتنہ میں اپنی تلواریں توڑ دو، تیر کمانوں کے تند کاٹ دو گھروں میں رہو اور اس فتنہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے جو تھا اس کی طرح ہو جاؤ (3)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 185، دار صادر بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 469 (8304) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 340 (5322)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر تم باہم لڑو گے تو میں اپنے گھر کے آخری کمرہ میں انتظار کروں گا اور اس میں گھسا رہوں گا۔ اگر کوئی آدمی وہاں بھی مجھ پر داخل ہوگا تو میں اسے کہوں گا لو میرے اور اپنے گناہ کے مستحق بن جاؤ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک بیٹے نے کیا تھا۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حرہ کے دن حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ خدری ایک غار میں داخل ہوئے، ایک آدمی غار میں داخل ہوا جبکہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے پاس تلوار بھی تھی۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار رکھ دی اور کہا اپنے گناہ اور میرے گناہ کے مستحق بن جاؤ اور جہنمیوں میں سے ہو جاؤ۔ ابن سعد کے یہ الفاظ ہیں کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو تلاوت کیا۔ اس آدمی نے کہا کیا تو ابوسعید خدری ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کی میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کو اس آیت کے لئے بطور مثال ذکر کیا گیا ہے اس میں سے جو اچھا ہے اسے اپنا لو (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کو تمہارے لئے بطور مثال ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے جو اچھا ہے اس کی مشابہت اختیار کرو اور ان میں سے جو برا ہے اس کی مشابہت نہ کرو۔

امام ابن جریر حضرت معتمر بن سلیمان رحمہ اللہ کی سند سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے بکر بن عبداللہ سے عرض کیا کیا آپ تک یہ خبر نہیں پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کو بطور نمونہ ذکر کیا ہے ان میں سے جو اچھا ہے اس کو اپناؤ اور ان میں سے جو برا ہے اس کو چھوڑ دو (2)۔

امام حاکم نے صحیح سند سے حضرت ابوبکرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب فتنے ہوں گے، خبردار ایک فتنہ ہوگا جس میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے شخص سے بہتر ہوگا، کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، اس میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جب فتنہ برپا ہو جائے تو جس کا اونٹ ہو وہ اپنے اونٹ سے چمٹ جائے، جس کی زمین ہو وہ اپنی زمین سے وابستہ ہو جائے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ اگر اس کے لئے کوئی چیز نہ ہو تو فرمایا وہ ایک پتھر لے اور اسے اپنی تلوار کی دھار پر توڑ دے (اسے کند کر دے) پھر اگر نجات کی طاقت رکھے تو نجات پائے، اے اللہ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا۔ یہ بات تین دفعہ دہرائی۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایئے اگر مجھے مجبور کیا جائے یہاں تک کہ مجھے دو صفوں میں سے ایک صف میں لے جایا جائے۔ ایک آدمی مجھے تیر مارے یا تلوار سے وار کرے پھر مجھے قتل کر دے؟ فرمایا وہ اپنے اور تیرے گناہ کا مستحق بن گیا تو وہ جہنمی ہو گیا۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین دفعہ دہرائی (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 240، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 487 (8361)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اگر نمازی بھی قتل کیے جائیں گے تو اس وقت آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو اپنے گھر کے آخری کمرہ میں انتظار کرے اور اسی کے ساتھ چمٹا رہے۔ اگر کوئی تیرے گھر میں داخل ہو جائے تو اسے یہ کہہ دے کہ میرے اور اپنے گناہ کا مستحق بن جا تو تو بھی حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے کی طرح ہو جائے گا (1)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت خالد بن عرفطہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے خالد میرے بعد بڑے بڑے حادثات اور فتنے اور اختلاف ہوگا۔ اگر تو طاقت رکھے تو اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ بن نہ کہ قاتل بن پس اسی طرح کیجئے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا فتنے برپا ہوں گے جس میں سونے والا لیٹنے والے سے، لیٹنے والا بیٹھنے والے سے، بیٹھنے والا چلنے والے سے، چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ اس کے تمام قاتل جہنم میں ہوں گے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں ایسے حالات پاؤں تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا اپنے گھر میں داخل ہو جایئے میں نے عرض کی مجھے بتایئے اگر کوئی میرے گھر میں آ جائے۔ فرمایا تو کہہ میرے اور اپنے گناہ کے مستحق بن جاؤ اللہ کا مقتول بندہ بن (3)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی مقتول کی حیثیت سے مارا گیا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دے گا یہ حکم قرآن حکیم میں ہے پھر یہ آیت تلاوت کی (4)۔

امام ابن سعد نے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا اس میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے، کھڑا ہونے والا، چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے اگر تو اس فتنہ کو پائے تو اللہ کا مقتول بندہ بن، اللہ تعالیٰ کا قاتل بندہ نہ بن۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی یہ کہنے سے بھی عاجز ہے کہ کوئی آدمی اسے قتل کرنے کے لئے آئے اور ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر کہے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے اچھے بیٹے کی طرح ہو جائے تو وہ جنت میں ہوگا۔ وہ جنت میں ہوگا اس کا قاتل جہنم میں ہوگا (5)۔

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾

"پس آسان بنا دیا اس کے لئے اس کے نفس نے اپنے بھائی کا قتل۔ سو قتل کر دیا اسے اور ہو گیا سخت نقصان اٹھانے والوں سے"۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 492 (8374)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 562 (8578)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 485 (37429)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 340 (5324) بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 486 (37431)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَطَوَّعَتْ کا معنی فزینت نقل کیا ہے یعنی نفس نے اس کے لئے مزین کیا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور صحابہ کی ایک جماعت سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے نفس نے اسے آمادہ کیا وہ اپنے بھائی کو قتل کر دے۔ اس وجہ سے وہ پہاڑ کی چوٹیوں میں نکل گیا۔ ایک دن وہ اپنے بھائی کے پاس آیا جبکہ اس کا بھائی اپنا ریوڑ چرا رہا تھا جبکہ وہ سویا ہوا تھا۔ اس نے پتھر اٹھایا اور بھائی کا سر کچل دیا تو وہ مر گیا۔ اس کی لاش کو کھلی جگہ چھوڑ دیا اور یہ نہیں جانتا تھا کہ اسے کیسے دفن کرے۔ اللہ تعالیٰ نے دو کوؤں کو بھیجا جو آپس میں لڑنے لگے۔ ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ مارنے والے کوے نے ایک گڑھا کھودا پھر اس پر مٹی ڈال دی۔ جب اس قاتل بھائی نے کوے کو دیکھا تو اس نے کہا ہائے افسوس کیا میں اس کوے جیسا ہونے سے بھی عاجز ہوں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جس بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اپنے بھائی کو کیسے قتل کرے تو شیطان اس کے پاس ایک پرندے کی شکل میں آیا۔ اس نے ایک اور پرندے کو پکڑا۔ اس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھا اور اس کا سر کچل دیا تو اس طرح اسے قتل کی تعلیم دی۔ مجاہد سے بھی اس طرح منقول ہے (3)۔

امام ابن جریر نے خیثمہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا تو زمین نے اس کے خون کو چوس لیا اور اس قاتل پر لعنت کی اس خون کے بعد زمین نے کسی کا خون اپنے اندر جذب نہ کیا (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دمشق میں ایک پہاڑ ہے جس کو قاسیون کہتے ہیں۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا۔

امام ابن عساکر نے حضرت عمرو بن خبیر شعبانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کے ساتھ دیر المران کے ایک پہاڑ پر تھا۔ انہوں نے پہاڑ میں بہتا ہوا پانی دیکھا تو کہا یہاں ہی حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا اور یہ اس کے خون کا اثر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے نشانی بنا دیا ہے۔

امام ابن عساکر نے ایک اور سند سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قاسیون پہاڑ پر جو خون ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے کا خون ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ زمین نے حضرت آدم علیہ السلام کے مقتول بیٹے کا خون چوس لیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر لعنت کی، اس وجہ سے زمین ہابیل کے خون کے بعد کسی کا خون نہیں چوستی اور یہ سلسلہ تا قیامت یونہی جاری رہے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 235، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 237،235

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 235　4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 239

امام نعیم بن حماد نے فتن میں حضرت عبدالرحمٰن بن فضالہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عقل کو مسخ کر دیا، اس کا دل رنجیدہ کر دیا۔ وہ یونہی سرگرداں رہتا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی انسان جب ظلم کے طور پر قتل کیا جاتا ہے تو اس کا وبال حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے پر بھی ہوتا ہے کیونکہ اس نے یہ طریقہ جاری کیا تھا (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی انسان جب ظلماً قتل کیا جاتا ہے تو اس کا وبال حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے پر بھی ہوتا ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ جاری کیا۔

امام ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں میں سے سب سے بد بخت وہ انسان ہے جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا جب سے اس نے اپنے بھائی کو قتل کیا اس وقت سے لے کر قیامت تک جو بھی خون بہایا جائے گا اس خون کا وبال بھی اس سے پہلے قاتل کو پہنچے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے سب سے پہلے قتل کو شروع کیا (2)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم اس آدمی کو پاتے ہیں جس نے پہلا قتل کیا تھا جہنمیوں میں صحیح طور پر تقسیم ہوتی ہے اس پہلے قاتل کو ان جہنمیوں کے عذاب کا نصف دیا جاتا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے تین بد بخت ترین ہیں: قوم ثمود کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا، حضرت آدم علیہ السلام کا وہ بیٹا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا، زمین میں جو بھی ناحق خون بہایا جاتا ہے اس کا وبال اسے بھی پہنچتا ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے انسان کو قتل کیا (3)۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں عبداللہ بن دینار کی سند سے حضرت ابو ایوب یمانی رحمہ اللہ سے وہ اپنی قوم کے ایک آدمی سے روایت نقل کرتے ہیں جسے عبداللہ کہا جاتا کہ وہ اور اس کی قوم کی ایک جماعت نے سمندر میں سفر شروع کیا۔ ان دنوں سمندروں سخت تاریک تھا پھر وہ تاریکی چھٹ گئی جبکہ وہ ایک بستی کے قریب تھے۔ عبداللہ نے کہا میں پانی کی تلاش میں نکلا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ دروازے ہیں جو بند ہیں جن سے ہوا ٹکرا رہی ہے۔ میں نے آواز دی تو مجھے کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ میں اسی طرح کھڑا تھا کہ دو شاہسوار میرے پاس آ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے مجھ سے صورتحال پوچھی تو میں نے ان دونوں کو بتایا کہ ہمیں سمند میں کیا مصیبت پہنچی تھی۔ میں پانی کی تلاش میں نکلا ہوں۔ دونوں نے مجھ سے کہا اس گلی میں چلتے جاؤ۔ آخر میں تم ایک تالاب تک پہنچو گے جس میں پانی ہو گا تو اس سے پانی لے لینا اس میں جو کچھ دیکھو اس سے نہ گھبرانا۔ میں نے ان سے ان بند گھروں کے بارے میں پوچھا جن سے ہوا ٹکرا رہی ہے۔ تو ان دونوں نے جواب دیا کہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 383، دار صادر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 234، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 77 (10970)، دار الفکر بیروت

مردوں کے روحوں کے گھر ہیں۔ میں چلا یہاں تک کہ اس تالاب تک پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں ایک آدمی سر کے بل لٹک رہا ہے۔ وہ خواہش کرتا ہے کہ ہاتھ سے پانی لے لیکن وہ پانی تک نہیں پہنچتا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھے آواز دی اے اللہ کے بندے مجھے پانی پلا۔ میں نے پیالا بھرا تاکہ میں اسے پانی دوں تو میرا ہاتھ رک گیا۔ میں نے پوچھا مجھے بتا تو کون ہے؟ اس نے بتایا میں حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا ہوں جس نے سب سے پہلے زمین میں خون بہایا تھا۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿٣١﴾

''پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا کھودتا تھا زمین کو تاکہ دکھائے اسے کہ کس طرح چھپائے لاش اپنے بھائی کی۔ کہنے لگا ہائے افسوس! کیا قاصر رہا میں کہ ہوتا اس کوے کی مانند تو چھپا دیتا لاش اپنے بھائی کی۔ غرض وہ ہو گیا سخت پچھتانے والوں سے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ اسے اٹھا لیا یہاں تک کہ لاش خراب ہونے لگی۔ پرندے اور درندے تاڑ میں رہنے لگے کہ وہ کب اسے پھینکے تو وہ اس کی لاش کھائیں۔ قابیل نے یہ ناپسند کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام آئیں اور یہ دیکھ کر غمگین ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا جبکہ قابیل اسے دیکھ رہا تھا پھر کوے نے اپنی چونچ اور پنجوں سے گڑھا کھودا یہاں تک کہ اس کے لئے جگہ بنا دی پھر اسے دھکیلا اور اسے گڑھے میں پھینک دیا۔ پھر اپنے پنجوں سے اس پر مٹی ڈالی اور اسے چھپا دیا۔ جب قابیل نے کوے کو یہ عمل کرتے ہوئے دیکھا تو یہ کہا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے جو آپس میں لڑ پڑے۔ ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا پھر مارنے والا کوا اس پر مٹی ڈالنے لگا یہاں تک کہ دوسرے کے جسم کو چھپا دیا تو اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کے قاتل بیٹے سے کہا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل فرمائی ہے کہ ایک کوا مردہ کے پاس آیا اور اس پر مٹی ڈالنے لگا۔ یہاں تک کہ اسے چھپا دیا۔ یہ دیکھ کر جس شخص نے اپنے بھائی کو قتل کیا اس نے کہا ہائے افسوس کیا میں قاصر رہا اس کوے کی مانند ہوتا تو اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قابیل اپنے بھائی کی لاش بوری میں ڈال کر ایک سال تک پھرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے تو اس نے انہیں گڑھا کھودتے ہوئے دیکھا تو اس وقت قابیل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 238، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے کہا اور پھر بھائی کی لاش کو دفن کیا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن عساکر نے حضرت سالم بن ابی جعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جب ایک بیٹے نے دوسرے بیٹے کو قتل کر دیا تو وہ ایک سو سال تک اس پر غم کرتے ہوئے نہ ہنسے۔ جب سو سال پورے ہو گئے تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ایک بچے کی بشارت دیتا ہے تو تب آپ مسکرائے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا قتل ہو گیا تو حضرت آدم علیہ السلام روئے اور کہا

تَغَيَّرَتِ الْبِلَادُ وَ مَنْ عَلَيْهَا فَلَوْنُ الْاَرْضِ مُغْبَرٌّ قَبِيْحٌ
تَغَيَّرَ كُلُّ ذِىْ لَوْنٍ وَطَعْمٍ وَقَلَّ بَشَاشَةُ الْوَجْهِ الْمَلِيْحِ

شہر اور اس پر رہنے والے بدل گئے زمین کا رنگ غبار آلود اور ناپسندیدہ ہو گیا
ہر رنگ دار اور ذائقہ والی چیز بدل گئی خوبصورت چہرے والے کی بشاشت کم ہو گئی

حضرت آدم علیہ السلام کو یہ جواب دیا گیا

اَبَا هَابِيْلَ قَدْ قُتِلَا جَمِيْعًا وَصَارَ الْحَیُّ بِالْمَيِّتِ الذَّبِيْحِ
وَجَاءَ بِشَرِّهٖ قَدْ كَانَ مِنْهُ عَلٰى خَوْفٍ فَجَاءَ بِهَا يَصِيْحُ

اے ہابیل کے باپ دونوں قتل ہو گئے، زندہ مردہ مذبوح کے بدلے میں (مقتول) ہو گیا اور وہ اپنی طرف سے شر حالت خوف میں لایا، وہ اسے چیختے ہوئے لایا(1)۔

امام خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ اشعار نقل کیے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔

تَغَيَّرَتِ الْبِلَادُ وَ مَنْ عَلَيْهَا فَوَجْهُ الْاَرْضِ مُغْبَرٌّ قَبِيْحٌ
تَغَيَّرَ كُلُّ ذِىْ لَوْنٍ وَطَعْمٍ وَقَلَّ بَشَاشَةُ الْوَجْهِ الصَّبِيْحِ
قَتَلَ قَابِيْلُ هَابِيْلًا اَخَاهُ فَوَاحُزْنًا مَضَى الْوَجْهُ الْمَلِيْحُ

شہر اور شہروں کے مکین بدل گئے زمین کا چہرہ غبار آلود بدصورت ہو گیا
ہر رنگ اور ذائقہ والی چیز بدل گئی اور روشن چہرے کی شناخت ناپید ہو گئی
قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا ہائے دکھ خوبصورت چہرہ چلا گیا

ابلیس لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ جواب دیا۔

تَنَحَّ عَنِ الْبِلَادِ وَ سَاكِنِيْهَا فَبِیْ فِی الْخُلْدِ ضَاقَ بِكَ الْفَسِيْحُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 237، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 228 3۔ ایضاً

وَكُنْتَ بِهَا وَزَوْجُكَ فِي رَخَاءٍ وَقَلْبُكَ مِنْ اَذَى الدُّنْيَا مُرِيحٌ
فَمَا انْفَكَّتْ مَكَايِدَنِي وَ مَكْرِيَ اِلَى اَنْ فَاتَكَ الثَّمَنُ الرَّبِيحٌ

ان شہروں اوران کے رہنے والوں سے الگ تھلگ ہو جا خلد میں جا کر ڈیرا لگاؤ، تجھ پر یہ وسیع وعریض زمین تنگ ہوگئی، ہے تو اور تیری زوجہ وہاں خوشحال تھے اور دنیا کی تکلیفوں سے تیرا دل آرام میں تھا۔ میری تدبیریں اور میرا مکر ختم نہیں ہوئے یہاں، تک کہ تیرا نفع دینے والا اثاثہ ختم نہ ہو جائے۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝۳۲

”اسی وجہ سے (حکم) لکھ دیا ہم نے بنی اسرائیل پر کہ جس نے قتل کیا کسی انسان کو سوائے قصاص کے یا زمین میں فساد برپا کرنے کے تو گویا اس نے قتل کر دیا تمام انسانوں کو اور جس نے بچالیا کسی جان کو تو گویا بچایا اس نے تمام لوگوں کو اور بے شک آئے ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ پھر بھی بہت سے لوگ ان میں سے اس کے بعد بھی زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیں“۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس وجہ سے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو ناحق قتل کیا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور کچھ صحابہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ گناہ میں ایسا ہے کہ گویا ایک آدمی کو ناحق قتل کرنے کا گناہ اتنا ہے۔ جتنا گناہ تمام انسانوں کو قتل کرنے میں ہے اور جس نے کسی انسان کو ہلاکت سے بچایا۔ بچنے والے کے نزدیک اس نے گویا تمام انسانوں کو بچایا (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے اپنے نفس کو ہلاک کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے ایک انسان کو قتل ہونے سے بچایا تو گویا اس نے سب انسانوں کو بچایا (3)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کو زندہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس انسان کو قتل نہ کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کیا ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 241، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 242 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 243

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا عادل امام کو قتل کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا(1)۔

امام ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یوم الدار میں، میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی میں آپ کی مدد کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا اے ابو ہریرہ کیا تجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تمام انسانوں کو قتل کردے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا اگر تو نے ایک آدمی کو قتل کیا تو گویا تمام انسانوں کو قتل کیا بس چلا جا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اسی طرح ہے جس طرح سورۂ نساء میں ہے وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا (النساء:93) فرماتے اگر وہ تمام انسانوں کو قتل کرتا تو تب بھی اس کا عذاب سے بڑھ کر نہ ہوتا(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ حکم گناہ اور اجر میں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ مَنْ اَحْیَاهَا کا یہ معنی نقل کیا ہے جس نے کسی کو غرق ہونے، جلنے، گرنے اور ہلاک ہونے سے بچایا تو گویا اس نے تمام انسانوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جس کا قریبی عزیز قتل ہوا پھر اس نے معاف کردیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو بچایا(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے عرض کی گئی کہ کیا یہ ہمارے لئے بھی حکم اسی طرح ہے جس طرح بنو اسرائیل کے لئے تھا فرمایا ہاں اس ذات کی قسم جس کے بغیر کوئی معبود نہیں(5)۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا اَوْ یُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۴﴾

''بلاشبہ سزا ان لوگوں کی جو جنگ کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسولوں سے اور کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد برپا کرنے کی یہ ہے کہ انہیں (چن چن کر) قتل کیا جائے یا سولی دیا جائے یا کاٹے جائیں ان کے ہاتھ اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 241، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 244 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 245
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 244 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 245

ان کے پاؤں مختلف طرفوں سے یا جلاوطن کردیئے جائیں۔ یہ تو ان کے لئے رسوائی ہے دنیا میں اور ان کے لئے آخرت میں (اس سے بھی) بڑی سزا ہے۔ مگر وہ جنہوں نے توبہ کر لی اس سے پہلے کہ تم قابو پا لو ان پر (ان کو معاف کر دیا جائے گا) اور خوب جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے"۔

امام ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ان میں سے جو اس سے پہلے ہی تائب ہو گیا کہ کوئی اسے اپنی گرفت میں لیتا تو اس کو سزا دی جائے گی۔ یہ آیت اس مسلمان کو حد سے محفوظ نہیں رکھتی جس نے قتل کیا یا زمین میں فساد کیا ہو یا اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی ہو پھر گرفت میں آنے سے پہلے کفار کے پاس چلا گیا ہو۔ یہ امراء سے حد قائم کرنے سے مانع نہیں جس جرم میں اسے پکڑا جائے (1)۔

امام ابن جریر اور طبرانی نے کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب کی ایک جماعت اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان معاہدہ تھا، اہل کتاب نے وعدہ توڑ دیا اور زمین میں فساد برپا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اختیار دیا چاہے تو اسے قتل کر دے چاہے تو اسے سولی پر لٹکا دے اور چاہے تو ان کے ہاتھ پاؤں مختلف سمتوں سے کاٹ دے۔ نفی سے مراد زمین میں بھاگنا ہے۔ اگر وہ تائب ہو کر آئے اور اسلام میں داخل ہو جائے تو اس کا اسلام قبول کیا جائے گا اور سابقہ گناہ پر مؤاخذہ نہ کیا جائے گا (2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن سعد رحمہ الہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حروریہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عکل کے چند افراد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اطاعت اختیار کی اور ایمان لے آئے رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کے پاس چلے جائیں اور ان کے پیشاب پئیں۔ انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ بھگا کر لے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ صحابہ انہیں پکڑ لائے۔ حضور ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھروا دی۔ ان کے زخموں کو تیل میں نہ جلایا گیا۔ انہیں چھوڑ دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابوداؤد، امام نسائی اور ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ محاربین والی آیت اہل عرینہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ اہل عرینہ کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ وہ بیمار تھے رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا۔ جب وہ تندرست اور مضبوط ہو گئے تو اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کر دیا۔ پھر اونٹوں

1۔ سنن نسائی، قولہ عزوجل انما جزاء الذین الخ، جلد 7، صفحہ 101، دارالریان قاہرہ 2۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 256 (13032) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 250، دارالکتب العلمیہ بیروت

کو اپنی قوم کے علاقہ کی طرف ہانک کر لے جانے لگے۔ جریر نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کے ساتھ بھیجا تو ہم انہیں پکڑ لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف سمتوں سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حضرت انس رضی اللہ عنہما کی طرف خط لکھا۔ وہ اس آیت کی تفسیر کے بارے میں سوال کر رہا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے جواب لکھا کہ یہ آیت اہل عرینہ کے بارے میں نازل ہوئی جو بجیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ اسلام سے مرتد ہو گئے۔ تھے انہوں نے چرواہے کو قتل کیا، اونٹ بھگا کر لے گئے، راستہ کو خوفزدہ کیا اور حرام عمل کا ارتکاب کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل امین سے اس آدمی کے بارے میں فیصلہ کا پوچھا جو اس قسم کا طرز عمل اپناتا ہے۔ تو جبرئیل امین نے کہا جو چوری کرے، راستہ کو خوف والا بنا دے، بدکاری کا ارتکاب کرے، اسے سولی پر لٹکا دو (2)۔

امام حافظ عبدالغنی ایضاح الاشکال میں حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں یہ عمل کرنے والے عکل کے لوگ تھے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بنو فزارہ کے لوگ آئے جو کمزوری کی وجہ سے مرے جا رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی شیردار اونٹنیوں کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے اونٹوں کی چوری کی۔ صحابہ نے ان کا پیچھا کیا تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس انہیں لے آئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے بعد میں آنکھوں کا حکم ترک کر دیا (3)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو سلمہ کے لوگ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اسلام پر بیعت کی۔ جبکہ وہ بیعت کرنے میں جھوٹے تھے۔ پھر انہوں نے کہا ہمیں مدینہ طیبہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ اونٹنیاں تمہارے پاس صبح و شام آتی ہے۔ ان کے پیشاب پیا کرو۔ وہ اسی طرح تھے کہ ایک خبر دینے والے نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا۔ عرض کی ان لوگوں نے چرواہے کو قتل کر دیا ہے اور جانور بھگا کر لے گئے ہیں۔ صحابہ کرام ان کی تلاش میں نکل پڑے۔ صحابہ کرام واپس آئے تو انہوں نے ان کو گرفتار کیا ہوا تھا۔ انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں قتل کیا، سولی پر لٹکایا، ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور آنکھوں میں سلائی پھیر دی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پہلے اور بعد میں مثلہ نہ کیا تھا بلکہ مثلہ کرنے سے منع کیا۔ فرمایا کسی چیز کا مثلہ نہ کرو (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 249، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 259
3۔ مصنف عبدالرزاق، باب المحارب، جلد 10، صفحہ 107 (18541)، حبیب الرحمٰن الاعظمی
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 249

امام مسلم، نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا حکم اس لئے دیا تھا کیونکہ انہوں نے چرواہے کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی تھی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عرینہ کے حبشیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ انہیں صفراء کی زیادتی کا مرض تھا۔ انہوں نے اس کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تو وہ لوگ صدقہ کے اونٹوں کی طرف چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ان کے پیشاب اور دودھ پیو۔ انہوں نے پیا تو وہ صحت مند ہو گئے۔ انہوں نے چرواہوں کو قتل کیا، اونٹ بھگا کر لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے آدمی بھیجے جو انہیں پکڑ لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کر دیا بلکہ یہ حکم دیا کہ جیسا حکم ہوا ہے اس طرح ان میں حدود جاری کرو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ولید بن مسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ سے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں سلائی پھیروائی اور ان کے زخموں کو گرم تیل میں نہ داغا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ اس نے کہا میں نے محمد بن عجلان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ آیت کریمہ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تا کہ اس عمل پر آپ کو عتاب کیا جائے اور ان جیسے لوگوں کی سزا سکھائی وہ یہ تھی ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں، انہیں قتل کیا جائے اور جلا وطن کر دیا جائے۔ حضور ﷺ نے ان کے بعد کسی کی آنکھ میں سلائی نہ پھیروائی۔ یہ قول حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کیا گیا تو انہوں نے اس آیت کے بطور عتاب نازل ہونے کا انکار کیا۔ کہا بلکہ یہ سزا اسی جماعت کے ساتھ خاص تھی۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں ان لوگوں کی سزا کا ذکر ہے جو ان لوگوں کے علاوہ تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی اور ان سے آنکھ سے سلائی پھیرنے کا حکم اٹھالیا گیا (3)۔

امام بیہقی نے سنن میں محمد بن عجلان سے وہ حضرت ابوزناد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹے جو آپ کی اونٹنیوں کو بھگا کر لے گئے تھے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھروادی تھی اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آپ ﷺ پر عتاب کیا اور یہ آیت نازل فرمائی (4)۔

امام شافعی نے الام میں، عبد الرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب محارب (ڈاکو) خروج کرے، صرف مال چھینے اور کسی کو قتل نہ کرے تو اس کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت میں کاٹ دیے جائیں گے جب وہ خروج کرے اور کسی کو قتل کرے لیکن کسی کا مال نہ چھینے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ جب وہ خروج کرے قتل کرے اور مال بھی چھینے تو اسے قتل کیا جائے گا اور سولی پر لٹکا یا دیا جائے گا

1۔ صحیح مسلم، باب حکم المحاربین والمرتدین، جلد 2، صفحہ 56، قدیمی کتب خانہ کراچی

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 250، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 252

4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب قطاع الطریق، جلد 8، صفحہ 283، دار الفکر بیروت

جب وہ خروج کرے راستے کو خوفزدہ کرے، نہ مال لے اور نہ کسی کو قتل کرے۔ تو اس نے کہا اسے جلا وطن کر دیا جائے گا (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حضرت نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے مسلمانوں کی مملکت میں اسلحہ سونتا، راستہ کو خوفزدہ کر دیا اور اس پر غالب آ گیا تو مسلمانوں کے حاکم کو اختیار ہوگا۔ چاہے تو اس مجرم کو قتل کرے، چاہے تو سولی پر لٹکا دے چاہے تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے یا وہ دار السلام سے دار حرب کی طرف بھاگ جائے (2)۔

امام ابو داؤد، نسائی، نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزوں کے علاوہ کسی مسلمان کا خون بہانا حلال نہیں۔ شادی شدہ بدکار جس پر رجم کی سزا کا فیصلہ ہونے والا تھا، وہ آدمی جو جان بوجھ کر مومن کو قتل کر دے اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ تیسرا وہ شخص ہے جو اسلام کی حدود سے باغی ہو گیا، اس نے ڈاکہ ڈالا اسے قتل کیا جائے گا، اسے سولی پر لٹکایا جائے گا یا اس مجرم کو علاقہ سے جلا وطن کر دیا جائے گا (3)۔

امام خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عرینہ کی ایک جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، وہ مسلمان ہو گئے۔ ان میں سے کچھ فریب دینے والے تھے۔ ان کے اعضاء شل ہو گئے، چہرے زرد پڑ گئے پیٹ پھول گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کے پاس چلے جائیں۔ ان کے پیشاب اور دودھ پئیں انہوں نے دودھ، پیئے صحت مند اور خوب موٹے ہو گئے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے پر حملہ کر دیا۔ اسے قتل کر دیا، اونٹ بھگا کر لے گئے اور اسلام سے مرتد ہو گئے۔ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے۔ عرض کی اے محمد ان کے پیچھے لشکر روانہ کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر روانہ کر دیا۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے یہ عرض کی کہ یہ دعا کیجئے اے اللہ یہ آسمان تیرا آسمان ہے۔ یہ زمین تیری زمین ہے، یہ مشرق تیرا مشرق ہے، یہ مغرب تیرا مغرب ہے۔ اے اللہ ان پر (یہ) میمنہ کی مشک جتنی تنگ کر دے یہاں تک کہ تو مجھے ان پر قدرت عطا فرما دے۔ صحابہ انہیں پکڑ لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ جبرئیل امین نے کہا جس نے مال چھینا ہے اور قتل کیا ہے اسے سولی پر لٹکا دیا جائے۔ جس نے قتل تو کیا مگر مال نہیں لوٹا اس کو قتل کر دیا جائے۔ جس نے مال لوٹا اور قتل نہ کیا اس کے ہاتھ پاؤں مختلف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ دعا ہر بھاگ جانے والے اور ہر اس انسان کے لئے ہے جس کا کوئی عزیز یا کوئی اور چیز گم ہو گئی ہو، وہ یہ دعا مانگے کسی چیز میں لکھے اور صاف ستھری جگہ اسے دفن کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے اس پر قدرت عطا فرمائے گا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ اور عطاء خراسانی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی ڈاکہ ڈالتا ہے تو وہ محارب ہے۔ اگر اس نے کسی انسان کو قتل کیا اور مال بھی چھینا تو اسے سولی پر لٹکایا جائے گا، اگر اس نے قتل تو کیا مگر مال نہ چھینا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 254، دار احیاء التراث العربی بیروت	2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 257

3۔ سنن نسائی، جلد 8-7، صفحہ 101، دار الریان قاہرہ

اسے قتل کر دیا جائے گا، اگر مال چھینا قتل نہ کیا تو اس کا ہاتھ پاؤں کاٹ دیا جائے گا، اگر یہ کام کرنے سے پہلے اسے پکڑ لیا گیا تو اسے جلاوطن کر دیا جائے گا۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَیۡہِمۡ یہ ان لوگوں کے لئے خاص ہے وہ آدمی جس نے کسی کو قتل کیا پھر پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر لی تو اس کا سابقہ عمل ساقط ہو جائے گا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے عطاء اور مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے محارب کا کردار ادا کیا امام کو اس کے بارے میں اختیار ہوگا چاہے تو قتل کرے، چاہے ہاتھ پاؤں کاٹے، چاہے سولی پر چڑھا دے اور چاہے تو جلاوطن کر دے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن مسیب، حضرت حسن اور حضرت ضحاک رحمہم اللہ سے اس آیت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ امام کو محارب کے بارے میں اختیار ہے جو چاہے سلوک کرے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قوم اور نبی کریم ﷺ کے درمیان معاہدہ تھا انہوں نے وعدہ توڑ دیا اور ڈاکہ مارا زمین میں فساد برپا کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنے نبی کو اختیار دیا چاہے تو قتل کر دے، چاہے سولی پر لٹکا دے، چاہے تو ان کے ہاتھ پاؤں مختلف سمتوں سے کاٹ دے، چاہے تو انہیں جلاوطن کر دے انہیں تلاش کیا جائے یہاں تک کہ وہ عاجز آ جائیں، جنہوں نے پکڑے جانے سے پہلے توبہ کی تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے (4)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نفیہ کا مفہوم یہ ہے کہ امام اسے تلاش کرے یہاں تک کہ اس کو پکڑ لے پھر اس کے عمل کے بدلہ میں اس پر ان سزاؤں میں سے ایک سزا جاری کرے جن سزاؤں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ کا مفہوم یہ ہے کہ اسے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالا جاتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کی تلاش اس وقت تک جاری رکھی جائے جب تک اس پر قدرت حاصل نہ ہو جائے (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کہ وہ اس کی تلاش کرے اور اس پر قادر نہ ہو جب بھی کسی علاقہ میں اس کے بارے میں سنے اس کی تلاش کرے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو آدمی مسلمانوں کے راستوں کو پر امن نہ رہنے دے اسے اس کے شہر سے دوسرے شہر میں جلاوطن کر دیا جائے (8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 255، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 445 (32797)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 446 (32798)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 248
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 260
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 261
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فساد سے مراد بدکاری، چوری، انسان کو قتل کرنا، ڈکیتیاں، برباد کرنا اور نسل تباہ کرنا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن کعب قرظی اور حضرت سعید بن جبیر رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے دونوں نے کہا اگر وہ تائب ہو کر آئے جبکہ اس نے مال نہیں لوٹا تھا اور نہ ہی کسی کا خون بہایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مصداق ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کتاب الاشراف میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ حارثہ بن بدر تمیمی اہل بصرہ میں سے تھا اس نے زمین میں فساد برپا کیا اور ڈاکے ڈالے، اس نے قریش کے کچھ افراد سے گفتگو کی کہ اس کے لئے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے امان طلب کریں۔ تو قریشیوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ سعید بن قیس ہمدانی کے پاس آیا۔ سعید بن قیس ہمدانی حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس نے عرض کی اے امیر المومنین وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ ان کی کیا جزا ہے؟ فرمایا انہیں قتل کر دیا جائے یا سولی پر لٹکا دیا جائے یا مختلف سمتوں سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے پھر آیت کا یہ حصہ تلاوت کیا اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا سعید نے عرض کی اگرچہ توبہ کرنے والا حارثہ بن بدر ہو؟ مزید کہا یہ حارثہ بن بدر ہے۔ وہ تائب ہو کر آیا ہے کیا اسے امان ہے؟ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں اسے امان ہے۔ سعید بن قیس، حارثہ بن بدر کو لے آیا۔ اس نے حضرت علی شیر خدا کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی توبہ قبول کر لی اور اس کے حق میں امان لکھ دی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت اشعث رحمہ اللہ سے وہ ایک آدمی سے روایت کرتا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی پھر کہا یہ پناہ چاہنے والے اور توبہ کرنے والی کی جگہ ہے۔ میں فلاں بن فلاں ہوں۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔ میں پکڑے جانے سے پہلے تائب ہو کر آ گیا ہوں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا فلاں بن فلاں نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی اور پکڑے جانے سے پہلے تائب ہو کر آیا ہے۔ ہر کوئی اس کے ساتھ اچھا رویہ اپنائے۔ اگر یہ سچا ہے تو میرا طرز عمل اس کے ساتھ یہی ہے۔ اگر یہ جھوٹا ہے تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کے کسی گناہ کی وجہ سے گرفت کرے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے چوری کی تھی پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر کے آ گیا کیا اس پر حد ہوگی؟ کہا نہیں پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابو داؤد نے ناسخ میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے یہ سنا کہ جب وہ کسی کو قتل کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ جب وہ مال چھینے اور قتل نہ کرے تو مال کے بدلے ہاتھ اور محاربہ کے بدلے اس کی ٹانگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 268، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 266

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 444

کاٹ دی جائے گی۔ جب وہ قتل کرے اور مال چھینے تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے اور اسے سولی پر لٹکا دیا جائے گا۔
اگر وہ پکڑے جانے سے پہلے امام کے پاس تائب ہو کر آجائے۔ امام اسے امان دے دے تو اسے امان حاصل ہو جائے گی۔
اگر کسی انسان نے یہ جانتے ہوئے بھی قتل کر دیا کہ امام اسے امان دے چکا ہے تو قاتل کو اس کے بدلے میں قتل کر دیا جائے گا۔
اگر اسے یہ معلوم نہ ہو کہ امام نے اسے امان دی ہے اور قتل کر دیا تو قاتل پر دیت ہوگی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾

”اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جدوجہد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ“۔

امام عبد بن حمید، فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے وسیلہ کا معنی قربت کیا ہے (1)۔
امام حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس کا معنی قربت نقل کیا ہے جبکہ اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔
امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کر کے اور ایسے اعمال کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرو جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے (2)۔
امام عبد بن حمید نے حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ایمان میں وسیلہ تلاش کرو۔
امام طستی اور ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بتایئے فرمایا وسیلہ کا معنی حاجت ہے۔ عرض کی کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عنترہ کا شعر نہیں سنا۔

اِنَّ الرِّجَالَ لَهُمْ اِلَيْكِ وَسِيْلَةٌ اِنْ يَا خُذُوْكِ تَكَحَّلِيْ وَ تُخَضَّبِيْ

لوگوں کو تجھ سے کام ہے اگر وہ تیرا دامن مضبوطی سے پکڑ لیں تو تو انہیں اس کا تاج پہنا دے گی اور سرسبز و شاداب کر دے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 272، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

''بے شک وہ جنہوں نے کفر اختیار کیا اگر انہی کی ملکیت میں ہو جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اور اتنا اور بھی اس کے ساتھ تاکہ بطور فدیہ دیں اسے (اور نجات پائیں) عذاب سے روز قیامت نہ قبول کیا جائے گا ان سے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ بہت چاہیں گے کہ نکلیں اس آگ سے اور وہ نہیں نکل سکیں گے اس سے اور ان کے لئے عذاب ہوگا ہمیشہ رہنے والا''۔

امام مسلم، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم سے ایک قوم نکلے گی اور جنت میں داخل ہو جائے گی (1) یزید بن فقیر نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ سے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّخۡرُجُوۡا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمۡ بِخٰرِجِیۡنَ مِنۡهَا تو انہوں نے فرمایا یہ آیت پڑھو اِنَّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡ اَنَّ لَهُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا وَّ مِثۡلَهٗ مَعَهٗ لِیَفۡتَدُوۡا بِهٖ مِنۡ عَذَابِ یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ بے شک وہ لوگ کافر ہیں۔

امام بخاری نے ادب مفرد میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت طلق بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سب سے زیادہ شفاعت کو جھٹلاتا تھا یہاں تک کہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے ان پر وہ تمام آیات پڑھیں جو میں پڑھ سکتا تھا جن میں اللہ تعالیٰ جہنمیوں کے جہنم میں ہمیشہ رہنے کا ذکر کرتا ہے۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تیری یہ رائے ہے کہ تو مجھ سے زیادہ کتاب اللہ پڑھتا ہے اور مجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو جانتا ہے۔ جن لوگوں کے بارے میں یہ تو نے آیات پڑھی ہیں وہ مشرک ہیں لیکن یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گناہ کیے۔ پھر انہوں نے ان کو چھوڑ دیا پھر اپنے ہاتھ اپنے کانوں کی طرف اٹھاتے اور کہا یہ دونوں بہرے ہوں۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا (وہ لوگ جہنم میں داخل ہونے کے بعد جہنم سے نکلیں گے) جبکہ ہم بھی قرآن حکیم کی تلاوت اس طرح کرتے ہیں جیسے تم تلاوت کرتے ہو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ مَا هُمۡ بِخٰرِجِیۡنَ مِنۡهَا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تجھ پر افسوس اس سے اوپر والی آیت پڑھ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرما چکے گا تو وہ اپنے عرش کے نیچے سے کتاب نکالے گا جس میں ہوگا میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی میں ارحم الراحمین ہوں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جہنم سے جنتیوں کی تعداد کے برابر لوگ نکالے گا یا فرمایا جنتیوں سے دو گنا نکالے گا ان کے یہاں لکھا ہوگا، گردن کی طرف اشارہ کیا عتقاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ۔ ایک آدمی نے عکرمہ سے کہا اے ابو عبد اللہ تعالیٰ فرماتا

1۔ صحیح مسلم، باب اثبات الشفاعۃ واخراج الموحدین من النار، جلد 1، صفحہ 107، قدیمی کتب خانہ کراچی

2۔ شعب الایمان، باب فی حشر الناس بعد ما یبعثون، جلد 1، صفحہ 294 (24-323) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 274، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّخۡرُجُوۡا مِنَ النَّارِ فرمایا تو ہلاک ہو، یہ تو وہ لوگ ہیں جو جہنم کے اہل ہیں۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے شعب میں حضرت اشعث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّخۡرُجُوۡا کے بارے میں بتایئے فرمایا اللہ کی قسم تو کسی چیز سے بھی نہیں چوکتا جہنم کے کچھ اہل ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ جہنم سے نہیں نکلیں گے (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ عَذَابٌ مُّقِیۡمٌ کا معنی ہے وہ عذاب دائمی ہوگا جو ختم نہ ہوگا۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقۡطَعُوۡۤا اَیۡدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیۡزٌ حَكِیۡمٌ ﴿۳۸﴾

''اور چوری کرنے والے اور چوری کرنے والی (کی سزا یہ ہے) کہ کاٹو ان کے ہاتھ بدلہ دینے کے لئے جو انہوں نے کیا (اور) عبرت ناک سزا اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے نجدہ حنفی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ کے بارے میں پوچھا کہ یہ حکم خاص ہے یا عام ہے۔ انہوں نے فرمایا یہ عام ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت نجدہ بن نفیع رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا مردوں اور عورتوں سے جو بھی یہ کرے گا اس پر قطع ید ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے مختلف طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے (فَاقۡطَعُوۡۤا اِیۡمَانَهُمَا) پڑھا (3)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہماری قرأت میں اور کبھی کہتے۔ عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں ہے والسارقون والسارقات فاقطعوا ایمانهم (4)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے۔ اس میں تم ان کے وارث نہ بنو (یعنی انہیں جیسے کام نہ کرو)۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کیا ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے فاسقوں پر سختی کرو۔ انہیں ایک ایک ہاتھ والا اور ایک ایک پاؤں والا بنا دو۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ مال میں کاٹا جائے (5)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وہ حضرت عمر بن شعیب رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 293 (322) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 275، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 274 4۔ ایضاً 5۔ صحیح مسلم شرح نووی، جلد 11، صفحہ 151 (1684)

اسلام کے دور میں سب سے پہلی حد جو جاری کی گئی وہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی لایا گیا جس نے چوری کی تھی۔ لوگوں نے اس پر گواہی دی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ جب اس آدمی کو گھیر لیا گیا رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھا گیا، گویا آپ کے چہرے انور پر راکھ اڑا دی گئی ہو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ گویا اس کا ہاتھ کا کاٹنا آپ پر شاق گزر رہا ہے۔ فرمایا مجھے کوئی چیز نہیں روکتی جبکہ تم اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے دوست ہو۔ صحابہ نے عرض کی اسے چھوڑ دیجئے۔ فرمایا اسے میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہیں کیا، امام جب حد کا فیصلہ کرے پھر اسے معطل کرنا جائز نہیں ہوتا (1)۔

فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَتُوْبُ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۰﴾

"پھر جس نے توبہ کر لی اپنے (اس) ظلم کے بعد اور اپنے آپ کو سنوار لیا تو بے شک اللہ توجہ فرمائے گا اس پر۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی، سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے"۔

امام احمد، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں ایک عورت نے چوری کی تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا (2)۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ فرمایا ہاں آج تو گناہ سے اس طرح پاک ہے جس طرح اس دن پاک تھی جس دن تیری ماں نے تجھے جنا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کی حد ہی اس کا کفارہ ہے۔

امام عبدالرزاق نے محمد بن عبدالرحمٰن سے وہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک آدمی لایا گیا جس نے ایک چادر چوری کی تھی۔ پوچھا کیا میں یہ خیال کروں کہ اس نے چوری کی یا تو نے چوری کی؟ اس نے جواب دیا ہاں (میں نے چوری کی)۔ فرمایا اسے لے جاؤ اس کا ہاتھ کاٹ دو پھر ابلتے تیل میں اس کا ہاتھ ڈالو پھر اسے میرے پاس لے آؤ۔ بعد میں صحابہ اسے لے آئے پوچھا تو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے۔ فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ فرمایا اے اللہ اس پر نظر رحمت فرما (3)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب الضفی، جلد 7، صفحہ 313، حبیب الرحمٰن الاعظمی
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 276 بیروت
3۔ مصنف عبدالرزاق، باب ستر المسلم، جلد 10، صفحہ 225 (18923)

امام عبدالرزاق نے ابن منذر سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا پھر اسے تیل میں داغنے کا حکم دیا تو تعمیل کر دی گئی پھر فرمایا توبہ کرو۔ اس نے عرض کی میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا چور کا جب ہاتھ کاٹ دیا جائے تو وہ ہاتھ آگ میں جا پڑتا ہے، اگر وہ دوبارہ ایسا کرے تو اس ہاتھ کا پیچھا کرتا ہے اگر توبہ کرے تو اس کی واپسی کا تقاضا کرتا ہے (1)۔

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚۖ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (41)

''اے رسول! نہ غمگین کریں آپ کو وہ جو تیز رفتار ہیں کفر میں ان لوگوں سے جنہوں نے کہا ہم ایمان لائے (صرف) اپنے منہ سے حالانکہ نہیں ایمان لائے تھے ان کے دل اور ان لوگوں سے جو یہودی ہیں جاسوسی کرنے والے ہیں جھوٹ بولنے کے لئے وہ جاسوس ہیں دوسری قوم کے جو نہیں آئی آپ کے پاس، بدل دیتے ہیں اللہ کی باتوں کو اس کے صحیح موقعوں سے، کہتے ہیں اگر تمہیں دیا جائے یہ حکم تو مان لو اسے اور اگر نہ دیا جائے تمہیں یہ حکم تو بچو اور جس کو ارادہ فرما لے اللہ تعالیٰ فتنہ میں ڈالنے کا تو نہیں طاقت رکھتا تو اس کے لئے اللہ سے کسی چیز کی۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ نہیں ارادہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ پاک کرے ان کے دلوں کو، ان کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ سے مراد یہودی اور الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا سے مراد منافق ہیں۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 44 یہودیوں کی دو جماعتوں کے بارے میں نازل فرمائی۔ دور جاہلیت میں ایک دوسری پر غالب آ گئی تھی یہاں تک کہ دونوں جماعتیں آپس میں راضی ہو گئیں اور صلح کر لی کہ غالب جماعت نے مغلوب

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب القطعی، جلد 10، صفحہ 225، (18925) حبیب الرحمٰن الاعظمی

جماعت کا جو آدمی قتل کیا ہے۔ اس کی دیت پچاس وسق ہوگی اور مغلوب جماعت نے غالب جماعت کا آدمی قتل کیا۔ اس کی دیت سو وسق ہوگی۔ وہ اسی طریقہ پر چل رہے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔ ابھی ان پر حضور ﷺ کا غلبہ نہیں ہوا تھا کہ دونوں جماعتیں کسی مسئلہ میں اکٹھی ہوئیں۔ کمزور جماعت اٹھی، کہا دو قبیلوں میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ دونوں کا دین ایک ہو، نسب ایک ہو، شہر ایک ہو اور ان کی دیت ایک دوسرے سے نصف ہو۔ ہم تمہیں یہ دیت تمہارے ظلم اور تمہارے خوف کی وجہ سے دیتے رہے ہیں۔ اب جب حضرت محمد ﷺ تشریف لے آئے ہیں تو ہم تمہیں یہ دیت نہ دیں گے۔ قریب تھا کہ ان کے درمیان جنگ بھڑک اٹھتی پھر وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنا ثالث بنا لیتے ہیں۔ غالب جماعت کو فکر لاحق ہوئی کہ اللہ کی قسم محمد ﷺ تو تمہیں اس سے دگنا لے کر نہیں دیں گے جو تم سے لے کر انہیں دیں گے۔ انہوں نے بات تو سچ کی ہے، وہ ہمیں ہمارے ظلم اور غلبہ کی وجہ سے ہی دیتے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سازش کی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو ان کا معاملہ اور ارادہ سب کچھ بتا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی نے دوسرے یہودی کو قتل کر دیا۔ انہوں نے اپنے مسلمان حلیفوں سے کہا حضرت محمد ﷺ سے پوچھو اگر وہ دیت کا فیصلہ کریں تو ہم انہیں حکم بنا لیں، اگر وہ قتل کا فیصلہ کریں تو ہم ان کے پاس نہ آئیں (2)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہودی علماء بیت المدارس میں جمع ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لا چکے تھے ایک یہودی نے شادی شدہ ہونے کے بعد ایک یہودن سے بدکاری کی تھی جبکہ عورت بھی شادی شدہ تھی۔ علماء نے کہا اس مرد اور عورت کو محمد ﷺ کے پاس بھیج دو، ان سے پوچھو کہ ان دونوں کے بارے میں کیا حکم ہے اور ان دونوں میں اسے فیصلہ کرنے کا اختیار دے دو، اگر وہ وہی فیصلہ کریں جو تم کرتے ہو یعنی زانی کے ہاتھ زمین پر رکھوائے اور چھال کی ایسی رسی سے کوڑے مارے جس کو تارکول سے رنگا گیا ہوتا ہے پھر ان کے چہرے سیاہ کرے پھر انہیں دو گدھوں پر بٹھائے اور ان کے منہ پچھلی جانب ہوں تو فیصلہ مان لینا کیونکہ وہ بادشاہ ہے اور قوم کا سردار ہے اگر وہ ان میں نفی کا فیصلہ کرے تو وہ نبی ہے تو اس سے بچو، کہیں تم سے وہ چیز نہ چھین لے جو تمہارے ہاتھوں میں ہے۔

وہ یہودی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی یہ آدمی جس نے شادی کے بعد ایک ایسی عورت سے بدکاری کی جو شادی شدہ تھی، ان کے درمیان فیصلہ کیجئے کیونکہ ہم نے ان میں فیصلہ کا اختیار آپ کو دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ چلے یہاں تک کہ بیت المدارس میں ان کے علماء کے پاس پہنچے۔ فرمایا اے یہودیوں کی جماعت اپنے علماء کو میرے پاس لاؤ۔ وہ عبد اللہ بن صوریا، یاسر بن اخطب اور وہب بن یہودا کو لے آئے، کہنے لگے یہ ہمارے علماء ہیں۔ رسول اللہ ﷺ

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 246، دار صادر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 278، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے ان سے سوال کیا پھران کا اس پر اتفاق ہوا کہ انہوں نے عبد اللہ بن صوریا کے بارے میں کہا یہ دوسروں سے تورات کا زیادہ علم رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے الگ گفتگو کی اور سوال کرنے میں سختی کی؟ فرمایا اے ابن صوریا میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل پر جو احسانات کیے ہیں وہ یاد دلاتا ہوں کیا تو یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں شادی شدہ بدکار کی سزا رجم مقرر فرمائی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم اے ابو القاسم یہ سب جانتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے لیکن وہ تجھ سے حسد کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے تشریف لے آئے۔ دونوں کے بارے میں حکم دیا تو دونوں کو مسجد کے دروازے کے پاس رجم کر دیا گیا۔ اس کے بعد ابن صوریا نے انکار کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا انکار کر دیا۔ تو یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، ابو داؤد، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے جسے رجم کیا وہ ایک یہودی تھا۔ یہودیوں میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے بدکاری کی۔ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا انہیں اس نبی کے پاس لے جاؤ کیونکہ یہ ایسا نبی ہے جسے احکام میں سہولت کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔ اگر اس نے ہمیں ایسا فتویٰ دیا جو رجم سے کم ہوگا تو ہم اسے قبول کرلیں گے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اس کے ذریعے سرخرو ہو جائیں گے اور ہم کہیں گے تیرے انبیاء میں سے ایک نبی کا فیصلہ تھا۔ وہ انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے جبکہ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے عرض کی اے ابو القاسم آپ کا کیا فیصلہ ہے۔ اس مرد اور عورت کے بارے میں جنہوں نے بدکاری کی۔ حضور ﷺ نے کوئی گفتگو نہ کی یہاں تک ان کے بیت المدارس میں تشریف لائے۔ دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ فرمایا میں تمہیں اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کو نازل فرمایا۔ جب شادی شدہ مرد بدکاری کرے تو تورات میں تم اس کا کیا حکم پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ان کے منہ سیاہ کیے جاتے ہیں ان کو تحبیہ کیا جاتا ہے اور اسے کوڑے مارے جاتے ہیں اور تحبیہ یہ ہے کہ دونوں بدکاروں کو گدھے پر سوار کیا جاتا ہے، ان کے منہ پیچھے کر دیے جاتے ہیں اور انہیں پھرایا جاتا ہے۔ ایک نوجوان خاموش رہا۔ جب نبی کریم ﷺ نے اسے خاموش دیکھا تو واسطہ دینے میں سختی کی۔ تو اس نوجوان نے کہا آپ نے ہمیں اللہ کا واسطہ دیا ہے ہم تورات میں اس کا حکم رجم پاتے ہیں پھر ایک آدمی نے دوسرے خاندان میں بدکاری کی۔ اس نے رجم کا ارادہ کیا تو اس کی قوم رکاوٹ بن گئی اور کہا ہم اپنے ساتھی کو اس وقت تک رجم نہیں کریں گے یہاں تک کہ تم اپنے ساتھی نہیں لاؤ گے اور اسے رجم نہیں کرو گے تو انہوں نے موجودہ سزا پر صلح کرلی نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں وہ فیصلہ کروں گا جو تورات میں ہے اور ان پر رجم کا فیصلہ فرمایا تو انہیں رجم کر دیا گیا۔ زہری نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی نبی کریم ﷺ ان انبیاء میں شامل ہیں (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 278 دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب الرجم والاحصان، جلد 7، صفحہ 316 (13330)، حبیب الرحمٰن الاعظمی

امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی، نحاس نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک یہودی گزرا جس کے منہ پر کالک ملی ہوئی تھی اور اسے کوڑے مارے گئے تھے حضور ﷺ نے پوچھا کیا تم اپنی کتاب میں بدکاری کی یہ حد پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔ حضور ﷺ نے ان کے علماء میں سے ایک آدمی کو بلایا فرمایا میں تجھے اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کو نازل فرمایا کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی یہی حد پاتے ہو؟ اس نے کہا نہیں اگر آپ مجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ نہ دیتے تو میں تمہیں یہ نہ بتاتا، ہم اپنی کتاب میں زانی کی حد رجم پاتے ہیں لیکن ہمارے معزز لوگوں میں یہ بیماری عام ہوگئی، جب ہم کسی معزز کو پکڑتے تو اسے چھوڑ دیتے، جب کسی کمزور کو پکڑتے تو اس پر حد جاری کر دیتے، تو ہم نے کہا آؤ ہم ایک ایسی سزا معین کریں جو معزز اور کمزور پر جاری کریں۔ تو ہم نے منہ کالا کرنے اور کوڑے مارنے پر اتفاق کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ اگر انہوں نے تیرے حکم کو ضائع کر دیا تھا۔ تو میں وہ پہلا شخص ہوں جو اسے زندہ کرے گا تو آپ ﷺ نے رجم کرنے کا حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے ایک مرد اور ایک عورت کا ذکر کیا جنہوں نے بدکاری کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم تورات میں کیا پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم انہیں ذلیل ورسوا کرتے ہیں اور انہیں کوڑے مارے جاتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام نے کہا تم نے جھوٹ بولا تورات میں تو رجم کی آیت ہے، تورات لے آؤ۔ انہوں نے اسے کھولا تو ایک نے اپنا ہاتھ رجم والی آیت پر رکھ دیا اور اس آیت کا ماقبل اور مابعد پڑھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا اپنا ہاتھ اٹھا۔ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو نیچے رجم والی آیت تھی۔ انہوں نے کہا یہ سچ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا تو انہیں رجم کر دیا گیا (2)۔

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق یہودی ہیں، ان میں سے ایک عورت نے بدکاری کی جبکہ تورات میں بدکاری کی سزا رجم تھی۔ انہوں نے اسے رجم کرنا ناپسند کیا اور کہا اسے حضرت محمد ﷺ کے پاس لے چلو، ممکن ہے اس کے ہاں رخصت ہو، اگر ان کے ہاں رخصت ہو تو قبول کر لینا۔ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی اے ابوالقاسم ہماری ایک عورت نے بدکاری کی ہے، اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تورات میں زانی کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا تورات میں جو کچھ ہے اسے چھوڑ دو بلکہ یہ بتاؤ تمہارے پاس اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس اس آدمی کو لے آؤ جو تورات سے زیادہ آگاہ ہو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا اس ذات کی قسم جس نے تمہیں فرعون کی قوم سے نجات دی، اس ذات کی قسم جس نے تمہارے لئے سمندر کو پکارا، تمہیں نجات دی اور فرعونیوں کو غرق کر دیا کیا تم مجھے یہ نہیں

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 286، دار صادر بیروت 2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب رجم الیہود، جلد 12-11، صفحہ 173 (1699)، بیروت

بتاؤ گے کہ تورات میں بدکار کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے جواب دیا اس کا حکم رجم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے رجم کا حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا(1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے الَّذِيْنَ هَادُوْا سے مراد مدینہ کے یہودی ہیں۔ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ سے مراد فدک کے یہودی ہیں۔ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ سے مراد فدک کے یہودی ہیں۔ يَقُوْلُوْنَ سے مراد مدینہ کے یہودی ہیں۔ هٰذَا سے مراد کوڑوں کی سزا ہے اور فَاحْذَرُوْا سے مراد رجم کی سزا کو چھوڑنا ہے(2)۔

امام حمیدی نے مسند میں، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل فدک میں سے ایک آدمی نے بدکاری کی۔ اہل فدک نے مدینہ طیبہ کے یہودیوں کو خط لکھا کہ حضرت محمد ﷺ سے اس بارے میں پوچھو، اگر تو وہ کوڑے مارنے کا حکم دیں تو اسے اپنا لو، اگر رجم کا حکم دیں تو اسے نہ اپناؤ۔ مدینہ طیبہ کے یہودیوں نے اس بارے میں حضور ﷺ سے پوچھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنے میں سے ایسے دو آدمی میرے پاس بھیجو جو تم میں سے زیادہ عالم ہوں۔ وہ ایک کانا اور دوسرا آدمی لائے۔ کانے کو ابن صوریا کہتے۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں سے پوچھا کیا تمہارے پاس تورات نہیں جس میں اللہ کا حکم ہے؟ دونوں نے کہا کیوں نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تجھے اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے بنو اسرائیل کے لئے سمندر کو پھاڑا، تم پر بادل سے سایہ کیا، تمہیں آل فرعون سے نجات دی، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی، بنو اسرائیل پر من وسلویٰ کو نازل فرمایا، تم رجم کے بارے میں کیا پاتے ہو؟ ایک نے دوسرے سے کہا مجھے تو کبھی اس قسم کا واسطہ نہیں دیا گیا۔ دونوں نے کہا ہم نظر لوٹانے کو، معانقہ کرنے اور بوسہ لینے کو بھی زنا پاتے ہیں۔ جب چار آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے مرد کو آغاز کرتے ہوئے اور دوبارہ داخل کرتے ہوئے یوں دیکھا ہے جیسے سلائی سرمہ دانی میں داخل کیا جاتا ہے تو رجم واجب ہو جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حکم اسی طرح ہے حضور ﷺ نے رجم کا حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی(3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان کا خیال ہے کہ وہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ تھے۔ محاصرہ کے دن بنو قریظہ نے ان سے مشورہ لیا تھا کہ ہمارے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے؟ تو انہوں نے یہ اشارہ کیا تھا کہ انہیں ذبح کر دیا جائے گا(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ هَادُوْا سے مراد ابوبسرہ اور اس کے ساتھی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ سے مراد خیبر کے یہودی ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہی یہودیوں کے چغل خور ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 284 داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ سنن ابوداؤد، باب رجم الیہودین، جلد 2، صفحہ 256، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 278

امام ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم نخعی سے کلمات کی تحریف کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنو اسرائیل کو فرماتا یابنی احباری تو وہ اسے یابنی ابکازی بنادیتے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مطلب ہے۔ ابراہیم عن کی جگہ من کا لفظ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ یہ آیت بنو قریظہ اور بنونضیر کے مقتولوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ بنو قریظہ کا ایک آدمی قتل ہوا جسے بنونضیر نے قتل کیا تھا۔ بنو نضیر جب بنو قریظہ کا کوئی آدمی قتل کردیتے تو قصاص نہ دیتے۔ وہ انہیں دیت دیتے کیونکہ وہ اپنے آپ کو بنو قریظہ پر فضیلت دیتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کریں تاکہ آپ فیصلہ فرمائیں۔ ایک منافق نے انہیں کہا تمہارا یہ مقتول جان بوجھ کر قتل کیا گیا ہے۔ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرو گے تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ تم پر قصاص کا فیصلہ نہ کردیں۔ اگر تو وہ تم سے دیت قبول کریں تو فبہا بصورت دیگر ان سے محتاط رہو۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر وہ تمہاری موافقت کریں تو ان کا حکم مان لو، اگر وہ تمہاری موافقت نہ کریں تو ان سے بچو۔ یہ یہودی منافقوں سے کہتے۔

امام ابن ابی حاتم، ابن منذر اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں الکلم سے مراد تورات میں حدود ہیں۔ وہ کہتے اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں اس بات کا حکم دیں تو اسے قبول کرلو، اگر وہ تمہاری مخالفت کریں تو اجتناب کرو۔ فتنہ سے مراد گمراہی ہے۔ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ سے مراد ہے یہ اسے اللہ کی پکڑ سے کوئی نفع نہ دے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں ان کی رسوائی سے مراد یہ ہے کہ جب اسلام مضبوط ہوگیا تو قسطنطنیہ فتح ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل کیا۔ یہی ان کی دنیا میں ذلت ورسوائی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ روم کے ملک میں ان کا شہر فتح ہوتا جس میں وہ قید کر لئے جاتے (1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیتے جبکہ وہ تہی دست ہوتے۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَ اِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾

''قبول کرنے والے ہیں جھوٹ کو بڑے حرام خور ہیں۔ تو اگر وہ آئیں آپ کے پاس تو چاہے فیصلہ فرمائیے ان کے درمیان یا منہ پھیر لیجئے ان سے (آپ کو اختیار ہے) اور اگر آپ منہ پھیر لیں ان سے تو نہ نقصان پہنچا سکیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 286، داراحیاء التراث العربی بیروت

گے آپ کو کچھ بھی اور اگر آپ فیصلہ کریں تو فیصلہ فرمایئے ان میں انصاف سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں سے''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فیصلہ کرنے میں رشوت لی اور ناحق فیصلہ کیا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ یہودیوں کے احکام ہیں، وہ جھوٹ کو قبول کرتے اور رشوت لیتے (2)۔

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سحت سے مراد دین میں رشوت ہے۔ سفیان نے کہا فیصلہ میں رشوت ہے(3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی کسی کے حق میں سفارش کرتا ہے تا کہ اس سے ظلم کو دور کرے یا اس پر اس کا حق لوٹائے اس کو ہدیہ پیش کیا جائے تو وہ قبول کرلے تو یہی سحت ہے۔ عرض کی گئی ہم تو سحت فیصلہ میں رشوت لینے کو کہتے ہیں حضرت عبداللہ نے کہا وہ تو کفر ہے پھر انہوں نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 44 پڑھی (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے سحت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ رشوت ہے۔ عرض کی گئی فیصلہ میں؟ فرمایا وہ تو کفر ہے پھر انہوں نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 44 پڑھی(5)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے سحت کے بارے میں پوچھا گیا کیا وہ فیصلہ میں رشوت ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ وہ تو فسق ہے جس طرح سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 45 میں ہے سحت یہ ہے۔ کہ کوئی آدمی ظلم کے خلاف تجھ سے مدد لے پھر وہ تجھے تحفہ دے جسے تو قبول کرلے تو یہ سحت ہے(6)۔

امام ابن منذر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ کے نزدیک فیصلہ میں رشوت ہی سحت ہے۔ فرمایا نہیں وہ تو کفر ہے بلکہ سحت یہ ہے کہ ایک آدمی کی بادشاہ کے نزدیک قدر و منزلت ہو اور کسی کو بادشاہ کے ہاں کوئی کام ہو تو وہ اس وقت تک کام نہ کرے جب تک اسے تحفہ نہ دیا جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حکام کی رشوت حرام ہے۔ یہی وہ سحت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 288، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 287 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 288
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 289

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر وہ گوشت جو سحت سے بنا تو وہ جہنم کا زیادہ مستحق ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ سحت کیا ہے؟ فرمایا فیصلہ میں رشوت (1)۔

عبد بن حمید نے زید بن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے سحت کے بارے میں پوچھا گیا انہوں نے فرمایا رشوت۔

امام عبد بن حمید نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے سحت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا یہ رشوت۔ عرض کی گئی فیصلہ میں فرمایا۔ وہ تو کفر ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے سحت کے دو دروازے ہیں جسے لوگ کھاتے ہیں۔ فیصلہ میں رشوت اور بدکارہ کا مہر (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سحت کے آٹھ دروازے ہیں: سب سے بڑی سحت حاکم کی رشوت، بدکارہ کی کمائی۔ نر کی جفتی کی مزدوری، مردار کی قیمت، شراب کی قیمت، کتے کی قیمت، حجام کی کمائی اور کاہن کی اجرت۔

امام عبدالرزاق نے طریف سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو لوگوں میں اجر کا حساب کر رہا تھا، ایک میں الفاظ یہ ہیں وہ لوگوں کے درمیان حصے تقسیم کر رہا تھا۔ حضرت علی نے اسے فرمایا تو سحت کھاتا ہے۔

امام فریابی اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سحت میں سے بدکارہ کا مہر، کتے کی قیمت مگر شکاری کتا اور فیصلہ میں جو چیز لی جائے۔

امام عبدالرزاق اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امراء کو دیے جانے والے تحائف سحت ہیں (3)۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھ چیزیں سحت میں شمار ہوتی ہیں: حاکم کی رشوت، یہ سب سے بڑی سحت ہے، کتے کی قیمت، نر کی جفتی کی اجرت، بدکارہ کا مہر، حجام کی کمائی اور کاہن کی اجرت (4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عمال کو دیے جانے والے تحائف سحت ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو اہل خیبر کی طرف بھیجا تو انہوں نے آپ کو (فردہ) ایک چادر پیش کی تو آپ نے فرمایا یہ سحت ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 289، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 287

3۔ مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 268 (6743) دار الفکر بیروت 4۔ مسند الفردوس جلد 2، صفحہ 327 (3486) دار العاز مکہ مکرمہ

امام عبدالرزاق، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے (1)۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت ثوبان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے، رشوت لینے والے اور درمیان میں واسطہ کرنے والے پر لعنت کی ہے (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی دس افراد کا ولی بنا پھر اس نے ان کے درمیان وہ فیصلے کئے جنہیں وہ لوگ پسند کرتے تھے یا ناپسند کرتے تھے اسے یوں لایا جائے گا کہ اس کا ہاتھ گردن سے جکڑا ہوگا، اگر اس نے عدل کیا، رشوت نہ لی اور نہ ہی ظلم کیا تو اللہ تعالیٰ اسے آزاد کر دے گا، اگر اس نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام سے مختلف فیصلہ کیا اس نے رشوت لی اور اس میں طرف داری کی تو اس کا بایاں ہاتھ دائیں کے ساتھ باندھ دیا جائے گا پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا وہ اس کی گہرائی تک پانچ سو سال میں بھی نہیں پہنچے گا (3)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے جو نبیذ کے ساتھ شراب کو، صدقہ کے ساتھ کمی کو، ہدیہ کے ساتھ سحت کو، موعظہ کے ساتھ قتل کو حلال جانیں گے وہ بری لوگوں کو قتل کریں گے تاکہ تمام لوگ ان کے لئے مسخر ہو جائیں، اس طرح وہ گناہ میں اضافہ کریں گے۔

امام خطیب تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ سحت میں سے یہ ہے حجام کی کمائی، کتے کی قیمت، بندر کی قیمت، خنزیر کی قیمت، شراب کی قیمت، مردار کی قیمت، خون کی قیمت، نر کی جفتی کی اجرت، نوحہ کرنے والی کی اجرت، مغنیہ کی اجرت، کاہن کی اجرت، جادوگر کی اجرت، قیافہ لگانے والے کی اجرت، درندوں کے چمڑوں کی اجرت، مردار کے چمڑوں کی اجرت تاہم جب ان کی دباغت کر لی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، مجسموں کی اجرت، سفارش کا ہدیہ اور غزوہ کا انعام۔

امام عبد بن حمید نے عبداللہ بن شقیق سے روایت نقل کی ہے کہ یہ روٹیاں جو معلم لیتے ہیں وہ بھی سحت میں سے ہے۔

امام ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ دو آیتیں اس سورت یعنی مائدہ سے منسوخ ہیں آیت قلائد اور یہ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا گیا تھا کہ چاہیں تو ان کے درمیان فیصلہ کریں چاہیں تو ان سے اعراض کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے احکام کی طرف پھیر دیا تو آیت وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ (المائدہ: 49) نازل ہوئی۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو ہماری کتاب میں ہے (4)۔

1۔ شعب الایمان جلد 4، صفحہ 390 (5502) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، (5503)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 116 (7069)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب ماجاء فی حد الذمیین، جلد 8، صفحہ 249

امام ابوعبید، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ کو اس آیت وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ (المائدہ:49) نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی قسم کا قول نقل کیا ہے۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ آیت جو سورۂ مائدہ میں ہے فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ رجم کے متعلق ہے (1)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 42 بنی نضیر اور بنی قریظہ کی دیت کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہوا یوں کہ بنی نضیر کو شرف حاصل تھا، وہ اپنے مقتولوں کی کامل دیت کا مطالبہ کرتے جب کہ بنی قریظہ نصف دیت کا مطالبہ کرتے چنانچہ اس بارے میں فیصلہ کرانے کے لئے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حق پر برانگیختہ کیا اور سب کے لئے دیت برابر کر دی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے (مدینہ طیبہ میں) بنوقریظہ اور بنونضیر دو قبیلے تھے۔ بنونضیر بنوقریظہ سے معزز تھے۔ جب بنونضیر کا کوئی آدمی بنوقریظہ کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو بنونضیر مقتول کی دیت سو وسق دیتے۔ جب بنوقریظہ کا کوئی آدمی بنونضیر کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو قاتل مقتول کے بدلے میں قتل کر دیا جاتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی تو بنونضیر کے ایک آدمی نے بنوقریظہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا بنوقریظہ نے کہا قاتل ہمارے حوالے کرو تا کہ ہم اسے قتل کریں۔ بنونضیر نے کہا ہمارے اور تمہارے درمیان ثالث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ آیت وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ نازل ہوئی۔ قسط سے مراد جان کے بدلے جان ہے پھر یہ آیت اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ (المائدہ:50) نازل ہوئی (3)۔

امام ابوالشیخ نے سدی سے آیت فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سہولت تھی چاہیں تو فیصلہ کریں چاہیں تو فیصلہ نہ کریں۔ پھر فرمایا وَ اِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْــًٔا اس حکم کو اس آیت وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ (المائدہ:49) نے منسوخ کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور نحاس نے ناسخ میں حضرت شعبی رحمہ اللہ سے اس ایت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر چاہیں تو فیصلہ فرمائیں چاہیں تو فیصلہ نہ کریں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے ابراہیم اور حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سب اہل کتاب مسلمان حکام کے پاس آئیں حاکم چاہے تو ان کے درمیان فیصلہ کر دے، چاہے تو اعراض کرے۔ اگر فیصلہ کرے تو اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 290، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 291 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 291

کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے اختیار ہوگا۔

امام عبد بن حمید نے ذمیوں کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ مسلمان حکام کے سامنے اپنے جھگڑے پیش کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کریں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذمی جب اپنے جھگڑے مسلمانوں کے سامنے پیش کریں تو حاکم مسلمانوں کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابوالشیخ اور بیہقی نے ابراہیم تیمی سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں قسط کا معنی رجم ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مالک رحمہ اللہ سے الْمُقْسِطِيْنَ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قول و عمل میں عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

امام عبدالرزاق نے آیت کی تفسیر میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ طریقہ یہی چلا آرہا ہے کہ ذمیوں کے حقوق اور میراث کے مسائل ان کے علماء کی طرف پھیرے جائیں مگر وہ کسی حد کے بارے میں خوشی سے آئیں تا کہ ان کا فیصلہ کیا جائے تو ان کے درمیان کتاب اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو فرماتا ہے: وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ

وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۟ؒ﴿۴۳﴾

"اور کیسے منصف بناتے ہیں آپ کو حالانکہ ان کے پاس تورات ہے، اس میں اللہ کا حکم ہے پھر وہ منہ پھیرتے ہیں (اس سے) اس کے بعد بھی اور نہیں ہیں وہ ایمان دار"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی گزرا جس کا چہرہ سیاہ کیا گیا تھا اور اسے کوڑے مارے گئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا اس نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا اس نے بدکاری کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے پوچھا تم اپنی کتاب میں بدکاری کی کیا سزا پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم اس کی سزا منہ کالا کرنا اور کوڑے مارنا پاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا تم میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو انہوں نے اپنے آدمیوں میں سے ایک کے سپرد کرنا چاہا، انہوں نے کہا فلاں۔ حضور ﷺ نے اسے بلا بھیجا اس سے پوچھا۔ اس نے کہا وہ تورات میں منہ کالا کرنا اور کوڑے مارنا سزا پاتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے اللہ کا واسطہ دیا کہ تم اپنی کتاب میں بدکاری کی حد کیا پاتے ہو؟ اس نے کہا رجم لیکن ہمارے روساء میں یہ چیز عام ہوگئی، اپنی قوم کی

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1480، دار الصمیعی الریاض

وجہ سے وہ اس سزا سے محفوظ ہو جاتے اور رجم کا فیصلہ ہمارے ضعیف لوگوں پر جاری ہو جاتا۔ ہم نے کہا ہم ایک ایسی چیز متعین کر لیتے ہیں۔ جو ان میں مناسب ہو یہاں تک کہ اس سزا میں سب برابر ہو جائیں تو ہم نے منہ کالا کرنا اور کوڑے مارنے کی سزا معین کر دی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ میں وہ پہلا شخص ہوں جو تیرے حکم کو زندہ کرے گا جبکہ انہوں نے اسے ضائع کر دیا ہے حضور ﷺ نے اس کا حکم دیا تو اس پر رجم کر دیا گیا۔ یہودی اس آدمی پر پل پڑے جس نے نبی کریم ﷺ کو بتایا تھا اور اسے گالیاں دیں۔ انہوں نے کہا اگر ہم جانتے ہوتے کہ تو یہ کہے گا تو ہم یہ نہ کہتے کہ تو زیادہ عالم ہے پھر وہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے لگے کہ جو کلام آپ پر نازل کیا گیا ہے اس میں بدکاری کی کیا حد ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ حکم اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو خبر دی کہ اس کا تورات میں یہ حکم ہے سورۂ مائدہ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنفَ بِالْأَنفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٤٥﴾۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ مقتول کے بارے میں جو باہم جھگڑا کر رہے ہیں اس کے بارے میں پوری وضاحت ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت کے لئے اس میں رجم، حضور ﷺ پر ایمان اور آپ کی تصدیق کا حکم ہے۔ اس وضاحت کے بعد وہ حق سے اعراض کرتے ہیں، یہ یہودی مومن نہیں۔

إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٤٤﴾

”بے شک اتاری ہم نے تورات اس میں ہدایت اور نور ہے حکم دیتے رہے اس کے مطابق انبیاء جو (ہمارے) فرماں بردار تھے یہودیوں کو اور (اسی کے مطابق حکم دیتے رہے) اللہ والے اور علماء اس واسطے کہ محافظ ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب کے اور وہ تھے اس پر گواہ۔ پس نہ ڈرا کرو لوگوں سے اور ڈرا کرو مجھ سے اور نہ بیچا کرو میری آیتوں کو تھوڑی سی قیمت سے اور جو فیصلہ نہ کرے اس (کتاب) کے مطابق جسے نازل فرمایا اللہ نے تو وہی لوگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 297، دار احیاء التراث العربی بیروت

کافر ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے مقاتل سے (ھدی ونور) کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس میں گمراہی سے ہدایت اور بے بصیرتی سے نور موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک انبیاء اسی کے مطابق فیصلہ کرتے رہے۔ وہ ان یہودیوں کے حق میں تھے یا ان کے خلاف تھے نیز صوفیاء اور علماء بھی تورات کے بارے میں فیصلے کرتے رہے۔ وہ فیصلہ رجم کا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کا تھا۔ وہ سب اس پر گواہ تھے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان اور رجم کے بارے میں فیصلہ کرنے سے لوگوں سے نہ ڈرو۔ وہ کہتے ہیں انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رجم کا معاملہ ظاہر کر دیا ہے بلکہ یہ چیزیں چھپانے میں مجھ سے ڈرو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الرَّبّٰنِيُّوْنَ سے مراد یہودیوں کے فقہاء اور احبار سے مراد ان کے علماء تھے۔ ہمارے سامنے یہ چیز ذکر کی گئی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم یہودیوں اور دوسرے اہل کتاب کے بارے میں فیصلے کریں گے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے انبیاء اسی کے مطابق فیصلہ کرتے رہے جو اس تورات میں حق موجود تھا(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ربانیون اور احبار سے مراد فقہاء اور علماء ہیں(3)۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے ربانیون سے مراد فقہاء علماء ہیں، ان کا درجہ احبار سے زیادہ تھا(4)۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ مروی ہے کہ ربانیون سے مراد یہود کے فقہاء اور احبار سے مراد علماء ہیں(5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہودیوں میں سے دو آدمی تھے جنہیں صوریا کے بیٹے کہا جاتا تھا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی مگر اسلام نہ لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے تورات کے متعلق جو بھی سوال کریں گے تو دونوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتائیں گے۔ ان میں سے ایک ربی اور دوسرا حبر تھا۔ معاملہ یہ تھا کہ جب شریف اور مسکین بدکاری کریں گے تو کیا حکم ہوگا اور انہوں نے اس میں کیسے تبدیلی کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یہاں نبیوں سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے اور ربانیون اور احبار سے مراد صوریا کے دونوں بیٹے ہیں(6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ربانیون سے مراد عالم فقہاء ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ربانیون سے مراد مومن اور احبار سے مراد قراء ہیں یہ ربانیون اور احبار اس امر پر گواہ تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کہا ہے وہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے وہ اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یہودی ان کے پاس آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا(7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 298، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 299
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 300
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 299
7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 301

امام ابن منذر اور حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ یہ خطاب حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے لئے ہے۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن عساکر نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم سفر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے۔ عرض کی گئی کہ راستہ میں ایک درندے نے لوگوں کو روک رکھا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سواری کو تیز کیا جب اس تک پہنچے تو سواری کو بٹھایا۔ اس درندے کا کان ملا اور اسے نیچے بٹھایا۔ فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے ابن آدم پر وہ ناراض ہوتا ہے جس کو ابن آدم خوف زدہ کرتا ہو، اگر ابن آدم اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے تو اللہ اس پر کوئی اور چیز مسلط نہیں کرتا، بعض لوگوں کی جانب سے معاملات انسانوں کے سپرد کر دیے جاتے ہیں۔ اگر ابن آدم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے امید نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے کسی اور کے سپرد نہ کرے گا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم لوگوں سے نہ ڈرو کہ تم اس چیز کو چھپانے لگے جو تمہاری طرف نازل کی گئی اور اسے چھپا کر تم تھوڑی سی قیمت نہ لو(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کہ میری کتاب پر سحت نہ کھاؤ(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے اس نے کفر کیا، جو اس کا اقرار کرے اور اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ ظالم و فاسق ہے(4)۔

امام سعید بن منصور، فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ سورۂ مائدہ کی آیات میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں، ظالم ہیں اور فاسق ہیں تو یہ کفر دوسرے کفر سے، یہ ظلم عام ظلم سے اور یہ فسق عام فسق سے مختلف ہے(5)۔

امام سعید بن منصور، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر، ظالم اور فاسق کا جو حکم نازل فرمایا ہے وہ یہودیوں کے ساتھ خاص ہے(6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ میں تین آیات هُمُ الْكٰفِرُوْنَ، هُمُ الظّٰلِمُوْنَ، هُمُ الْفٰسِقُوْنَ، اہل اسلام کا ان سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ کفار کے متعلق ہیں(7)۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 270، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 301، بیروت
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 308
5۔ مستدرک حاکم جلد 2، صفحہ 342 (3219) دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1485، دار الصمیعی الریاض
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 302

امام ابن جریر حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئیں (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیات بنو اسرائیل کے بارے میں نازل ہوئیں اور اس امت کے لئے بھی ان کو پسند کیا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئیں اور یہ ہم پر بھی واجب ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ میں تین آیات میں سے پہلی اس امت، دوسری یہودیوں اور تیسری نصاریٰ کے بارے میں ہے (4)۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے اس کتاب کے مطابق فیصلہ کیا جو اس نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھی اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کو چھوڑ دیا اور یہ گمان کیا کہ یہ وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو اس نے کفر کیا (5)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان آیات کا ان کے سامنے ذکر کیا گیا۔ ایک آدمی نے کہا یہ تو بنو اسرائیل کے بارے میں ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا بنو اسرائیل تمہارے کتنے اچھے بھائی ہیں کہ تمہارے لئے ہر میٹھی چیز اور ان کے لئے ہر کڑوی چیز ہے، خبردار! اللہ کی قسم۔ تم بھی انہیں کے راستہ پر برابر چل رہے ہو (6)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تم بھی کتنی اچھی قوم ہو جو میٹھی چیز ہو وہ تمہارے لئے اور جو کڑوی ہو وہ اہل کتاب کے لئے گویا آپ کی رائے تھی یہ آیات مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئیں۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہ کافر ہے۔ انہیں لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ ظالم ہے۔ کہا ہاں۔ لوگوں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں؟ کہا ہاں ٹھیک ہے یہی ان کا دین ہے، اسی کے مطابق وہ فیصلہ کرتے ہیں، اسی کے بارے میں وہ بات کرتے اور اسی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ جب اس میں سے کسی چیز کو وہ چھوڑتے تو وہ جانتے کہ یہ ان کی طرف سے ظلم ہے۔ یہ یہودیوں، نصرانیوں اور مشرکوں کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حکیم بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان سے سورۂ مائدہ میں موجود ان آیات کے بارے میں پوچھا گیا کہ ایک قوم کا خیال ہے کہ یہ آیات بنو اسرائیل کے بارے میں نازل ہوئیں ہمارے بارے میں نازل نہیں ہوئیں۔ انہوں نے کہا ان سے ماقبل اور مابعد آیات کو پڑھو۔ تو میں نے ان آیات کو پڑھا۔ فرمایا نہیں یہ ہمارے بارے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 302، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 307 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 306 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 304 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 303

میں نازل ہوئی ہیں۔میں مقسم سے ملا جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے۔میں نے ان سے ان آیات کے بارے میں پوچھا، میں نے کہا ایک قوم کا خیال ہے کہ یہ آیات بنواسرائیل کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ہمارے بارے میں نازل نہیں ہوئیں۔انہوں نے کہا یہ بنی اسرائیل پر نازل ہوئیں اور ہم پر نازل ہوئیں جوان پر اور ہم پر نازل ہوئیں وہ ہمارے لئے اور ان کے لئے ہیں۔پھر میں علی بن حسین کے پاس گیا۔میں نے ان سے ان آیات کے بارے میں پوچھا جو سورۂ مائدہ میں ہیں میں نے انہیں یہ بھی بتایا کہ میں نے ان کے بارے میں سعید بن جبیر اور مقسم سے بھی پوچھا ہے۔انہوں نے کہا مقسم نے کیا جواب دیا مقسم نے جو کہا تھا وہ میں نے بتایا۔انہوں نے کہا مقسم نے سچ کہا لیکن یہ کفر شرک والا کفر نہیں، یہ فسق شرک والا فسق نہیں اور ظلم شرک والا ظلم نہیں۔پھر میں سعید بن جبیر سے ملا اور علی نے جو کہا تھا وہ بتایا۔سعید بن جبیر نے اپنے بیٹے سے فرمایا تو نے یہ جواب کیسا پایا میں نے تو تیرے اور مقسم پر اس کی فضیلت پائی ہے۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عمر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اس جیسا آدمی نہیں دیکھا جو ان آیات کے بعد دو آدمیوں میں فیصلہ کرے(1)۔

حضرت سعید رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہا حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو قاضی بنایا گیا تو ایک آدمی انہیں حقیر جاننے لگا۔انہوں نے کہا مجھے حقیر جانتے ہو جبکہ مجھے اس گڑھے کے کنارے کھڑا کر دیا گیا ہے جس کی گہرائی عدن سے بھی دور ہے، اگر لوگ جان جاتے کہ قضاء میں کیا ہے تو اس سے اعراض کرنے اور اسے ناپسند کرنے کی وجہ سے بہت سے اموال کے عوض ذمہ داری لیتے، اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اذان میں کیا فضیلت ہے تو اذان میں رغبت اور حرص کی وجہ سے اسے اموال کے بدلہ میں حاصل کرتے۔

امام ابن سعد نے یزید بن موہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی نہ میں دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کروں گا اور نہ ہی دو آدمیوں کی امامت کروں گا، کہا میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا کیونکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ قاضی تین قسم کے ہیں (۱) وہ جو جہالت کی بناء پر فیصلہ کرتا ہے تو وہ جہنم میں ہوگا (۲) جس نے ظلم کیا۔خواہش نفس نے اسے مائل کر لیا وہ بھی جہنم میں ہوگا (۳) وہ جس نے کوشش کی اور درست فیصلہ کیا تو یہ اس کے لئے کفاف ہوگا یعنی نہ اس کو اجر ملے گا اور نہ ہی گناہ۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا باپ تو فیصلے کرتا تھا۔عرض کی میرے والد پر جب کوئی مشکل آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز مشکل ہوتی تو جبرئیل امین سے پوچھ لیتے مگر میں تو ایسا کوئی بھی نہیں پاتا جس سے میں پوچھوں کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے نہیں سنا مَنْ عَاذَ بِاللّٰهِ فَقَدْ عَاذَ بِمَعَاذٍ جس نے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہی تو اس نے ایسی ذات سے پناہ چاہی جو پناہ مانگے جانے کے لائق ہے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں۔تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی میں اس امر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے اپنا عامل بنائیں۔تو حضرت عمر رضی

1۔سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1488، دار الصمیعی الریاض

اللہ عنہ نے انہیں یہ ذمہ داری دینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا یہ بات کسی اور کو نہ بتانا (1)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت عبد العزیز بن ابورواد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بنو اسرائیل کے زمانہ میں ایک قاضی تھا وہ اپنے اجتہاد سے اس مقام پر پہنچا کہ اس نے اپنے رب سے یہ دعا کی کہ وہ اس کے اور اپنے درمیان ایک ایسی نشانی بنا دے کہ جب وہ حق کے مطابق فیصلہ کرے تو اسے پہچان جائے۔ تو اسے کہا گیا اپنے کمرہ میں داخل ہو پھر اپنا ہاتھ دیوار کے ساتھ لمبا کر پھر دیکھو کہ تیری انگلیاں دیوار میں کہاں تک پہنچتی ہیں، وہاں ایک خط لگا لے پھر جب تو مجلس قضاء سے اٹھے تو اس خط کی طرف جا، اپنے ہاتھ کو اس خط کی طرف لمبا کر، جب تو حق پر ہوگا تو تیرا ہاتھ خط تک پہنچ جائے گا، اگر تو حق میں کوتاہی کی ہوگی تو تیرا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچے گا۔ وہ صبح قضاء کے لئے جاتا جبکہ وہ مجتہد ہوتا، وہ حق کے مطابق ہی فیصلہ کرتا۔ جب وہ فارغ ہوتا تو نہ کوئی کھاتا اور نہ ہی کوئی چیز پیتا اور نہ ہی گھر والوں کے لئے کوئی چیز لاتا یہاں تک کہ اس خط کے پاس آتا جب اس تک پہنچ جاتا تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا اور اس چیز تک رسائی حاصل کرتا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے حلال کی ہوتی تھی، وہ گھر والے ہوں یا کھانے پینے کی چیز ہو۔ ایک روز وہ مجلس قضاء میں موجود تھا کہ دو آدمی ایک سواری کے ساتھ آئے۔ اس قاضی کے دل میں خیال گزرا کہ وہ اس کے پاس اپنا جھگڑا پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک اس کا اپنا دوست اور ساتھی تھا۔ محبت کی وجہ سے اس کے دل میں یہ بات آئی کہ حق دوست کا ہو اور وہ اپنے دوست کے حق میں فیصلہ کرے۔ جب ان دونوں نے بات کی تو حق اس کے دوست کے خلاف ہوا اور اس نے اپنے دوست کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ جب وہ مجلس قضاء سے اٹھا تو وہ اس خط کی طرف گیا جس طرح ہر روز جاتا تھا۔ اپنا ہاتھ خط کی طرف لمبا کیا تو خط دور چلا گیا۔ وہ چھت کے قریب پہنچا تھا۔ اس قاضی کا ہاتھ خط تک نہیں پہنچ رہا تھا۔ وہ سجدہ میں گر گیا۔ وہ کہہ رہا تھا اے میرے رب یہ وہ چیز تھی جس کو میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا۔ اسے کہا گیا کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل کے ظلم پر آگاہ نہیں ہے۔ جب تو نے یہ پسند کیا کہ حق تیرے دوست کے لئے ہو تو تو اس کے حق میں فیصلہ کرے تو نے ارادہ کیا اور اسے پسند کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے حق اس کے مستحق کی طرف پھیر دیا جبکہ تو اسے ناپسند کرتا تھا (2)۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت لیث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دو جھگڑا کرنے والے حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں اس حال پر رہنے دیا۔ وہ پھر آئے تو آپ نے دونوں میں فیصلہ کر دیا۔ اس بارے میں آپ سے گزارش کی گئی تو آپ نے فرمایا وہ دونوں میرے پاس حاضر ہوئے تو میں نے ایک آدمی کے حق میں وہ جذبہ پایا جو دوسرے کے حق میں نہ تھا۔ تو میں نے یہ ناپسند کیا کہ میں ان کے درمیان فیصلہ کروں۔ وہ پھر آئے تو میں نے کچھ وہی جذبہ پایا تو میں نے اسے ناپسند کیا۔ وہ پھر آئے جبکہ وہ خیال جا چکا تھا تو میں نے دونوں کے درمیان فیصلہ کر دیا (3)۔

وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 4، صفحہ 146، دار صادر بیروت 2۔ نوادر الاصول، صفحہ 186، بیروت 3۔ ایضاً، صفحہ 187

بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

''اور ہم نے لکھ دیا تھا یہود کے لئے تورات میں (یہ حکم) کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے لئے قصاص۔ تو جو شخص معاف کر دے بدلہ تو یہ معافی کفارہ بن جائے گی اس کے گناہوں کا اور جو فیصلہ نہ کرے اس (کتاب) کے مطابق جسے اتارا اللہ نے تو وہی لوگ ظالم ہیں''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قریظہ نے یہ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے رجم کا فیصلہ کیا ہے جبکہ وہ اپنی کتابوں میں اسے مخفی رکھتے تھے۔ تو قریظہ اٹھے، عرض کی اے محمد ﷺ ہمارے اور ہمارے بنو نضیر بھائیوں کے درمیان فیصلہ کر دیجئے جبکہ حضور ﷺ کی آمد سے پہلے ان کے درمیان ایک قتل کا جھگڑا چل رہا تھا۔ بنونضیر بنوقریظہ کو اپنی دیتوں سے نصف دیت دیتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا قرظی کا خون نضیری کے خون کے برابر ہے۔ تو بنونضیر ناراض ہو گئے اور کہا ہم رجم کے معاملہ میں بھی آپ کی اطاعت نہیں کرتے بلکہ ہم انہیں حدود کو جاری کریں گے جس پر ہم ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ (المائدہ:50) اور یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فیہا میں ھا ضمیر سے مراد تورات ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ تورات میں ان پر فرض کیا گیا ہے، وہ آزاد کو غلام کے بدلے قتل کرتے تھے اور کہتے ہم پر فرض کیا گیا ہے کہ نفس کے بدلے نفس ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل پر یہ فرض کیا گیا ہے یہ آیات ہمارے لئے اور ان کے لئے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا یہ حکم ان کے لئے خاص ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ یہ ان پر اور تمام لوگوں کے لئے عام ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فیہا میں ھا ضمیر سے مراد تورات ہے کہ یہ جیسے تم سنتے ہو اہل کتاب کے بارے میں اس وقت نازل ہوا جب انہوں نے کتاب اللہ کو پس پشت ڈالا، اللہ تعالیٰ کی حدود کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 309، دار احیاء التراث العربی بیروت

معطل کیا، اس کی کتاب کو چھوڑ دیا اور اس کے رسولوں کو قتل کیا۔

امام عبدالرزاق حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے اپنے غلام کو قتل کیا ہم اسے قتل کریں گے جس نے اس کا عضو کاٹا ہم اس کا عضو کاٹیں گے، لوگوں نے بات دہرائی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا ہے اور یہ آیت پڑھی اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ (1)

امام بیہقی نے سنن میں حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عورت کے بدلہ میں مرد سے قصاص لیا گیا اور ان زخموں میں بھی قصاص لیا گیا جو مرد نے جان بوجھ کر لگائے تھے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرد جب عورت کو قتل کر دے تو مرد کو عورت کے عوض قتل کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ (المائدہ:45)۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں یہ روایت نقل کی ہے کہ نفس کو نفس کے بدلے قتل کیا جائے گا، آنکھ کو آنکھ کے بدلے پھوڑا جائے گا، کان کو کان کے بدلے کاٹا جائے گا، دانت کو دانت کے بدلے اکھاڑا جائے گا اور زخموں کا قصاص زخموں سے لیا جائے گا، جس نے اسے معاف کر دیا یہ مطلوب کا کفارہ ہو جائے گا (4)۔

امام احمد، ابو داؤد، امام ترمذی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت میں نفس کو منصوب اور عین اور مابعد الفاظ کو مرفوع پڑھا ہے (5)۔

امام ابن سعد، امام احمد، امام بخاری، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ ربیع نے ایک بچی کے دو دانت توڑ دیے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس بچی کے بھائی انس بن نضر نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فلانہ کے دو دانت توڑ دیے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے انس اللہ کا حکم تو قصاص ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ زخموں میں قصاص واجب ہے، امام کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ زیادتی کرنے والے کو مارے یا اسے قید کر دے۔ یہ قصاص کا حکم اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھول کی صورت میں نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو کوڑے مارنے اور قید کرنے کا حکم دے دیتا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ میں قول نقل کیا ہے۔

ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مجروح کا کفارہ ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے صدقہ کیا یہ اس کا کفارہ ہے۔

1۔ سنن نسائی، باب القود من السید للمولی، جلد 8، صفحہ 21، القاہرہ   2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 27، دار الفکر بیروت   3۔ ایضاً

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 310، بیروت   5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 257 (2927)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 961 (2556) دار ابن کثیر دمشق   7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 312، بیروت

امام ابن مردویہ نے ایک انصاری سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی جس کا دانت توڑ دیا جاتا ہے یا جس کے ہاتھ کاٹ دیے جاتے ہیں یا کوئی اور حصہ کاٹ دیا جاتا ہے یا اس کے بدن میں کوئی زخم لگایا جاتا ہے تو وہ زخمی زیادتی کرنے والے کو معاف کر دیتا ہے تو اس زخمی سے اسی مقدار میں خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اگر اس زخم کی دیت چوتھائی دیت بنتی ہے تو اس کی چوتھائی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اگر دیت تیسرا حصہ بنتی ہے تو تیسرا حصہ کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اگر مکمل دیت بنتی ہے تو اسی طرح (تمام) خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔

امام دیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی کا دانت توڑ دیا گیا یا اس کا جسم زخمی کر دیا گیا تو زخمی آدمی اسے معاف کر دیتا ہے تو جسم کے زخموں کے حساب سے اس کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اگر نصف دیت ہو تو نصف خطائیں۔ اگر چوتھائی دیت ہو تو چوتھائی خطائیں، اگر دیت کا تیسرا حصہ ہو تو تیسرا حصہ، اگر مکمل دیت لازم ہوتی ہو تو تمام خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاویہ کے دور میں ایک آدمی نے دوسرے آدمی کا منہ پھوڑ دیا۔ زیادتی کرنے والے نے دیت دی مگر لوگوں نے قصاص کا مطالبہ کیا۔ اس نے دو دیتیں دیں۔ اس نے لینے سے انکار کیا۔ زیادتی کرنے والے نے تین دیتیں دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک نے کہا جس نے مکمل یا کچھ قصاص کو معاف کر دیا تو اس کی پیدائش سے لے کر موت تک اس کے اعمال کا کفارہ ہو جائے گا (2)۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ اور ابن جریر نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قریشی نے ایک انصاری کا دانت توڑ دیا تو انصاری نے قریشی کے خلاف سزا کا مطالبہ کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اسے راضی کروں گا۔ انصاری نے سزا کا اصرار کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے ساتھی سے نرمی کرو جبکہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جب مسلمان کے جسم کو کوئی گزند پہنچے تو وہ اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس سے غلطی کو معاف کر دیتا ہے۔ انصاری نے کہا میں نے اس کی غلطی کو معاف کر دیا (3)۔

امام دیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ انسان جس کا دانت توڑ دیا جائے اور اس کے جسم میں زخم لگایا جائے تو وہ معاف کر دے تو اس آدمی کی اتنی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں جس قدر وہ اپنے جسم کے زخم کو معاف کرتا ہے۔ اگر اس زخم کی وجہ سے نصف دیت لازم ہوتی تھی تو اس کی نصف خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اگر چوتھائی دیت لازم ہوتی تھی تو اس کی چوتھائی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اگر کل دیت کا تیسرا حصہ لازم

1۔ مسند الفردوس، جلد 3، صفحہ 153 (4416) دار الباز مکہ مکرمہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 313، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 311

ہوتا تھا تو خطاؤں کا تیسرا حصہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ اگر مکمل دیت لازم ہوتی تھی تو تمام خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں (1)۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ اور ابن جریر نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس مسلمان کے جسم کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کے بدلہ میں غلطی معاف کر دیتا ہے۔ انصاری نے کہا میں نے اسے معاف کر دیا (2)۔

امام احمد نے اور نسائی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس آدمی کے جسم میں زخم لگایا جاتا ہے تو وہ اسے معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسی قدر اس کی غلطیاں معاف کر دیتا ہے (3)۔

امام احمد نے ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ جس کے جسم کو تکلیف پہنچائی گئی تو اس نے معاف کر دیا تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت یونس بن ابی اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجاہد نے ابو اسحاق سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو ابو اسحاق نے کہا اس سے مراد وہ ہے جو معاف کرتا ہے۔ مجاہد نے کہا نہیں بلکہ وہ ہے جس نے زخمی کیا اور گناہ کا ارتکاب کیا (4)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ زیادتی کرنے والے کا کفارہ ہے اور معاف کرنے والے کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد و ابراہیم رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ زخمی کرنے والے کا کفارہ ہے اور معاف کرنے والے کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد اور حضرت ابراہیم رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ زخمی کرنے والے کا کفارہ ہے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ معاف کرنے والے کے لئے کفارہ ہے (8)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے زخمی کیا اور زخمی کرنے والے کو معاف کر دیا گیا تو اب زخمی کرنے والے پر کوئی گرفت نہ ہوگی، نہ قصاص، نہ دیت اور نہ ہی زخم کی سزا کیونکہ اسے اس نے معاف کر دیا ہے جس کو زخمی کیا گیا تھا اس نے جو ظلم کیا تھا۔ یہ معافی اس کا کفارہ ہو جائے گی (9)۔

1۔ مسند الفردوس، جلد 3، صفحہ 153 (4416)، دار الباز مکہ مکرمہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 311
3۔ مجمع الزوائد، باب ماجاء فی العفو عن الجانی والقاتل، جلد 6، صفحہ 473،
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 312
5۔ ایضاً۔ جلد 6، صفحہ 313
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 462 (27988)
7۔ ایضاً، (27987)
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 313
9۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 314

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے قصاص کو معاف کیا اس کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔

وَ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ ۙ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَ لْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾

''اور ہم نے پیچھے بھیجا ان کے نقش قدم پر عیسیٰ بن مریم کو تصدیق کرنے والا جو اس کے سامنے موجود تھا یعنی تورات اور ہم نے دی اسے انجیل اس میں ہدایت اور نور تھا اور تصدیق کرنے والی تھی جو اس سے پہلے تھا یعنی تورات اور (یہ انجیل) ہدایت اور نصیحت تھی پرہیز گاروں کے لئے۔ اور ضرور فیصلہ کیا کریں انجیل والے اس کے مطابق جو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس میں اور جو فیصلہ نہ کریں اس کے مطابق جسے اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے تو وہ لوگ فاسق ہیں''۔

حضرت ابوالشیخ نے وَ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے پوچھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا ہم نے انبیاء کے بعد مبعوث کیا۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عدی بن زید کا شعر نہیں سنا۔

يَوْمَ قَفَتْ عِيْرُهُمْ مِنْ عِيْرِنَا وَاحتمال الحی فی الصبح فلق

جس روز اس کے اونٹ ہمارے اونٹوں کے پیچھے چلے جبکہ صبح کے وقت قبیلہ کی مصیبت پھٹنا تھا۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے وَ لْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ کا یہاں فاسقون کا معنی کاذبون ہے۔ ابن زید نے کہا قرآن حکیم میں جہاں بھی فاسق کا لفظ آیا ہے اس سے مراد جھوٹا ہے، بہت ہی کم کسی دوسرے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت کیا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ (الحجرات: 6) اس میں فاسق سے مراد جھوٹا ہے۔ یہاں بھی فاسق سے مراد جھوٹا ہے (1)۔

وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 317، داراحیاء التراث العربی بیروت

مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۸﴾

”اور (اے حبیب) اتاری ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب (قرآن) سچائی کے ساتھ تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے (آسمانی) کتاب ہے اور (یہ قرآن) محافظ ہے اس پر تو آپ فیصلہ فرمادیں ان کے درمیان اس سے جو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور آپ نہ پیروی کریں ان کی خواہشات کی اس حق کو چھوڑ کر جو آپ کے پاس آیا ہے۔ ہر ایک کے لئے بنائی ہے ہم نے تم میں سے ایک شریعت اور عمل کی راہ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو بنا دیتا تم (سب کو) ایک ہی امت لیکن آزمانا چاہتا ہے تمہیں اس چیز میں جو اس نے دی ہے تم کو تو آگے بڑھنے کی کوشش کرو نیکیوں میں۔ اللہ کی طرف ہی لوٹ آنا ہے تم سب نے پھر وہ آگاہ کرے گا تمہیں جن باتوں میں تم جھگڑا کرتے تھے“۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان اہل کتاب کے اعمال کے بارے میں بتایا جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں اور یہ بھی بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلہ کرتے تھے تو اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں کو بلیغ ترین نصیحت فرمائی۔ پس اسے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جو بھی حکم (فیصلہ) میں سے کسی چیز کا ذمہ دار بنے تو وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ عمل کے سوا اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان جو فیصلہ ہو چکا ہے اس کے بغیر بندوں کو نہ کوئی خیر دے سکتا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی تکلیف دور کر سکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور مومنوں کو اہل کتاب کے کردار اور ظلم کو بیان کر دیا تو فرمایا وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ۔ لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ سے مراد وہ کتابیں ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ کا معنی ہے کہ یہ ان پر امین ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ مھیمن کا معنی امین ہے اور قرآن حکیم سابقہ تمام کتابوں پر امین ہے (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے یہ تورات و انجیل پر امین ہے، یہ ان پر غالب ہے، وہ اس پر غالب نہیں۔ یہ بھی کہا علیہ میں ضمیر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 318، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 319

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ قرآن حکیم پر امین ہیں اور مھیمن سے مراد ماقبل کتب پر گواہ ہے(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مُهَيْمِنًا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ یہ ماقبل کتابوں پر گواہ ہے(2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابوروق رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ اس کی مخلوق کے اعمال پر گواہ ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ سے مراد اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں(3)۔

امام عبد بن حمید، سعید بن منصور، فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا کا معنی راستہ اور سنت لیا ہے(4)۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا کے بارے میں بتایئے فرمایا شرعۃ کا معنی دین او منہاج کا معنی راستہ ہے۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کا یہ قول نہیں سنا۔

لَقَدْ نَطَقَ الْمَامُوْنُ بِالصِّدْقِ وَالْهُدٰی وَبَیَّنَ لَنَا الْاِسْلَامَ دِیْنًا وَ مِنْهَاجًا

مامون نے سچی اور ہدایت کی بات کی اور اس نے ہمارے لئے اسلام کو بطور دین اور واضح راستہ کے بیان کیا۔

شاعر نے یہاں مامون سے حضور ﷺ کی ذات مراد لی ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دین تو ایک ہے اور شریعتیں مختلف ہیں(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منہاج کا معنی سبیل ہے سنن مختلف ہیں تورات کی شریعت ہے۔ انجیل کی شریعت ہے جو اس کی اطاعت کرتا ہے، وہ اس سے مختلف ہے جو اس کی نافرمانی کرتا ہے لیکن وہ دین واحد جس کے سوا کوئی اور قبول نہیں وہ توحید و اخلاص ہے جسے تمام رسول لائے ہیں(6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن کثیر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ماآتاکم سے مراد کتابیں ہیں(7)۔

وَ اَنِ احْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا یُرِیْدُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 20-319، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 318
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 321
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 324
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 322
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 325

اللّٰہُ اَنْ یُّصِیْبَہُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِہِمْ ؕ وَ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾

”اور یہ کہ فیصلہ فرمائیں آپ ان کے درمیان اس کے مطابق جو نازل فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے اور نہ پیروی کریں ان کی خواہشات کی اور آپ ہوشیار رہیں ان سے کہ کہیں برگشتہ نہ کر دیں آپ کو اس کے کچھ حصہ سے جو اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف اور اگر وہ منہ پھیرلیں تو جان لو کہ بے شک ارادہ کرلیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ سزا دے انہیں ان کے بعض گناہوں کی اور بے شک بہت سے لگ نافرمان ہیں“۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کعب بن اسد، عبد اللہ بن صوریا اور شاسی بن قیس نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلتے ہیں۔ شاید ہم اسے اس کے دین میں فتنہ میں ڈال دیں یہ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا اے محمد تو خوب جانتا ہے کہ ہم یہودیوں کے علماء، اشراف اور سادات ہیں۔ اگر ہم نے آپ کی اتباع کرلی تو یہودی ہماری اتباع کریں گے اور ہماری مخالفت نہ کریں گے۔ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان جھگڑا ہے۔ ہم آپ کو ثالث بنائیں گے۔ ان کے خلاف ہمارے حق میں فیصلہ کرنا۔ ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اہل کتاب کے درمیان فیصلہ کریں جبکہ پہلے یہ رخصت دی ہوئی تھی کہ اگر چاہیں تو ان سے اعراض کریں۔ اس آیت نے ماقبل حکم کو منسوخ کر دیا۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سورت سے یہ آیت فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ منسوخ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ حکم دیا کہ جو کچھ کتاب اللہ میں ہے اس کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔

امام ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا کہ اہل کتاب کے درمیان فیصلہ فرمائیں، اس سے ماقبل آیت 42 کو منسوخ کر دیا۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب اللہ کے نام کی قسم اٹھاتے جبکہ وہ یہ حکم دیتا ہے کہ اہل کتاب کے درمیان اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرو۔

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِیَّةِ یَبْغُوْنَ ؕ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

”تو کیا وہ جاہلیت کے زمانہ کے فیصلے چاہتے ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ سے بہتر کس کا حکم ہو سکتا ہے اس قوم کے نزدیک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 325، دار احیاء التراث العربی بیروت

جو یقین رکھتی ہے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جاہلیت کا حکم چاہنے والوں سے مراد یہودی ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ یہودیوں کے مقتول کے بارے میں ہے کیونکہ دور جاہلیت میں شدید کمزور کو اور غالب ذلیل کو کہا جاتا۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے مبغوض وہ شخص ہے جو دور اسلام میں جاہلیت کا طریقہ اپناتا ہے اور ناحق کسی آدمی کی تلاش کرتا ہے تاکہ اس کا خون بہائے (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکم دو ہیں اللہ کا حکم اور جاہلیت کا حکم پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جاہلیت کو عالمیت کہا جاتا یہاں تک کہ ایک عورت آئی، اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاہلیت میں یہ یہ ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے ذکر کو نازل فرمایا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾

''اے ایمان والو! نہ بناؤ یہود اور نصاریٰ کو (اپنا) دوست (و مددگار) وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جس نے دوست بنایا انہیں تم میں سے سو وہ انہیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے عبادہ بن ولید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا جب بنو قینقاع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی تو عبد اللہ بن سلول نے ان کے ساتھ وابستگی کا اظہار کیا اور ان کے ساتھ کھڑا ہوا جبکہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے گئے اور ان کی حمایت سے برأت کا اظہار کیا اور اللہ اور اس کے رسول کی حمایت کی بنی عوف بن خزرج کے ایک آدمی کا ان کے ساتھ ایسا ہی معاہدہ تھا جیسا معاہدہ عبد اللہ بن ابی کا تھا۔ اس نے کہا میں اللہ، اس کے رسول اور مومنوں سے دوستی کرتا ہوں۔ ان کفار کی دوستی اور حمایت سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں برأت کا اظہار

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 327، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب من طلب دم امری بغیر حق، جلد 6، صفحہ 2523 (6488) دار ابن کثیر دمشق

کرتا ہوں۔اس صحابی اور عبداللہ کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا میرے اور بنوقریظہ اور بنونضیر کے درمیان معاہدہ ہے مجھے حادثات زمانہ کا خوف رہتا ہے تو وہ کافر ہوکر مرتد ہوگیا۔حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا میں بنوقریظہ اور بنونضیر کی دوستی سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں اور اللہ، اس کے رسول اور مومنین کو دوست بناتا ہوں۔تو یہ آیات نازل ہوئیں جن کے دلوں میں مرض ہے، سے مراد عبداللہ بن ابی ہے اور الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے مراد حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبادہ بن ولید رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔جب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کی خدمت میں یہودیوں کے ساتھ معاہدہ سے برأت کا اظہار کیا اور ان کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں سے دوستی کی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عطیہ بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو بنوحارث بن خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں میں سے میرے بے شمار دوست ہیں یہودیوں کی دوست سے میں اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں اور اللہ اور اس کے رسول سے دوستی کرتا ہوں۔عبداللہ بن ابی نے کہا میں تو ایسا آدمی ہوں جسے حادثات زمانہ کا خوف رہتا ہے، میں تو اپنے دوستوں سے دوستی کو نہیں چھوڑ سکتا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ابی سے فرمایا اے ابوحباب بتا تو سہی وہ کیا بات ہے جس کے باعث تو نے عبادہ بن صامت کے برعکس یہودیوں کی دوستی کو ترجیح دی ہے، وہ تجھے تو ملی ہے عبادہ کو نہیں ملی فرمایا پھر آگے بڑھو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب احد کا واقعہ ہوا تو لوگوں میں سے ایک جماعت پر بڑا مشکل وقت آیا انہیں خوف ہوا کہ کفار ان پر غالب آجائیں گے تو ایک آدمی نے اپنے ساتھی سے کہا میں تو فلاں یہودی کے پاس چلا جاتا ہوں اس سے امان لیتا ہوں اور اس کے ساتھ یہودی بن جاتا ہوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ یہودیوں پر بھی احوال بدل نہ جائیں۔دوسرے نے کہا میں تو شام کے علاقہ میں فلاں نصرانی کے پاس چلا جاتا ہوں اس سے امان لیتا ہوں اور اس کے ساتھ نصرانی ہو جاتا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں حکم نازل فرمایا اور ان دونوں کو منع کیا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت بنوقریظہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے دھوکہ دیا اور ایک خط کے ذریعے اس وعدہ کو توڑ دیا جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان تھا جو خط انہوں نے ابوسفیان بن حرب کی طرف لکھا تھا۔اس میں انہوں نے ابوسفیان اور قریش کو دعوت دی تھی کہ وہ ان کے قلعوں میں

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 329، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ایضاً، جلد 6، صفحہ 328 3۔ایضاً، جلد 6، صفحہ 329

داخل ہو جائیں۔ نبی کریم ﷺ نے ابولبابہ بن عبدالمنذر رکوان کی طرف بھیجا کہ انہیں ان کے قلعوں سے نیچے اترنے کا کہے۔ جب نیچے آنے میں انہوں نے ابولبابہ کی اطاعت کی تو ابولبابہ نے ذبح کا حلق کی طرف اشارہ کیا (1) حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نصاری رضی اللہ عنہ اور اہل شام کے ساتھ خط و کتابت کرتے۔

مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ حضور ﷺ کے کچھ صحابہ فاقہ اور بدحالی کا خوف رکھتے اور بنوقریظہ اور بنونضیر کے یہودیوں کے ساتھ عہد و پیمان کرتے اور نبی کریم ﷺ کی خبریں ان تک پہنچاتے اور ان سے قرض اور نفع کا مطالبہ کرتے تو انہیں ایسا کرنے سے منع کیا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنوتغلب کے ذبیحہ کھاؤ اور ان کی عورتوں سے شادی کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر یہ آیت پڑھی اگر یہ ولدیت کے اعتبار سے ان میں سے نہ ہوتے تو یہ ان میں سے ہوتے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم ذبائح میں ہے جو آدمی کسی قوم کے دین میں داخل ہوتا ہے تو ان میں سے ہو جاتا ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عیاض رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ایک سال میں انہوں نے جو لیا اور جو دیا وہ پیش کریں آپ کا سیکرٹری نصرانی تھا۔ آپ کی خدمت میں وہ گوشوارہ پیش کیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیکھ کر خوش ہوئے، فرمایا یہ تو بہت اچھا ہے کیا تو مسجد میں ہمارے لئے وہ خط پڑھے گا جو شام سے آیا ہے تو اس نے کہا وہ مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا اسے جنابت لاحق ہے اس نے نہیں بلکہ وہ نصرانی ہے۔ آپ نے مجھے جھڑکا اور میری ران پر مارا، فرمایا اسے نکالو پھر یہ آیت پڑھی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو اس چیز سے بچنا چاہیے کہ وہ یہودی نصرانی ہو جائے جبکہ اسے احساس ہی نہ ہو۔

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ۭ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝٥٢ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۭ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝٥٣

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 329، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 331 3۔ ایضاً

''سو آپ دیکھتے ہیں ان لوگوں کو جن کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے کہ دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں یہود و نصاریٰ کی طرف۔ کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم پر کوئی گردش نہ آ جائے۔ وہ وقت دور نہیں جب اللہ تعالیٰ (تمہیں) دے دے فتح کامل یا (ظاہر کر دے کامیابی کی) کوئی بات اپنی طرف سے تو پھر ہو جائیں گے اس پر جو انہوں نے چھپا رکھا تھا اپنے دلوں میں نادم۔ اور (اس وقت) کہیں گے ایمان والے کہ کیا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے قسمیں اٹھائی تھیں اللہ کی سخت سے سخت کہ وہ یقیناً تمہارے ساتھ ہیں۔ اکارت گئے ان کے اعمال اور ہو گئے وہ (سراسر) نقصان اٹھانے والے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ سے مراد عبداللہ بن ابی جیسے لوگ ہیں جو ان سے دوستی میں جلدی کرتے ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں جو یہودیوں سے نرمی کرنے اور ان کی طرف سے جھگڑنے میں جلدی کرتے ہیں اور اپنے بچوں کو ان کے ہاں دودھ پلاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر ہے کہ کبھی حالات یہودیوں کے حق میں ہوں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں پر فتح دے دے یا منافقوں کے بارے میں کوئی خاص حکم ہو تو یہ منافق جو یہودیوں کے بارے میں اپنے دلوں میں جو محبت چھپائے ہوئے تھے اس پر شرمندہ ہوں (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّرَضٌ سے مراد شک ہے۔ دَآىِٕرَةٌ سے مراد ہے کہ مشرکوں کو مسلمان پر غلبہ ہو جائے۔ بِالْفَتْحِ سے مراد فتح مکہ ہے۔ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ سے مراد جزیہ ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منافقوں میں سے کچھ لوگ یہودیوں سے محبت رکھتے اور مومنوں کی بجائے یہودیوں کے لئے اخلاص کا مظاہرہ کرتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ بِالْفَتْحِ سے مراد قضاء ہے (4)۔

امام ابن سعد، سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو یوں قرأت کرتے ہوئے سنا فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ مِنْ مَوَادَتِهِمُ الْيَهُوْدَ وَمِنْ غَبِّهِمُ الْاِسْلَامَ وَاَهْلَهٗ نَادِمِيْنَ۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ابن زبیر کو یوں قرآت کرتے ہوئے سنا فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحَ الْفُسَّاقُ عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ عمر نے کہا میں نہیں جانتا کہ یہ ان کی قرأت تھی یا ان کی طرف سے تفسیر تھی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 332، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 34-332

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 34-333 4 ایضاً

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىِٕمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾

''اے ایمان والو! جو پھر گیا تم میں سے اپنے دین سے (تو اس کی بدنصیبی) سو عنقریب لے آئے گا اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم محبت کرتا ہے اللہ ان سے اور وہ محبت کرتے ہیں اس سے، جو نرم ہوں گے ایمان داروں کے لئے بہت سخت ہوں گے کافروں پر جہاد کریں گے، اللہ کی راہ میں اور نہ ڈریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے۔ یہ (محض) اللہ کا فضل (وکرم) ہے نوازتا ہے اس سے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی کشادہ رحمت والا سب کچھ جاننے والا ہے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ لوگوں میں کچھ مرتد ہوں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس جہان فانی سے قبض کرلیا تو عام عرب اسلام سے مرتد ہو گئے مگر تین مساجد والے۔ اہل مدینہ اور بنو عبد القیس میں سے اہل جواثی جو لوگ مرتد ہوئے انہوں نے کہا ہم نماز پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہ دیں گے۔ اللہ کی قسم وہ ہمارے مال غصب کرنا چاہتا ہے۔ اس معاملہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی گئی تاکہ آپ ایسے لوگوں سے درگزر کریں اور آپ سے کہا گیا کہ یہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی حکمت سمجھ جائیں گے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں دو ایسی چیزوں میں فرق نہیں کروں گا جن کو اللہ تعالیٰ نے اکٹھے ذکر کیا ہے اللہ کی قسم اگر انہوں نے مجھے عقال نہ دی تو اس پر بھی میں ان سے جنگ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کے ساتھ جماعتیں بھیج دیں۔ انہوں نے جہاد کیا یہاں کہ انہوں نے ماعون کا اقرار کیا۔ ماعون سے مراد زکوٰۃ ہے۔ قتادہ نے کہا ہم یہ کہا کرتے تھے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کہ اس آیت کا مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی ہیں۔ جب عربوں میں سے لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے جہاد کیا یہاں تک کہ ان قبائل کو اسلام کی طرف لوٹایا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور خیثمہ اترابلسی نے فضائل صحابہ میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 337، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

مرتدوں سے جہاد کیا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے شریح بن عبید سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو حضرت عمر نے عرض کی کیا اس کا مصداق میں اور میری قوم ہوگی۔ فرمایا نہیں بلکہ یہ اور اس کی قوم ہوگی یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری (2)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں، عبد بن حمید، حکیم ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، طبرانی، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عیاض اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا اس کا مصداق اس کی قوم ہے۔ آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا (3)۔

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور حاکم نے شعبہ کی حدیث کی جمع میں اور بیہقی نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوموسیٰ وہ تیری قوم ہے یعنی یمن والے (4)۔

امام ابن ابی حاتم، حاکم نے کنی میں، ابوالشیخ، طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ نے حسن سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ وہ قوم ہے جو یمن کے علاقہ میں بستی ہے کندہ سے، سکون سے پھر تحبیب سے تعلق رکھتے ہیں (5)۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا یہ یمن میں رہنے والی قوم ہے پھر کندہ سے جو سکون سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اہل قادسیہ ہیں۔

امام بخاری نے تاریخ میں حضرت قاسم بن مخیمرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے خوش آمدید کہا پھر یہ آیت تلاوت کی پھر میرے کندھے پر ہاتھ مارا، میں اللہ کی قسم اٹھاتا ہوں کہ وہ تم سے ہوں گے یعنی اہل یمن سے یہ بات آپ نے تین دفعہ دہرائی۔

امام ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا مصداق قوم سبا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعید ہے کہ تم میں سے جو مرتد ہوگا اللہ تعالیٰ ان کی جگہ بہتر افراد لے آئے گا اَذِلَّةٍ کا معنی رحیم ہے (6)۔

امام ابن جریر نے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ اپنے دینی بھائیوں پر بڑے نرم دل ہیں اور اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ لوگ جو ان کے دین میں مخالف ہیں ان پر بڑے سخت ہیں (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 337، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 339 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 338

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 342 (3220) بیروت 5۔ معجم اوسط، جلد 2، صفحہ 232 (1414)، مکتبۃ المعارف الریاض

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 340,42 7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 342

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے ابن جریر سے اس بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ آپس میں رحیم ہیں اور کفار پر شدید ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان یُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کا یہ معنی کیا ہے کہ وہ جنگ میں جلدی کرتے ہیں (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا تو عرب کے کئی قبائل مرتد ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگاروں میں سے مددگاروں کے ساتھ بھیجا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کیا یہاں تک کہ انہیں اسلام کی طرف واپس لوٹا دیا۔ اس آیت کی یہی تفسیر ہے۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سات چیزوں کا حکم دیا۔ مسکینوں سے محبت کا اور اس کا کہ میں ان کے قریب رہوں میں اپنے سے بلند مرتبہ کی طرف نہ دیکھوں۔ میں صلہ رحمی کروں اگرچہ وہ میرے اوپر ظلم کریں، میں کثرت سے لاحول ولا قوۃ کا ذکر کروں کیونکہ یہ عرش کے نیچے خزانہ ہے میں حق بات کروں اگرچہ وہ کڑوی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں اور لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں (2)۔

امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار تم میں سے کسی کو بھی لوگوں کا خوف حق بات کہنے سے نہ روکے، جب وہ دیکھے تو اس کی اتباع کرے کیونکہ حق بات کہنا اور عظیم کا ذکر کرنا نہ موت کو قریب کرتا ہے نہ ہی رزق کو دور کرتا ہے (3)۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی اپنے آپ کو حقیر نہ جانے کہ وہ اللہ کا حکم جانتا ہو جس میں گفتگو ہو رہی ہو تو وہ لوگوں کے ڈر سے نہ کہے تو اسے (قیامت کے روز) کہا جائے گا کہ میں اس بات کا زیادہ مستحق تھا کہ تو مجھ سے ڈرتا (4)۔

امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں، ابوذر، عبادہ بن صامت، ابو سعید خدری، محمد بن مسلم رضی اللہ عنہم اور ایک چھٹے آدمی نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کی کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے معاملات میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی غالب نہ آئے گی۔ جہاں تک چھٹے آدمی کا تعلق ہے تو اس نے اس میں بیعت ختم کرنا چاہی تو حضور ﷺ نے اس کی بیعت ختم کر دی۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو لوگوں کے معاملات کا ولی بنے تو ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کر۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 342، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، کتاب الزکوۃ، جلد 3، صفحہ 240 (3429) دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 50، دار صادر بیروت

4۔ سنن ابن ماجہ، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 4، صفحہ 402 (4008) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن سعد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لگاتار مجھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہے یہاں تک کہ دوست کے طور پر میرے لئے کوئی حق نہ چھوڑا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی کہ تنگی اور آسانی، خوشی اور ناپسندیدگی میں آپ کا حکم سنیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اوپر ترجیح دیں گے، ہم امر کے مستحق کے ساتھ جھگڑا نہیں کریں گے اور جہاں کہیں ہوں گے حق بات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں ملامت سے نہیں ڈریں گے (1)۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴿٥٥﴾

"تمہارا مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (پاک) ہے اور ایمان والے ہیں جو صحیح صحیح نماز ادا کرتے ہیں اور زکوۃ دیا کرتے ہیں اور (ہر حال میں) وہ بارگاہ الٰہی میں جھکنے والے ہیں"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی (2)۔

امام خطیب نے متفق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی صدقہ کی جبکہ آپ رکوع کی حالت میں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سائل سے پوچھا تجھے یہ انگوٹھی کس نے دی ہے؟ اس نے عرض کی اس رکوع کرنے والے نے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی (3)۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے پاس سائل آکر کھڑا ہو گیا جبکہ آپ نفلی نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انگوٹھی اتاری اور سائل کو دے دی وہ سائل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب واقعہ بیان کیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت اپنے صحابہ پر پڑھی پھر کہا جس کا میں دوست ہوں علی اس کا دوست ہے، اے اللہ اس کا دوست بن جو حضرت علی کا دوست بنے اور جو علی سے دشمنی رکھے اسے اپنا دشمن رکھ (4)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ کے گھر میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے، مسجد میں داخل ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف

1۔ سنن ابن ماجہ، باب البیعۃ، جلد 3، صفحہ 398 (2866)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 343، بیروت
3۔ ایضاً
4۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 134 (2275) ریاض

لائے تو لوگ نماز پڑھ رہے تھے، کوئی رکوع کر رہا تھا کوئی سجدہ، کیا دیکھا کہ ایک سائل ہے، پوچھا اے سائل کیا تجھے کس نے کوئی چیز عطا کی ہے؟ اس نے عرض کی کسی نے بھی نہیں مگر اس رکوع کرنے والے نے اشارہ حضرت علی کی طرف کیا انہوں نے مجھے انگوٹھی دی ہے۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن عساکر نے حضرت مسلم بن کہیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی حالت رکوع میں صدقہ کی۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی آپ نے حالت رکوع میں صدقہ کیا تھا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی اور حضرت عتبہ بن حکیم رحمہما اللہ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ کلبی کے واسطہ سے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور اہل کتاب کا ایک طائفہ ظہر کے وقت اللہ تعالیٰ کے نبی کے پاس آیا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر دور ہیں ہم اس مسجد کے علاوہ کوئی ایسی جگہ نہیں پاتے جہاں ہمارے پاس کوئی بیٹھے یا ہمارے ساتھ میل جول رکھے کیونکہ ہماری قوم نے جب یہ دیکھا کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کی ہے اور ان کے دین کو ترک کر دیا ہے تو انہوں نے اپنی عداوت کو ظاہر کیا اور انہوں نے قسم اٹھائی کہ وہ ہمارے ساتھ میل جول نہیں رکھیں گے اور نہ ہمارے ساتھ کھائیں پئیں گے۔ یہ چیز ہمارے لئے بڑی تکلیف دہ ہے۔ اسی اثناء میں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں شکایت کر رہے تھے یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ ظہر کی نماز کی اذان دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے۔ پوچھا کیا کسی نے کوئی چیز دی ہے۔ عرض کی گئی، جی ہاں۔ فرمایا کس نے؟ عرض کی گئی فلاں آدمی نے جو کھڑا ہے۔ فرمایا کس حال میں اس نے تجھے عطا کی ہے؟ عرض کی جبکہ وہ رکوع میں تھے۔ فرمایا وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ اس موقع پر حضور ﷺ نے اللہ اکبر کہا جبکہ آپ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 56 کی تلاوت کر رہے تھے۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ سو رہے تھے اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی گھر کی ایک جانب سانپ تھا میں نے یہ ناپسند کیا کہ میں یہاں رات گزاروں اور یہ بھی ناپسند کیا کہ حضور ﷺ کو بیدار کروں اور یہ بھی خوف تھا کہ کہیں آپ ﷺ پر وحی نہ نازل ہو رہی ہو تو میں سانپ اور نبی کریم ﷺ کے درمیان سو گیا تاکہ سانپ کی جانب سے کوئی تکلیف پہنچے تو مجھے پہنچے۔ حضور ﷺ کو تکلیف نہ پہنچے میں چند لمحات ہی ٹھہرا تھا کہ حضور ﷺ بیدار ہو گئے اور آپ ﷺ یہ آیت تلاوت کر رہے تھے۔ فرمایا تمام تر تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے حضرت علی کے لئے نعمتوں کو مکمل کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے فضل تیار کیا (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 344، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 1، صفحہ 320، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک سائل آپ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ حالت رکوع میں تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی انگوٹھی دے دی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ فرمایا یہ آیت مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان میں سے پہلے تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے اسلام قبول کر لیا تو وہ اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کا دوست بن گیا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ ایمان لانے والے کون ہیں؟ جواب دیا جو ایمان لائے انہیں کہا گیا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ فرمایا حضرت علی ایمان داروں میں سے ہیں (2)۔

امام ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت عبد الملک بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا اس سے مراد حضور ﷺ کے صحابہ ہیں۔ میں نے پوچھا لوگ کہتے ہیں اس سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ ان میں سے ہیں۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت جریر بن مغیرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ سے پہلے واؤ نہیں تھا۔

وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾

"اور (یاد رکھو) جس نے مددگار بنایا اللہ کو اور اس کے رسول کریم کو اور ایمان والوں کو (تو وہ اللہ کے گروہ سے ہیں) بلاشبہ اللہ کا گروہ ہی غالب آنے والا ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ غالب کون ہے فرمایا کسی حکومت اور مصیبت سے خوفزدہ نہ ہو (3)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 343، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 344 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 344

”اے ایمان والو! مت بناؤ ان لوگوں کو جنہوں نے بنا رکھا ہے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل ان سے جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور کفار سے (اپنے) دوست اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اگر ہو تم ایمان دار“۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رفاعہ بن زید بن تابوت، سوید بن حارث نے اسلام ظاہر کیا اور منافقت کی مسلمان ان دونوں سے محبت کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابو عبید اور ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَالْكُفَّارَ کی جگہ ومن الذین اشر کوا پڑھتے۔

وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝58

”اور جب تم بلاتے ہو نماز کی طرف (یعنی اذان دیتے ہو) تو وہ بناتے ہیں اسے مذاق اور تماشہ یہ (حماقت) اس لئے ہے کہ وہ ایسی قوم ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے“۔

امام بیہقی دلائل میں کلبی کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے موذن جب اذان دیتے تو مسلمان نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تو یہودی کہتے۔ یہ اٹھے نہ اٹھیں جب وہ مسلمانوں کو رکوع و سجود کرتے ہوئے دیکھتے تو ان کا مذاق اڑاتے اور ان پر ہنستے (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک نصرانی تھا جب وہ کسی موذن کو اذان دیتے ہوئے یہ کہتے ہوئے سنتا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو کہتا اللہ تعالیٰ جھوٹے کو آگ میں جلائے۔ ایک رات اس کا خادم آگ لے کر آیا۔ یہ جاگ رہا تھا جبکہ گھر والے سوئے ہوئے تھے۔ ایک انگارا گرا۔ گھر جل گیا۔ وہ نصرانی اور گھر والے بھی جل گئے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن شہاب زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اذان کا ذکر فرمایا اور کہا وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ

امام عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ نے باہم مشورہ کیا کہ جب وہ نماز کو اکٹھے ادا کرنا چاہیں تو کیا کریں تاکہ سب لوگ اس کے ذریعے اکٹھی نماز پڑھ لیں۔ صحابہ نے ناقوس بجانے کا مشورہ کیا۔ اسی اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ ناقوس کے لئے دو لکڑیاں خریدنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ کہا گیا کہ تم ناقوس نہ بجاؤ بلکہ نماز کے لئے اذان دو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 345، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 275، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 347

عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ جو خواب میں دیکھا تھا اس کے بارے میں بتائیں جبکہ حضور ﷺ پر اس بارے میں وحی آ چکی تھی۔ حضرت بلال کی اذان نے حضرت عمر کو پریشان کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ وحی تجھ سے سبقت لے گئی۔ یہ بات اس وقت کی جب حضرت عمر نے اپنا خواب عرض کیا (1)۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٥٩

”آپ فرمایئے اے اہل کتاب! تم کیا ناپسند کرتے ہو ہم سے بجز اس کے کہ ہم ایمان لائے اللہ کے ساتھ اور جو اتارا گیا ہماری طرف اور جو اتارا گیا اس سے پہلے اور بلاشبہ بہت سے تم میں سے فاسق ہیں“۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں یہودیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی جن میں ابو یاسر بن اخطب، نافع بن ابی نافع، غازی بن عمرو، زید بن خالد، ازار بن ابی ازار اور اسقع تھے انہوں نے پوچھا وہ کس کس رسول پر ایمان رکھتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے کہا میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور اس پر جو حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، آپ کی اولاد، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ پر اور انبیاء کو جو ان کے رب کی طرف سے عطا کیا گیا ہم ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے اور ہم اس کے اطاعت شعار ہیں۔

جب حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا تو انہوں نے حضرت عیسیٰ کی نبوت کا انکار کر دیا اور کہا ہم تو آپ کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝٦٠

”آپ (انہیں) فرمایئے کیا میں آگاہ کروں تمہیں کہ کون برا ہے ان سے باعتبار جزاء کے اللہ کے نزدیک؟ وہ لوگ (برے ہیں) جن پر لعنت کی اللہ نے اور غضب فرمایا ان پر اور بنایا ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو سور اور (وہ برے ہیں) جنہوں نے پوجا کی شیطان کی۔ وہی لوگ بدترین ہیں بلحاظ درجہ کے اور دوسروں سے زیادہ بھٹکنے والے ہیں راہ راست سے“۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَثُوْبَةً کا معنی بدلہ اچھائی کا بدلہ اور برائی کا بدلہ۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب الاذان، جلد 1، صفحہ 456، حبیب الرحمٰن الاعظمی   2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 348، بیروت

اسے بَشَرٍّ ثَوَابًا بھی پڑھا گیا ہے(1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مَثُوبَةً عِنْدَ اللّٰهِ کا معنی ثوابا عند اللہ کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں ٹھکانہ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودیوں کو مسخ کیا گیا(2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا مسخ ہونے سے پہلے بھی بندر اور خنزیر تھے تو انہوں نے جواب دیا ہاں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔

امام مسلم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ کیا یہ بندر اور خنزیر وہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسخ کیا تھا فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو بھی ہلاک کیا یا اسے مسخ کیا تو اس کے لئے نسل نہیں بنائی یہ بندر اور خنزیر اس سے پہلے بھی تھے(3)۔

امام طیالسی، امام احمد، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا یہ یہودیوں کی نسل سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر لعنت کی ہو اور انہیں مسخ کیا پھر ان کی نسل آگے چلی ہو بلکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ یہودیوں پر ناراض ہوا انہیں مسخ کیا تو ان یہودیوں کو بھی بندروں اور خنزیروں کی طرح بنا دیا(4)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سانپ جنوں کی مسخ شدہ صورت ہیں جس طرح بندر اور خنزیر مسخ شدہ صورتیں ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن کثیر رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت افلح رحمہ اللہ سے جو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے غلام تھے کہا کہ مجھے بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل میں مسخ خنازیر کی صورت میں ہوا۔ یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ ایک عورت بنی اسرائیل کی بستی میں رہتی تھی۔ اس بستی میں بنی اسرائیل کا بادشاہ بھی رہتا تھا۔ اس بستی کے لوگوں نے گمراہی پر اتفاق کیا مگر وہ عورت اسلام پر قائم رہی۔ وہ عورت لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیتی یہاں تک کہ جب لوگ اس کے پاس جمع ہو جاتے عورت کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے۔ تو عورت انہیں کہتی کہ تم پر لازم ہے کہ تم اللہ کے دین کی طرف سے جہاد کرو اور اس بارے میں اپنی قوم کو دعوت دو۔ تم جہاد کے لئے نکلو۔ میں بھی تمہارے ساتھ نکلتی ہوں۔ وہ عورت نکلی اور اس کے مقابلہ کے لئے بادشاہ بھی اپنے حمایتیوں کے ساتھ نکلا۔ عورت کے تمام ساتھی قتل ہو گئے اور وہ عورت ان سے بچ نکلی۔ اس نے لوگوں کو دعوت دی یہاں تک کہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ جب وہ عورت ان لوگوں سے راضی ہو گئی تو انہیں جہاد کا حکم دیا۔ لوگ جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ وہ بھی ان کے ساتھ نکل کھڑی ہوئی۔ تو سب کے سب مارے گئے۔ وہ پھر بچ گئی۔ اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 349، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 350
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 16-15، صفحہ 175 (2663)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 395، دار صادر بیروت

عورت نے پھر لوگوں کو دعوت دی یہاں تک کہ جب لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کی دعوت پر لبیک کہا۔ عورت نے پھر جہاد پر نکلنے کا حکم دیا۔ وہ جہاد پر نکلے۔ وہ عورت بھی ان کے ساتھ جہاد پر نکلی۔ تو سب مارے گئے وہ عورت بچ گئی۔ عورت نے پھر دعوت دی یہاں تک کہ جب لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور لوگوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہی۔ عورت نے انہیں جہاد کرنے کا کہا۔ لوگ جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ وہ عورت بھی نکل پڑی تو سب کو پکڑ لیا گیا۔ وہ عورت ان سے بچ گئی۔ وہ عورت واپس آئی۔ وہ سخت مایوس تھی۔ وہ کہہ رہی تھی سبحان اللہ۔ اگر اس دین میں کوئی مددگار اور حمایتی ہوتا تو اسے غلبہ عطا کرتا اس نے رات غم کی حالت میں گزاری صبح کے وقت بستی کے لوگ خنازیر کی صورت میں ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی رات ان کی شکلوں کو مسخ کر دیا تھا۔ جب صبح ہوئی اور اس نے یہ منظر دیکھا ایک آن میں جان گئی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور دین کے معاملہ کو غلبہ دیا ہے بنو اسرائیل میں خنازیر کی صورت میں مسخ اس عورت کے ہاتھ پر ہوا (1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں عثمان بن عطاء کے واسطہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت پر زمین میں دھنسنا، زلزلہ، بندوں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ ہو کر رہے گی۔ واللہ اعلم۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم او ابو الشیخ نے حضرت زہیر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ سے پوچھا کہ طلحہ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ کو کیسے پڑھتے۔ ابن ابی لیلیٰ نے اس کی وضاحت کی اور تخفیف کی صورت میں اس کو پڑھا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو عبد الرحمٰن نے اس لفظ کو عین اور باء کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو جعفر نحوی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ پڑھتے جس طرح وہ کہتے ضَرَبَ اللّٰهُ (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے وَعَابِدُ الطَّاغُوْتِ پڑھتے۔

امام ابن جریر نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی حماد رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اعمش نے، انہوں نے حضرت یحییٰ بن وثاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اسے وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ پڑھا وہ عبد کا معنی خدم کرتے۔ عبد الرحمٰن نے کہا حمزہ رحمہ اللہ اسے اس طرح پڑھتے تھے (3)۔

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾

"اور جب آتے ہیں تمہارے پاس تو کہتے ہیں ہم ایمان لا چکے ہیں حالانکہ وہ (یہاں) داخل بھی ہوئے کفر کے ساتھ اور وہ نکلے بھی کفر کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جسے وہ چھپا رہے تھے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 349، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 351 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 350

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگ تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ وہ بتاتے کہ وہ مومن ہیں اور جو حضور پیغام لائے ہیں اس پر راضی ہیں جبکہ وہ اصل میں گمراہی اور کفر کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ وہ اسی کیفیت میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اسی کیفیت سے آپ کے پاس سے نکلتے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے وہ حق کا اظہار کرتے جبکہ کفر کو وہ چھپائے ہوتے تھے (2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ منافق یہودی تھے۔ وہ کافر کی حیثیت میں آتے اور کافر کی حیثیت سے نکل جاتے (3)۔

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾

''اور آپ دیکھتے ہیں بہتوں کو ان میں سے کہ بڑے تیز رفتار ہیں گناہ اور زیادتی کرنے میں اور حرام خوری میں۔ بے شک یہ بہت ہی برے کام کرتے رہے ہیں۔ کیوں نہیں منع کرتے انہیں ان کے مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے۔ بے شک بہت برے ہیں وہ کرتوت جو وہ کیا کرتے تھے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ سے مراد یہودی ہے يَعْمَلُوْنَ اور يَصْنَعُوْنَ کا معنی ایک ہی ہے آیات میں دونوں جماعتوں کے لئے لَبِئْسَ کا لفظ استعمال کیا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہ تم سے پہلے یہودیوں کے احکام تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الرَّبّٰنِيُّوْنَ اور الْاَحْبَارُ سے مراد فقہاء اور علماء ہیں۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ کا معنی ہے جب فقہاء اور علماء نے انہیں غلط بات کہنے اور حرام کھانے سے نہیں روکا تو یہ کتنا برا کام کر رہے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا اے لوگو! تم سے قبل قومیں محض اس لئے ہلاک ہو گئیں کہ وہ نافرمانی میں منہمک ہو گئے اور انہیں فقہاء اور علماء نے منع نہیں کیا جب وہ سرکشی میں بہت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 353، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

بڑھ گئے اور فقہاء و علماء نے انہیں منع نہ کیا تو انہیں عذاب نے پکڑ لیا پھر انہیں نیکی کا حکم دیا گیا اور برائی سے روکا گیا کیونکہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا نہ رزق کو ختم کرتا ہے اور نہ ہی موت کو قریب کرتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں اس آیت سے بڑھ کر زجر و توبیخ میں کوئی سخت آیت نہیں۔

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ میرے نزدیک اس آیت سے بڑھ کر کوئی آیت خوف دلانے والی نہیں، دونوں فریقوں کے لئے برائی کا ذکر ہے۔

امام عبد بن حمید نے سلمہ بن نبیط کے واسطہ سے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں موجود الربانیون اور الاحبار سے مراد فقہاء اور علماء ہیں۔ پھر ضحاک کہتے ہیں اس آیت سے بڑھ کر کوئی آیت مجھے خوف زدہ کرنے والی نہیں۔

امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت جریر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ایسی قوم جس کے درمیان ایسا آدمی ہو جو بدکاریاں کرتا ہو جبکہ یہ لوگ طاقت رکھتے ہوں کہ اسے روکیں (مگر یہ نہ روکیں) تو اللہ تعالیٰ سب کو عذاب دے گا۔

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَ يَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾

”اور کہا یہود نے کہ اللہ کا ہاتھ جکڑا ہوا ہے، جکڑے جائیں ان کے ہاتھ اور پھٹکار ہو ان پر بوجہ اس (گستاخانہ) قول کے بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں خرچ کرتے ہیں، جیسے چاہتا ہے اور ضرور بڑھا دے گا اکثر کو ان میں سے جو نازل کیا گیا آپ کی طرف آپ کے رب سے سرکشی اور انکار میں اور ہم نے ڈال دی ہے ان میں دشمنی اور بغض روز قیامت تک۔ جب کبھی وہ بھڑکاتے ہیں آگ لڑائی کی بجھا دیتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اور یہ کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد برپا کرنے کی اور اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا فسادیوں کو“۔

امام ابن اسحاق اور طبرانی نے کبیر میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی تھا جسے نباش بن قیس کہتے۔ نباش بن قیس نامی یہودی نے کہا کہ بے شک تیرا رب بخیل ہے۔ وہ کوئی خرچ نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 67 (12497) مکتبۃ العلوم الحکم بغداد

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت فنحاص کے حق میں نازل ہوئی جو قینقاع کے یہودیوں کا سردار تھا۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت فنحاص یہودی کے حق میں نازل ہوئی (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مغلولة کا معنی بخیل ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہودی اس سے یہ مراد نہیں لیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کسی چیز کے ساتھ باندھے ہوئے ہیں بلکہ وہ کہتے وہ بخیل ہے، جو اس کے پاس ہے اسے روکے رکھتا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ بہت ہی بلند و بالا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے مَغْلُوْلَةٌ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ بخیل ہے سخی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ نفقہ دینے اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنے سے رکے رہتے ہیں (3)۔

امام دیلمی نے مسند فردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ یحییٰ بن زکریا نے اپنے رب سے سوال کیا اے میرے رب مجھے ان لوگوں میں بنا دے جن میں لوگ نہیں پڑتے اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے یحییٰ یہ ایسی چیز ہے جسے میں نے اپنے لئے خاص نہیں کیا، اسے میں تیرے لئے کیسے کروں گا۔ محکم میں پڑھ اس میں تم پاؤ گے وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ (التوبہ: 30) اور انہوں نے کہا یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ

امام ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تیرے بھائی کی جانب سے تجھے کوئی چیز پہنچے تجھے غمگین کرے تو تو غم نہ کر کیونکہ اگر بات ایسے ہی ہے جس طرح اس نے کہی تو وہ ایک سزا تھی جو مؤخر کر دی گئی۔ اگر بات اس طرح نہیں جیسے اس نے کہی تو وہ ایک نیکی تھی جو تو نے نہیں کی ساتھ ہی یہ روایت ذکر کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے کوئی بھلائی کے علاوہ یاد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یہ تو میں نے اپنی ذات کے لئے بھی نہیں کیا (4)۔

امام ابو نعیم نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب مجھ سے لوگوں کی باتیں روک لے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر میں یہ کسی کے حق میں کرتا تو اپنی ذات کے حق میں کرتا (5)۔

امام ابو عبید نے فضائل میں، عبد بن حمید، ابو داؤد اور ابن انباری نے مصاحف میں اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوْطَتٰنِ قرأت کی۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن کی سخاوت اس میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 357، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 358

4۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 198، مکتبۃ الخانجی مصر　5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 42

کوئی کمی نہیں کرتی۔ خبردار آسمان زمین کی تخلیق سے لے کر جو کچھ اس نے خرچ کیا، اس کے دائیں ہاتھ میں جو کچھ ہے اس میں کوئی کمی نہیں آئی، اس کا عرش پانی پر ہے، اس کے بائیں ہاتھ میں قبض کرنا ہے، وہ بلند کرتا ہے اور پست کرتا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ اور عربوں سے حسد نے انہیں برانگیختہ کیا کہ وہ قرآن حکیم کو ترک کریں اور حضرت محمد ﷺ اور ان کے دین کو چھوڑیں جبکہ وہ اپنی کتابوں میں آپ کا ذکر پاتے ہیں (2)۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ علماء نے کہا ان میں جن کو انہوں نے یاد کیا اور جانا کہ زمین پر جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کر دیا۔ یہ آیت یہودیوں کے متعلق ہے، جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلے کیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان یہی کیفیت پیدا کر دی۔ یہ بھی قول کیا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ میں ایسا ہوا۔ یہاں حرب سے مراد حضور ﷺ کے ساتھ جنگ ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب بھی انہوں نے کسی معاملہ میں اتفاق کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان تفریق ڈال دی اور ان کی لگائی ہوآگ کو بجھا دیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن یہودی ہیں جب بھی انہوں نے جنگ کی آگ بھڑکانی چاہی اللہ تعالیٰ نے اسے بجھا دیا۔ تو یہودی کو جس ملک میں بھی پائے گا انہیں وہاں تھوڑا اور ذلیل پائے گا۔ جب اسلام آیا تو اس وقت مجوسیوں کے زیر نگین تھے۔ وہ اپنے برے اعمال کی وجہ سے بے بصیری اور ذلت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مبغوض ترین مخلوق ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب بھی بے وقوفوں نے عربوں سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو بجھا دیا۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾

”اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیزگار بنتے تو ہم ضرور دور کر دیتے ان سے ان کی برائیاں اور ہم ضرور داخل کرتے انہیں نعمت کے باغوں میں“۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اس پر ایمان لاتے اور جو اس نے حرام کیا اس سے بچتے (5)۔

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 192 (4583)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 359 بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 361
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 362

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنات نعیم سے مراد وہ جنات ہیں جو جنات الفردوس اور جنات عدن کے درمیان ہیں، ان میں ایسی لڑکیاں ہوں گی جو جنت کے گلاب کے پھولوں سے پیدا ہوں گی۔عرض کی گئی ان میں کون رہے گا؟ جواب دیا ان میں وہ رہیں گے جنہوں نے گناہ کا ارادہ کیا پھر اللہ تعالیٰ کی عظمت کو یاد کیا تو اس سے رک گئے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾

''اور اگر وہ قائم کرتے تورات اور انجیل کو (اپنے عمل سے) اور جو نازل کیا گیا ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے (تو فراخ رزق دیا جاتا انہیں حتی کہ) وہ کھاتے اوپر سے بھی اور نیچے سے بھی، ان میں ایک جماعت اعتدال پسند بھی ہے اور اکثر ان میں سے بہت برا ہے جو کر رہے ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم او ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا تورات اور انجیل کو قائم کرنے کا معنی ان پر عمل کرنا ہے اور مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ سے مراد حضرت محمد ﷺ اور قرآن حکیم ہے اور لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ سے مراد ہے کہ میں ان پر بارش نازل کرتا اور زمین سے ان کے لئے رزق اگاتا جو انہیں ہر چیز سے غنی کر دیتا اور اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ سے مراد اہل کتاب میں سے مسلمانوں کی جماعت ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آسمان ان پر موسلا دھار بارش برساتا اور زمین اپنی برکات اگل دیتی (2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے وہ فرماتے کہ وہ رزق کھاتے جو آسمان سے نازل ہوتا اور جو زمین سے اگتا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان انہیں اپنی برکات سے نوازتا اور زمین اپنی نباتات عطا کرتی۔ان میں ایک معتدل امت ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان لائی ہے پھر اکثر قوم کی مذمت کی اور فرمایا اکثر کے اعمال برے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ امت مقتصدہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین میں نہ فسق کیا اور نہ ہی اس میں غلو کیا۔غلو سے مراد رغبت ہے اور فسق سے مراد اس سے کوتاہی ہے (4)۔

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 64-363، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ایضاً، جلد 6، صفحہ 362
3۔ایضاً، جلد 6، صفحہ 363 4۔ایضاً، جلد 6، صفحہ 364

امام ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے مُّقۡتَصِدَةٌ کا معنی مومنہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب ہی علم اٹھا لیا جائے گا میں نے عرض کی وہ کیسے جبکہ ہم نے قرآن پڑھا اور اپنے بیٹوں کو سکھایا؟ آپ نے فرمایا اے ابن نفیر تیری ماں تجھے روئے میں تو تجھے مدینہ طیبہ کا زیادہ سمجھ دار آدمی خیال کرتا تھا، کیا تورات وانجیل یہود و نصاریٰ کے درمیان نہیں؟ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل چھوڑ دیا تو ان کتابوں نے انہیں کیا فائدہ دیا پھر اس آیت کو تلاوت فرمایا۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے ابن ابی جعد کے واسطہ سے حضرت زیاد بن لبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک چیز کا ذکر فرمایا تو کسی نے کہا یہ چیز تو ہماری اولادوں کے جانے کے بعد ہی ہوگی۔ یارسول اللہ ﷺ علم کیسے جاتا رہے گا، جبکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں اور ہمارے بیٹے اپنی اولادوں کو تا قیامت پڑھاتے رہیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابن ام لبید تیری ماں تجھ پر روئے میں تو تجھے اہل مدینہ میں سے سب سے زیادہ فقیہ خیال کرتا تھا۔ یہ یہودی اور نصرانی تورات اور انجیل نہیں پڑھتے جبکہ ان میں جو کچھ ہے اس سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے (1)۔

امام ابن مردویہ نے یعقوب بن زید بن طلحہ سے وہ حضرت زید بن اسلم سے وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے پھر حدیث ذکر کی، کہا حضور ﷺ نے ان کا ذکر کیا۔ فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئی، ستر فرقے جہنم میں اور ایک جنت میں ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی ان میں سے ایک جنت میں اور اکہتر جہنم میں ہوں گے اور تم ان دونوں امتوں پر ایک فرقہ میں بڑھ کر ہو گئے، ایک جنت میں اور بہتر جہنم میں ہوں گے؟ عرض کی گئی جنت میں کون ہوں گے؟ فرمایا جماعت، جماعت۔ یعقوب بن زید نے کہا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے تو اس آیت کو تلاوت فرماتے نیز اس آیت کو تلاوت فرماتے وَمِمَّنۡ خَلَقۡنَاۤ اُمَّةٌ (الاعراف: 181) اس سے مراد حضور ﷺ کی امت ہے۔

يَاَيُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۶۷﴾

"اے رسول! پہنچا دیجئے جو اتارا گیا آپ کی طرف آپ کے پروردگار کی جانب سے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو نہیں پہنچایا آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اللہ تعالیٰ بچائے گا آپ کو لوگوں (کے شر) سے یقیناً اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کافروں کی قوم کو"۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 160، دار صادر بیروت

رسالت کے ساتھ مبعوث کیا۔ میں تنگ پڑ گیا، مجھے علم ہو گیا کہ لوگ میری تکذیب کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تنبیہ کی کہ میں تبلیغ کروں ورنہ وہ مجھے عذاب دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ تو حضور ﷺ نے عرض کی اے میرے رب میں تو اکیلا ہوں، میں کیا کروں جبکہ تمام لوگ میرے خلاف متفق ہیں؟ تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے متعلق غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں یوں پڑھتے (يَآاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اَنَّ عَلِيًّا مَّوْلَى الْمُؤْمِنِيْنَ) کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ مومنوں کے مولیٰ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عنترہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز بھی ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں پر ظاہر نہ کیا ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر یہ آیت پڑھی پھر کہا اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آباد میں اجاڑ کا وارث نہیں بنایا۔

امام ابن مردویہ اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی کہ آپ پر آسمان سے کون سی سخت ترین آیت نازل ہوئی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا میں حج کے موقع پر منی میں تھا۔ عرب کے مشرک اور دوسرے لوگ حج میں جمع تھے۔ حضرت جبرئیل امین آئے اور یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ میں گھاٹی میں کھڑا ہو گیا۔ میں نے ندا دی اے لوگو کون میری اس بات میں مدد کرے گا کہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچاؤں جبکہ تمہارے لئے جنت ہوگی، اے لوگو لا الہ الا اللہ کہو، میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، تم کامیاب ہو جاؤ گے اور تمہارے لئے جنت ہوگی۔ فرمایا مردوں، عورتوں اور بچوں میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہ تھا جو میری طرف مٹی اور پتھر نہیں پھینک رہا تھا۔ وہ میرے چہرے پر تھوکتے اور کہتے جھوٹا ہے بے دین ہے۔ ایک آدمی میرے سامنے آیا، اس نے کہا اے محمد تو ان کے بارے میں ویسی ہی دعا کر جس طرح نوح علیہ السلام نے قوم کے لئے ہلاکت کی دعا کی تھی۔ تو نبی کریم ﷺ نے یوں دعا کی اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ نہیں جانتے، ان کے خلاف میری مدد کر کہ تیری اطاعت میں یہ میری بات سنیں۔ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے، آپ ﷺ کو ان سے بچایا اور لوگوں کو آپ ﷺ سے دور کیا۔ اعمش نے کہا اسی بات پر بنو عباس فخر کیا کرتے تھے اور کہتے ان کے بارے میں یہ آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (القصص: 56) نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے ابو طالب کے ایمان کو چاہا جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عباس کے ایمان کو چاہا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 365، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم، ابونعیم، بیہقی دونوں نے دلائل میں اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگہبانی کی جاتی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر قبہ سے باہر نکالا۔ فرمایا اے لوگو تم چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے(1)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں شامل تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگہبانی کرتے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نگہبانی کو ترک کر دیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب باہر نکلتے ابوطالب ایسے آدمی کو ساتھ بھیجتے جو آپ کی حفاظت کرتا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ابوطالب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آدمی بھیجنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے چچا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے، اب مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ آپ کوئی آدمی بھیجیں۔

امام طبرانی، ابوالشیخ، ابونعیم نے دلائل میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگہداشت کی جاتی۔ آپ کے چچا ابوطالب بنو ہاشم میں سے ہر روز کوئی آدمی بھیجتے جو ان کی نگہداشت کرتا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے، اب مجھے اس چیز کی کوئی ضرورت نہیں کہ آپ کوئی آدمی بھیجیں(2)۔

امام ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرماتے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد ہوتے کیونکہ ہمیں خوف ہوتا تھا کہ کوئی اچانک حملہ نہ کر دے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی(3)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عصمہ بن مالک خطمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگہبانی کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی تو نگہبانی کو ترک کر دیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنوانمار پر حملہ کیا تو نخل کے بالائی علاقہ میں ذات الرقاع میں فروکش ہوئے۔ اس اثناء میں کہ آپ کنویں کی منڈیر پر تشریف فرما تھے، اپنے پاؤں اس کنویں میں لٹکائے ہوئے تھے تو غورث بن حرث نے کہا میں ضرور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کروں گا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تو کیسے قتل کرے گا؟ اس نے کہا میں محمد کو کہوں گا مجھے اپنی تلوار دو۔ جب وہ مجھے اپنی تلوار دے دے گا تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ غورث حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی تلوار دو کہ میں اسے سونگھوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلوار اسے دے دی تو اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے اور تیرے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 342 (3221)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 256 (11663) بغداد
3۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 255، (151) مکتبۃ عربیہ

ارادے کے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہو گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوتے تو ہم بڑا اور سایہ دار درخت آپ کے لئے چھوڑ دیتے۔ حضور ﷺ اس کے نیچے اترتے۔ ایک روز آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے فروکش تھے اپنی تلوار اس سے لٹکا رکھی تھی۔ ایک آدمی آیا اس نے تلوار لے لی اور کہا اے محمد ﷺ مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے تجھ سے بچائے گا، تلوار نیچے رکھ دو۔ تو اس نے تلوار رکھ دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام احمد نے حضرت جعدہ بن خالد بن صمہ جشمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی پیش کیا گیا عرض کی گئی اس آدمی نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کیا تو ڈرا نہیں اگر تو اس امر کا ارادہ کرتا بھی تو اللہ تعالیٰ تجھے مجھ پر غلبہ عطا نہ کرتا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کے لئے لوگوں کے مقابلہ میں کافی ہے اور لوگوں سے آپ کو محفوظ رکھے گا نیز حضور ﷺ کو تبلیغ کا حکم ارشاد فرمایا۔ ہمارے لئے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کہا گیا کاش آپ حاجب رکھ لیتے تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم جب تک میں لوگوں کے درمیان ہوں اللہ تعالیٰ میری نگہبانی لوگوں کے ذمہ نہیں چھوڑے گا(2)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری نگہبانی نہ کرو میرا رب میری نگہبانی کرتا ہے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نگہبانی چند صحابہ کیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا اے لوگو اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کے شر سے محفوظ کر دیا ہے(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی لگاتار نگہبانی کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ وہ لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا تو آپ کی نگہبانی ترک کر دی گئی(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی جگہ فروکش ہوتے تو صحابہ کرام حضور ﷺ کے لئے سایہ دار درخت کا انتخاب کرتے تو حضور ﷺ اس کے نیچے آرام کرتے۔ ایک بدو

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 471، دار صادر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 365، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 366

آیا۔ اس نے آپ کی تلوار سونت لی پھر کہا آپ کو کون مجھ سے بچائے گا؟ فرمایا اللہ۔ اعرابی کا ہاتھ کانپنے لگا تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور اس کے سر پر تلوار ماری یہاں تک کہ اس کا دماغ پھٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو قریش سے خوف لاحق رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو حضور ﷺ زمین پر لیٹ گئے، فرمایا جو چاہے مجھے چھوڑ دے۔ یہ بات آپ ﷺ نے دو یا تین دفعہ دہرائی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کی نگہبانی کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ باہر تشریف لائے، فرمایا اب میری حفاظت نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے مجھے محفوظ کر دیا ہے۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۶۸ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۶۹ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۗ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَ فَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝۷۰

”آپ فرمائیے اے اہل کتاب! نہیں ہو تم کسی چیز پر (ہدایت سے) یہاں تک کہ (عمل سے) قائم کرو تورات اور انجیل کو اور جو اتارا گیا تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اور ضرور بڑھا دے گا اکثر کو ان میں سے جو نازل کیا گیا آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے سرکشی اور انکار میں، پس آپ نہ افسوس کریں قوم کفار پر۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی بنے اور صابی اور نصرانی جو بھی (ان میں سے) ایمان لایا اللہ پر اور روز قیامت پر اور نیک عمل کیے تو نہ کوئی خوف ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ بے شک ہم نے لیا تھا پختہ وعدہ بنی اسرائیل سے اور ہم نے بھیجے تھے ان کی طرف رسول، جب کبھی آیا ان کے پاس کوئی رسول وہ حکم لے کر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 366، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

جسے ناپسند کیا ان کے نفسوں نے تو (انبیاء کے) ایک گروہ کو تو انہوں نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کر دیا''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رافع بن حارثہ، سلام بن مشکم، مالک بن صیف اور رافع بن حرملہ آئے عرض کی یا محمد ﷺ کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں، ہمارے پاس جو تورات ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے حق ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں لیکن تم نے نئی باتیں گھڑ لیں اور اس میں جو باتیں تھیں ان کا تم نے انکار کر دیا جن کے بارے میں تم سے پختہ وعدہ لیا گیا تھا جن باتوں کا تمہیں حکم دیا گیا تھا کہ تم بیان کرو ان کو تم نے چھپایا میں نے تمہاری نئی نئی باتوں سے برأت کر دی ہے۔ انہوں نے کہا ہم تو اسی کو اپنائیں گے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے، ہم ہدایت اور حق پر ہیں ہم تجھ پر نہ ایمان لائیں گے اور نہ ہی تیری اتباع کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم نازل کیا (1)۔

وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝71

''اور یہ فرض کر لیا کہ نہیں ہوگا (انہیں) عذاب تو اندھے بن گئے اور بہرے بن گئے پھر نظر رحمت فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان پر پھر وہ اندھے بن گئے اور بہرے بن گئے بہت ان میں سے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے جو وہ کرتے ہیں''۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَسِبُوْٓا کے فاعل سے مراد یہودی ہیں (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابوالحسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قوم نے یہ گمان کیا کہ انہیں کوئی آزمائش نہ ہوگی۔ فرمایا جب بھی انہیں آزمائش کا سامنا کرنا پڑا تو وہ اس میں پڑ گئے اور اس میں ہلاک ہو گئے (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے گمان کیا کہ انہیں آزمائش میں نہیں ڈالا جائے گا اس وجہ سے وہ حق سے اندھے ہو گئے (4)۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 368، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 371 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 370 4۔ ایضاً

اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ
اِلَّاۤ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَ اِنْ لَّمْ یَنْتَهُوْا عَمَّا یَقُوْلُوْنَ لَیَمَسَّنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ
قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ ؕ كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَیْفَ
نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ؕ وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۷۶﴾

”بے شک کافر ہو گئے وہ جنہوں نے (یہ) کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی تو ہے حالانکہ کہا تھا خود مسیح نے اے بنی اسرائیل! عبادت کرو اللہ کی جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے یقیناً جو بھی شریک بنائے گا اللہ کے ساتھ تو حرام کردی ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور نہیں ظالموں کا کوئی مددگار بے شک کافر ہو گئے وہ جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تیسرا ہے تین (خداؤں) سے۔ اور نہیں ہے کوئی خدا مگر ایک اللہ اور اگر باز نہ آئے اس (قول باطل) سے جو وہ کہہ رہے ہیں تو ضرور پہنچے گا جنہوں نے کفر کیا ان میں سے دردناک عذاب۔ تو کیا نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور کیا نہیں بخشش طلب کرتے اس سے اور اللہ بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ نہیں مسیح بن مریم مگر ایک رسول، گزر چکے ہیں ان سے پہلے بھی کئی رسول اور ان کی ماں بڑی راست باز تھیں دونوں کھایا کرتے تھے کھانا، دیکھو! کیسے ہم کھول کر بیان کرتے ہیں ان کے لئے دلیلیں پھر دیکھو وہ کیسے الٹے پھر رہے ہیں۔ آپ فرمایئے کیا تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اس کی جو نہیں مالک تمہارے نقصان کا اور نہ نفع کا اور اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے“۔

امام ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لیا تو بنو اسرائیل کے علماء میں سے سو آدمی اکٹھے ہوئے۔ بعض نے کہا تم بہت زیادہ ہو ہمیں تفرقہ کا خوف ہے۔ دس کو نکال دو تو انہوں نے سو میں سے دس نکال دیے پھر کہا تم زیادہ ہے ہمیں فرقہ بندی کا خوف ہے۔ دس کو نکال دو تو دس کو نکال دیا گیا پھر کہا تم زیادہ ہو دس کو نکال دو۔ انہوں نے دس کو نکال دیا پھر کہا تم زیادہ ہو دس کو نکال دو یہاں تک کہ باقی دس رہ گئے پھر تم اب بھی زیادہ ہو چھ کو نکال دو باقی چار رہ گئے۔ ایک نے کہا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ان میں سے ایک بولا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا۔ سب نے کہا واقعی اللہ کی ذات کے علاوہ

کوئی بھی غائب نہیں جانتا۔ اس آدمی نے کہا وہ اللہ تھا جتنا عرصہ اس نے زمین میں رہنا تھا وہ رہا۔ جب مناسب سمجھا آسمانوں پر چلا گیا۔ دوسرے نے کہا ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جانتے ہیں۔ ہم اس کی ماں کو بھی جانتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے بیٹے ہیں ایک اور نے کہا میں تو وہ بات نہیں کرتا جو تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمیں بتاتے تھے وہ اللہ کے بندے، اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف القاء کیا ہم تو ان کے بارے میں وہی کچھ کہتے ہیں جو انہوں نے اپنی ذات کے لئے کہا ہے، مجھے ڈر ہے کہ تم نے بہت ہی ناروا بات کی ہے پھر وہ لوگ لوگوں کے پاس گئے۔ لوگوں نے انہیں میں سے ایک آدمی سے کہا تو نے کیا کہا؟ اس نے کہا میں نے کہا وہ زمین میں اللہ تھے جب تک مناسب سمجھا زمین میں رہے پھر جب مناسب سمجھا آسمان کی طرف چلے گئے۔ کہا لوگوں کی ایک جماعت نے ان کی اتباع کی۔ یہی نسطوریہ اور یعقوبیہ ہیں۔ پھر چوتھا نکلا لوگوں نے اس سے پوچھا تو نے کیا کہا ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے کہا ہے وہ اللہ کے بندے، اس کی روح اور کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کے منہ میں القاء کیا۔ لوگوں کی ایک جماعت نے ان کی اتباع کی۔ محمد بن کعب نے کہا اللہ تعالیٰ نے ان سب چیزوں کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے پھر سورۂ نساء کی آیت نمبر 156، سورۂ مائدہ کی 65 اور 66 پڑھیں۔ محمد بن کعب نے کہا یہی امت مقتصدہ ہے جنہوں نے یہ کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ کا بندہ، اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام میں القاء کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نصرانی یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین میں سے تیسرا ہے اور انہوں نے جھوٹ بولا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بنو اسرائیل تین جماعتوں میں بٹ گئے ایک جماعت نے کہا وہ اللہ ہیں (نعوذ باللہ) ایک جماعت نے کہا وہ اللہ کے بیٹے ہیں (نعوذ باللہ) تیسری جماعت نے کہا وہ اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول ہیں۔ یہی معتدل ہے اور یہ اہل کتاب کی مسلم ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے نصاریٰ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان 116 المائدہ میں اسی کا بیان ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے کہا ہمیں عبد اللہ بن ہلال دمشقی نے کہا، ہمیں احمد بن ابی حواری نے کہا کہ ابو سلیمان دارانی نے کہا اے احمد اللہ کی قسم ان کے قول ثالث ثلاثہ میں ان کی زبانوں کو اللہ ہی حرکت دیتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان سب کی زبانیں گونگی کر دیتا۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝٧٧ ع

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 373، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 372

'' آپ فرمائیے اے اہل کتاب نہ حد سے بڑھو اپنے دین میں ناحق اور نہ پیروی کرو اس قوم کی خواہشوں کی جو گمراہ ہو چکی ہے پہلے سے اور گمراہ کر چکے ہیں بہت سے لوگوں کو اور بھٹک چکے ہیں راہ راست سے''۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم نئی نئی باتیں نہ گھڑ لیا کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غلو کا معنی حق کو چھوڑ دینا ہے۔ انہوں نے جو غلو کیا تھا وہ یہ تھا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے بیوی اور بیٹا ہونے کا دعوی کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی تھا جو لوگوں کا حاکم بن گیا۔ اس نے ایک عرصہ تک کتاب وسنت کی پیروی کی۔ شیطان اس کے پاس آیا اور کہا تو اس بات اور امر پر عمل پیرا ہے جس پر پہلے بھی عمل ہوتا رہا ہے۔ اس لئے تیری تعریف نہیں کی جاتی بلکہ اپنی طرف سے کوئی نئی بات گڑھ لے، لوگوں کو اس کی طرف دعوت دے اور لوگوں کو اسی پر عمل پیرا ہونے کے لئے مجبور کر۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ ایک عرصہ ایسا کرنے کے بعد اسے یاد آیا تو اس نے مرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنی حکومت اور ملک چھوڑا اور عبادت کرنے کا ارادہ کیا۔ کئی دن تک وہ عبادت کرتا رہا۔ اس کے پاس کوئی آیا اور اسے کہا گیا کاش تو ان خطاؤں سے توبہ کرتا جو تیرے اور تیرے رب کے درمیان واقع حقوق میں ہوئیں۔ ممکن ہے تیرے اوپر نظر رحمت کی جائے لیکن فلاں فلاں تیرے راستہ میں گمراہ ہو گیا ہے یہاں تک کہ وہ دنیا سے چلا گیا جبکہ وہ گمراہ ہی تھا۔ اب انہیں تو کیسے ہدایت دے گا؟ اب تیرے لئے کوئی توبہ نہیں ہم نے سنا اس آدمی اور اس جیسے آدمیوں کے بارے میں یہ آیت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہی لوگ گمراہ ہوئے اور انہوں نے اپنے پیروکاروں کو بھی گمراہ کیا (1)۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝۷۸ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝۷۹

'' لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل سے داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ پسر مریم کی زبان پر۔ یہ بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے اور زیادتیاں کیا کرتے تھے۔ نہیں منع کیا کرتے تھے ایک دوسرے کو اس برائی سے جو وہ کرتے تھے۔ بہت برا تھا جو وہ کیا کرتے تھے''۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 375، داراحیاء التراث العربی بیروت

ملتا وہ اسے کہتا اے فلاں اللہ سے ڈر اور جو کچھ تو کرتا ہے اسے چھوڑ دے کیونکہ یہ تیرے لئے حلال نہیں۔ دوسرے دن ملتا تو اس کا یہ کردار اسے اس کے ساتھ کھانے، پینے اور بیٹھنے سے نہ روکتا۔ جب ان لوگوں نے اس طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ایک دوسرے سے ٹکرا دیئے اور یہ ارشاد فرمایا لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا پھر فرمایا خبر دار اللہ کی قسم تمہیں نیکی کا حکم دینا چاہیے، برائی سے روکنا چاہیے، ظالم کے ہاتھ پکڑ لینے چاہیں اور حق پر ضرور برانگیختہ کرنا چاہیے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابوالشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل کوئی غلطی کرتے تو بنی اسرائیل کے علماء انہیں بطور تعزیر اس عمل سے منع کرتے پھر انہیں کے ساتھ بیٹھتے کھاتے اور پیتے گویا گزشتہ روز انہوں نے کوئی غلطی نہ کی ہوتی۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے اس طرز عمل کو دیکھا تو ان کے دلوں کو باہم ٹکرا دیا اور انبیاء میں سے ایک نبی کی زبان سے ان پر لعنت کی پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم تمہیں ضرور نیکی کا حکم دینا چاہیے، تمہیں ضرور برائی سے روکنا چاہیے، تمہیں ضرور حق پر برانگیختہ کرنا چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کے دلوں کو بعض سے ٹکرا دے گا اور تم پر بھی اسی طرح لعنت کرے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک عطیہ عطیہ ہو تو لو جب دین سے دور کرنے کے لئے رشوت ہو تو نہ لو تو اسے ہرگز نہیں چھوڑو گے۔ اس امر سے فقر اور خوف اس سے تمہیں روکے گا بنی یاجوج آ چکے ہیں۔ اسلام کی چکی گردش کرے گی جہاں قرآن گھومے تم بھی اسی طرح گھوم جاؤ (یعنی جو قرآن کا حکم ہو اسی پر عمل کرو) قریب ہے کہ سلطان اور قرآن باہم جھگڑیں اور مختلف حکم دیں تم پر ایسے بادشاہ ہوں گے وہ تمہارے لئے ایک حکم (قانون) سے فیصلہ کریں گے جبکہ ان کے لئے اور حکم (قانون) ہوگا۔ اگر تم ان کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے، اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارا کیا حال ہوگا اگر وہ حالات ہمیں آلیں؟ فرمایا تم بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں جیسے ہو جاؤ گے جنہیں آریوں سے چیر دیا گیا اور سولی پر لٹکا دیا گیا، اطاعت میں موت کا آ جانا نافرمانی میں زندگی سے بہتر ہے۔ بنی اسرائیل میں سب سے پہلی خرابی یہ واقع ہوئی کہ بطور تعزیر نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے۔ ان میں سے ایک آدمی جب دوسرے آدمی سے ملتا جس پر وہ عیب لگاتا تھا تو اس کے ساتھ کھاتا پیتا گویا اس نے اس پر کسی چیز کا عیب نہیں لگایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان سے ان پر لعنت کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ نافرمانیاں کرتے اور حد سے تجاوز کرتے۔ مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر شریر لوگوں کو مسلط کر دے گا پھر تم میں سے نیک لوگ دعا کریں گے تو تمہارے حق میں دعا قبول نہ ہوگی۔ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نیکی کا حکم دو، برائی سے روکو، ظالم کا ہاتھ روکو اور حق پر برانگیختہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو ایک دوسرے

1۔ شعب الایمان، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 6، صفحہ 79 (7544) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 146 (10265) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

سے ٹکڑا دے گا۔

امام ابن راہویہ، امام بخاری نے وحدانیات میں، ابن سکن، ابن مندہ، باوردی نے معرفۃ الصحابہ میں، طبرانی، ابونعیم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر مسلمانوں کی جماعتوں کا ذکر کیا۔ ان کی اچھی تعریف کی پھر فرمایا ان قوموں (لوگوں) کا کیا حال ہوگا جو اپنے پڑوسیوں کو تعلیم نہیں دیتے، انہیں فقہ کی تعلیم نہیں دیتے، انہیں نہیں سمجھاتے، انہیں حکم نہیں دیتے اور نہ ہی انہیں منع کرتے ہیں، ان اقوام (لوگوں) کا کیا حال ہوگا جو اپنے پڑوسیوں سے تعلیم حاصل نہیں کرتے، فقہ حاصل نہیں کرتے اور نہ ہی فطانت پاتے ہیں، قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کو تعلیم دے یا اس سے سیکھے یا اسے فطانت عطا کرے ورنہ میں دنیا میں اسے جلدی سزا دوں گا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے اترے اور گھر میں داخل ہوگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کون سے لوگ مراد لئے ہیں؟ صحابہ نے کہا ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد اشعری ہیں جو فقہاء وعلماء ہیں، ان کے پڑوسی چشموں والے ظالم اور جاہل ہیں۔ اشعریوں کی جماعت جمع ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کی آپ نے مسلمانوں کی جماعت کا ذکر بھلائی سے کیا جبکہ ہمارا ذکر برائی سے کیا، ہمارا کیا قصور ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اپنے پڑوسیوں کو تعلیم دو، انہیں دین کی سمجھ سکھاؤ، تم انہیں نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ میں انہیں دنیا میں ہی جلدی سزا دوں گا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بات ہے تو ہمیں ایک سال کی مہلت دو، ایک سال میں ہم تعلیم نہ دیں اور نہ وہ سیکھیں تو ہمیں ایک اور سال کی مہلت دینا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ لسان داؤد سے مراد زبور میں اور لسان عیسیٰ سے مراد انجیل میں ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان پر ہر نبی کی زبان میں لعنت کی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں قرآن میں ان پر لعنت کی گئی (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کے بعد بھی انہوں نے ان فاسقوں کے ساتھ میل جول رکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں دشمنی ڈال دی اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبان پر ان پر لعنت کی گئی۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک غفاری رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے ان پر حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان پر لعنت کی گئی تو انہیں بندر بنا دیا گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر لعنت کی گئی تو انہیں خنزیر بنا دیا گیا (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 376، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 377

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں آپ کی زبان پر ان پر لعنت کی تو انہیں ذلیل بندر بنا دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر ان پر لعنت کی تو انہیں خنزیر بنا دیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے (ذالك بما عصوا) میں یہ قول نقل کیا ہے پوچھا گیا کہ ان میں سے بعض کا کیا قصور تھا؟ تو علماء نے جواب دیا کہ وہ جو برائیاں کرتے ان سے نہ رکتے (1)۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ابو عمرو بن حماس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کعب الاحبار سے کہا جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ناراض ہوتا ہے تو کیا لوگوں میں اس کی کوئی علامت بھی ہوتی ہے؟ فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل و رسوا کرتا ہے وہ نیکی کا حکم نہیں دیتے اور برائی سے نہیں روکتے۔

امام دیلمی نے مسند فردوس میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل نے دن کے پہلے حصہ میں پینتالیس انبیاء کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ کے ایک سو بارہ بندے اٹھے، انہوں نے لوگوں کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا تو بنو اسرائیل نے دن کے آخری حصہ میں سب کو قتل کر دیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا میں کیا ہے (2)۔

امام احمد، امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیجے گا پھر تم دعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول نہیں فرمائے گا (3)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو قبل اس کے تم دعا کرو تو تمہاری دعا قبول نہ کی جائے (4)۔

امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی برائی دیکھے تو وہ اپنے ہاتھ سے اسے ختم کرے، اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اس کا قلع قمع کرے اگر اس کی طاقت نہ رکھے تو دل سے اس کو برا جانے یہ ایمان کی کمزور ترین صورت ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 378، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند الفردوس، جلد 5، صفحہ 361 (8441) دار الباز

3۔ شعب الایمان، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 6، صفحہ 84 (7558)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ابن ماجہ، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 4، صفحہ 400 (4004)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 405 (4013)

امام احمد نے عدی بن عمیرہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے عمل سے عام لوگوں کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ برائی کو اپنے درمیان دیکھیں اور وہ اس برائی کو ختم کرنے پر قادر بھی ہوں۔ جب وہ ایسا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ عام اور خاص سب کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے(1)۔

امام خطیب نے مالک کی روایت میں ابوسلمہ کی سند سے وہ اپنے باپ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خاص (چند) لوگوں کے عمل سے عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ لوگ برائی کو اپنے درمیان دیکھیں، وہ اسے ختم کرنے پر قادر ہوں تو اسے ختم نہ کریں، جب وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ عام اور خاص سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

امام خطیب نے مالک کی روایت میں حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ کی سند سے وہ اپنے باپ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے میری امت کے کچھ افراد اپنی قبروں سے بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں نکلیں گے۔ انہوں نے نافرمانوں سے نرمی کی ہوگی اور انہیں روکنے سے خاموشی اختیار کی ہوگی جبکہ وہ اس کی طاقت رکھتے تھے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میری امت دنیا کو عظیم جانے گی تو اس سے اسلام کی ہیبت چھن جائے گی، جب وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کر دے گی تو وحی کی برکت سے محروم ہو جائے گی، جب وہ ایک دوسرے کو گالی دے گی تو اللہ کی نظر سے گر جائے گی۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کیا وہ بستی برباد ہو جائے گی جس میں صالح لوگ ہوں گے؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ان کا لاپرواہی کرنا اور خاموش رہنا(2)۔

امام طبرانی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تم سے پہلے بنواسرائیل میں جب کوئی آدمی غلطی کرتا تو منع کرنے والا بطور تعزیر اسے روکتا، جب اگلا دن آتا تو اس کے ساتھ بیٹھتا، کھاتا پیتا گویا اس نے گزشتہ روز اس کی کوئی غلطی دیکھی ہی نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی اس کیفیت کو دیکھا تو ان کے دلوں میں دشمنی پیدا کر دی اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر ان پر لعنت کی، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے تم نیکی کا حکم دو، برائی سے روکو، گناہ گار کا ہاتھ پکڑو اور حق پر برانگیختہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں دشمنی ڈال دے گا اور تم پر لعنت کرے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی۔

امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عورتیں عورتوں سے اور مرد مردوں سے خواہش پوری کرنے لگیں تو انہیں سرخ ہوا کی بشارت دو جو مشرق کی جانب سے نکلے گی جو بعض کو مسخ کر دے گی

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 192، دار صادر بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 270 (11702) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

اور بعض کو دھنسا دے گی (1)۔

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾

''آپ دیکھیں گے بہتوں کو ان میں سے کہ وہ دوستی رکھتے ہیں کافروں سے بہت ہی برا ہے جو آگے بھیجا ان کے لئے ان کے نفسوں نے یہ کہ ناراض ہو گیا اللہ تعالیٰ ان پر اور عذاب میں وہ ہمیشہ رہیں گے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ کا معنی ہے ان کے نفس انہیں حکم دیں۔

امام ابن ابی حاتم، خرائطی مساوی الاخلاق میں، ابن مردویہ اور بیہقی شعب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جبکہ بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے فرمایا اے مسلمانو زنا سے بچو، اس سے چھ عذاب ہیں، تین دنیا اور تین آخرت میں۔ جہاں تک دنیاوی مصیبتوں کا تعلق ہے وہ اس بدکاری کا طالب ہو جانا دائمی فقر اور عمر کی کمی ہے۔ جہاں تک اخروی مصیبتوں کا تعلق ہے وہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، حساب کی طوالت اور دائمی جہنم۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ کی تلاوت کی (2)۔

وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۤءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾

''اور اگر وہ ایمان لائے ہوتے اللہ پر اور نبی پر اور جو اتارا گیا اس پر تو نہ بناتے ان کو (اپنا) دوست لیکن اکثر ان میں سے فاسق ہیں''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا مصداق منافق ہیں (3)۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِذَا

1۔ مسند الفردوس، جلد 1، صفحہ 326 (1296)، دار باز
2۔ شعب الایمان، باب تحریم الفروج، جلد 4، صفحہ 379 (5475) بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 380، دار احیاء التراث العربی بیروت

سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا
عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَ مَا لَنَا
لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ
الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾

''ضرور پائیں گے آپ سب لوگوں سے زیادہ دشمنی رکھنے والے مومنوں سے یہود کو اور مشرکوں کو اور پائیں گے آپ سب سے زیادہ قریب دوستی میں ایمان والوں سے انہیں جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور وہ غرور نہیں کرتے۔ اور جب سنتے ہیں (قرآن) جو اتارا گیا رسول کی طرف تو تو دیکھے گا ان کی آنکھوں کو کہ چھلک رہی ہوتی ہیں آنسوؤں سے اس لئے کہ پہچان لیا انہوں نے حق کو، کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے پس تو لکھ لے ہمیں (اسلام کی صداقت کی) گواہی دینے والوں میں اور کیا وجہ ہے کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور جو آچکا ہے ہمارے پاس حق حالانکہ ہم امید کرتے ہیں کہ داخل فرمائے ہمیں ہمارا رب نیک گروہ میں۔ تو عطا فرمائے انہیں اللہ تعالیٰ نے بعوض اس قول کے باغات رواں ہیں ان کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں اور یہی معاوضہ ہے نیکی کرنے والوں کا اور جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلا دیا ہماری آیتوں کو تو وہی دوزخی ہیں''۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہودی بھی مسلمان سے تنہائی میں ملے گا تو وہ مسلمان کو قتل کرنے کا ارادہ کرے گا۔ ایک میں الفاظ یہ ہیں کہ اس کا نفس مسلمان کو قتل کرنے کا کہے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ وفد ہے جو حبشہ کے علاقہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ آیا تھا(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کے بارے میں جو ذکر کیا ہے اس سے مراد حبشہ کے وہ لوگ ہیں جو اس وقت ایمان لائے جب مہاجر مومن ان کے پاس ہجرت کر کے آئے تھے۔ یہ بات انہیں کے متعلق ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 5، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت وَاِذَا سَمِعُوۡا نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم، ابونعیم نے حلیہ میں اور واحدی نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کے واسطے سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے کہا مجھے سعید بن مسیّب، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام اور عروہ بن زبیر نے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو بھیجا۔ اس کے ہاتھ میں نجاشی کے لئے ایک خط بھیجا۔ عمرو بن امیہ نجاشی کے پاس گئے۔ نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط پڑھا پھر حضرت جعفر اور دوسرے مہاجرین کو بلایا۔ نجاشی نے راہبوں اور قسیسین کو بھی بلا بھیجا۔ ان سب کو جمع کیا پھر جعفر بن ابی طالب کو کہا کہ انہیں قرآن پڑھ کر سنائیں۔ حضرت جعفر نے انہیں سورۂ مریم پڑھ کر سنائی۔ وہ سب قرآن پر ایمان لے آئے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہ پڑیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمۡ مَّوَدَّةً نازل ہوئی (2)۔

عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنۡهُمۡ قِسِّيۡسِيۡنَ وَرُهۡبَانًا کی تفسیر نقل کرتے ہوئے کہا یہ نجاشی کے قاصد تھے جو اس نے اس لئے بھیجے تاکہ یہ خبر دیں کہ نجاشی اور اس کی قوم مسلمان ہو چکی ہے۔ یہ ستر افراد تھے۔ اس نے اپنی قوم سے بہترین افراد کا انتخاب کیا تھا۔ یہ سمجھ اور عمر میں بہترین لوگ تھے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اس کے اپنے بہترین ساتھیوں میں سے تیس آدمی بھیجے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ کے حجرہ میں داخل ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر سورۂ یٰس تلاوت کی۔ جب انہوں نے قرآن سنا تو رونے لگے اور پہچان گئے کہ یہی حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ ان کے بارے میں یہ آیت بھی نازل فرمائی اَلَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِهٖ هُمۡ بِهٖ يُؤۡمِنُوۡنَ ۝ وَاِذَا يُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنۡ قَبۡلِهٖ مُسۡلِمِيۡنَ ۝ اُولٰٓـئِكَ يُؤۡتَوۡنَ اَجۡرَهُمۡ مَّرَّتَيۡنِ بِمَا صَبَرُوۡا وَيَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ۝ (القصص: 52 تا 54)

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کا خیال تھا کہ یہ آیت نجاشی کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ ملاح تھے۔ یہ حضرت جعفر کے ساتھ حبشہ سے آئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر قرآن حکیم کی تلاوت کی تو وہ ایمان لے آئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے وطن واپس لوٹو گے تو تم اپنے دین سے پھر جاؤ گے تو انہوں نے عرض کی ہم اپنے دین سے نہیں پھریں گے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو حبشہ کے علاقہ سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے تھے۔ حضرت جعفر حبشہ گئے تھے، چالیس قریش کے تھے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 10، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ اسباب النزول للواحدی، صفحہ 106، دارالکتب العلمیہ بیروت

پچاس اشعری تھے، چار عک قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سب سے بڑا ابو عامر اشعری اور چھوٹا عامر تھا۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ قریش نے انہیں واپس لانے کے لئے عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کو بھیجا یہ لوگ نجاشی کے پاس آئے اور کہا ان مہاجرین نے اپنی قوم کے دین میں بگاڑ پیدا کیا ہے۔ نجاشی نے مہاجرین کی طرف پیغام بھیجا۔ مہاجرین آئے۔ نجاشی نے ان سے سوال کیا تو مہاجرین نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان بھی اس طرح ایک نبی بھیجا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلی امتوں کی طرف بھی نبی بھیجے تھے۔ وہ ہمیں اللہ وحدہ لاشریک کی طرف بلاتا ہے، نیکی کا حکم دیتا ہے، برائی سے روکتا ہے، صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے، قطع رحمی سے منع کرتا ہے، وعدہ پورا کرنے کا ارشاد فرماتا ہے، وعدہ توڑنے سے روکتا ہے۔ ہماری قوم نے ہم پر ظلم کیا۔ جب ہم نے اس نبی کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے تو ہماری قوم نے ہمیں وہاں سے نکال دیا۔ ہم نے تیرے سوا کہیں پناہ نہ پائی۔ نجاشی نے کہا یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ عمرو بن عاص اور اس کے ساتھی نے کہا یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہیں جو اس سے مختلف ہیں جو تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہو۔ نجاشی نے پوچھا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو مہاجرین نے جواب دیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں جسے کنواری پاک دامن نے جنا ہے۔ نجاشی نے کہا تم نے کوئی غلط بات نہیں کی پھر عمرو بن عاص اور اس کے ساتھی سے کہا اگر تم میری پناہ میں نہ ہوتے تو میں تمہارے ساتھ یہ سلوک کرتا۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت جعفر اور ان کے ساتھی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ لوگ (حبشہ کے لوگ) بھی ان کے ساتھ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔ کسی نے کہا اگر یہ پہلے علاقہ کی طرف واپس گئے تو اپنے دین کی طرف پلٹ جائیں گے۔ ہمیں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت جعفر طیار کے ساتھ ان کے ستر آدمی آئے تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر قرآن حکیم پڑھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بارہ آدمی بھیجے گئے۔ سات قسیس اور پانچ راہب تھے تا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملات کو دیکھیں اور ان سے سوال و جواب کریں۔ جب یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر قرآن حکیم پڑھا تو وہ رو دیے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اس آیت وَ اِذَا سَمِعُوْا کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے صحابہ کے بارے میں مشرکین سے خوف تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت ابن مسعود اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم کو اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ نجاشی کے پاس بھیجا جو حبشہ کا بادشاہ تھا۔ جب مشرکوں کو یہ خبر ہوئی تو انہوں نے عمرو بن عاص کی قیادت میں ایک جماعت بھیجی۔ علماء نے یہ بھی ذکر کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے پہلے یہ وفد نجاشی کے پاس پہنچ گیا اور کہا ہمارے درمیان ایک ایسا آدمی ظاہر ہوا ہے جس نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت

قریش کی عقلوں کو پراگندہ کر دیا ہے۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ اس نے تیری طرف بھی ایک جماعت بھیجی ہے تاکہ تیری قوم میں تیرے خلاف بگاڑ پیدا کریں۔ ہم نے پسند کیا کہ ہم تیرے پاس آئیں اور ان کے بارے میں بتائیں۔ نجاشی نے کہا اگر وہ میرے پاس آئیں گے تو جو وہ کہتے ہیں ان میں میں غور و فکر کروں گا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ آئے تو وہ نجاشی کے دروازہ پر آئے اور کہا اولیاء اللہ کو اجازت دو۔ نجاشی نے کہا انہیں اجازت دو اور اولیاء اللہ کو خوش آمدید۔ جب یہ بادشاہ کے پاس گئے تو اسے سلام کیا تو مشرکوں میں سے ایک جماعت نے کہا اے بادشاہ کیا آپ نے دیکھا نہیں ہم نے آپ کو سچ بتایا تھا۔ انہوں نے تجھے اس طرح سلام نہیں کیا جس طرح تجھے سلام کیا جاتا ہے۔ نجاشی نے مہاجرین سے کہا تم کو کس چیز نے روکا کہ تم مجھے اس طرح سلام کرو جس طرح مجھے سلام کیا جاتا ہے؟ مہاجرین نے کہا ہم نے تجھے جنتیوں اور فرشتوں کا سلام کیا ہے۔ نجاشی نے کہا تمہارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ مہاجرین نے کہا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں جو حضرت مریم علیہا السلام کی طرف القاء کی گئی اور حضرت مریم کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ کنواری، پاکیزہ اور بتول ہیں۔ نجاشی نے زمین سے ایک لکڑی اٹھائی اور کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ وہی ہیں جو تمہارے نبی نے فرمایا وہ اس لکڑی کے برابر بھی زیادہ نہیں مشرکوں نے یہ بات ناپسند کی اور ان کے چہروں کے رنگ بدل گئے۔ نجاشی نے کہا کیا تم مجھے کچھ سناؤ گے جو تم پر نازل کیا گیا؟ مہاجرین نے کہا جی ہاں نجاشی نے کہا پڑھو جبکہ نجاشی کے اردگرد، قسیس، راہب اور نصرانی موجود تھے۔ مہاجرین جب بھی کوئی آیت پڑھتے تو قسیس اور راہبوں کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑتے کیونکہ وہ حق پہچان گئے تھے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ (1)

امام طبرانی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے ان کے اسلام کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ آئے تو میں نے کھانا بنایا اور آپ کی خدمت میں لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی صدقہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا اسے کھاؤ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اسے تناول نہ کیا پھر میں واپس آیا، کھانا تیار کیا اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی ہدیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کھایا اور اپنے صحابہ سے فرمایا کھائیے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے نصاریٰ کے بارے میں بتائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان میں کوئی خیر نہیں اور نہ ہی ان میں کوئی خیر ہے جو ان سے محبت کرے۔ میں بوجھل طبیعت کے ساتھ اٹھا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس آیت کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلا بھیجا، فرمایا اے سلمان اللہ تعالیٰ نے تیرے ان دوستوں کا ذکر فرمایا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب میں سے کچھ لوگ تھے، وہ اس شریعت حقہ پر تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے۔ وہ اس پر ایمان رکھتے اور اسی کے مطابق فیصلہ کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 6، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 249 (6121)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث کیا تو انہوں نے حضور ﷺ کی تصدیق کی، آپ پر ایمان لائے اور اس بات کو تسلیم کیا کہ جو آپ لائے ہیں وہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی جیسے تم سن رہے ہو۔

امام ابوعبید نے فضائل میں، ابن ابی شیبہ نے مسند میں، عبد بن حمید، بخاری نے تاریخ میں، حارث بن ابی اسامہ نے مسند میں، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، بزار، ابن الانباری نے مصاحف میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے قسیسین اور رہبان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا رہبان وہ ہوتے ہیں جو گرجوں میں ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا کہ ان میں صدیقین اور رہبان ہیں بزار کے الفاظ میں ہے قسیسین کو چھوڑو، مجھے رسول اللہ ﷺ نے صدیقین پڑھایا (1) حکیم ترمذی کے الفاظ یہ ہیں میں نے نبی کریم ﷺ پر قسیسین پڑھا تو آپ نے مجھے صدیقین پڑھایا۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں رامہرمز کے ہاں یتیم تھا۔ چودھری رامہرمز کا بیٹا معلم کے پاس جاتا جو اسے تعلیم دیتا۔ اس کے ساتھ رہتا تا کہ میں اس کی نگہداشت میں ہو جاؤں۔ میرا ایک بھائی مجھ سے بڑا تھا۔ وہ غنی تھا جبکہ میں ایک فقیر نوجوان تھا۔ جب وہ معلم کی مجلس سے اٹھتا تو جو نوجوان اس کی حفاظت کرتے وہ چلے جاتے۔ جب وہ چلے جاتے تو وہ ایک کپڑے کا نقاب اوڑھتا پھر پہاڑ پر چڑھ جاتا۔ وہ اجنبی بن کر کئی دفعہ ایسا کرتا۔ میں نے اس سے کہا تو یہ یہ عمل کرتا ہے لیکن مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جاتا۔ اس نے کہا تو نوجوان ہے، مجھے ڈر ہے کہ تجھ سے کوئی عجیب و غریب چیز ظاہر نہ ہو جائے، میں نے اسے کہا تو نہ ڈر۔ اس نے کہا اس پہاڑ میں ایک غار میں ایک قوم ہے، وہ عبادت گزار اور نیک لوگ ہیں، وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کا ذکر کرتے ہیں اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں آتش پرست اور بت پرست ہوں اور میرا کوئی دین نہیں۔ میں نے اسے کہا مجھے اپنے ساتھ ان کے پاس لے جا۔ اس نے کہا میں ایسا اس وقت تک نہیں کر سکتا یہاں تک کہ میں ان سے مشورہ نہ کرلوں، مجھے خوف ہے کہ کہیں تجھ سے ایسی بات نہ ظاہر ہو جائے جس کا علم میرے باپ کو ہو جائے تو وہ ان لوگوں کو مار ڈالے گا تو ان لوگوں کی ہلاکت کا سبب میں بنوں گا۔ میں نے کہا مجھ سے ایسی بات ظاہر نہ ہو گی۔ اس نے ان لوگوں سے مشورہ کیا، کہا میرے ہاں ایک نوجوان ہے جو یتیم ہے، وہ پسند کرتا ہے کہ تمہارے پاس آئے اور تمہاری بات سنے۔ ان لوگوں نے کہا اگر تجھے اس پر اعتماد ہے (تو ٹھیک ہے)۔ اس نے کہا میں امید رکھتا ہوں کہ اس سے وہی بات سامنے آئے گی جو مجھے پسند ہے۔ تو انہوں نے اسے کہا اسے لے آنا۔ اس نے کہا میں نے ان لوگوں سے اجازت لے لی ہے کہ تو میرے ساتھ آ جائے۔ جب وہ وقت آئے جس میں تو مجھے جاتے ہوئے دیکھتا تھا تو میرے پاس آ جانا مگر کسی کو بھی تیرے بارے میں علم نہ ہو۔ اگر میرے باپ کو ان کا علم ہو گیا تو وہ ان لوگوں کو قتل کر دے گا۔ جب وہ وقت آیا جس میں وہ جاتا تھا تو میں اس کے پیچھے ہو لیا۔ وہ پہاڑ پر چڑھا ہم ان تک پہنچے تو وہ لمبی غار میں تھے اس نے کہا میرے ساتھ آؤ، میں دیکھتا ہوں کہ وہ چھ یا سات ہیں۔ عبادت کی وجہ سے ان کی جان نکلی جاتی تھی۔ وہ دن کو روزہ رکھتے، رات کو عبادت کرتے، وہ درخت

1۔ فضائل القرآن از ابوعبید، صفحہ 298، بیروت

کا پھل یا جو چیز انہیں میسر ہوتی وہ کھاتے۔ ہم ان کے پاس بیٹھ گئے۔ چودھری کے بیٹے نے میری تعریف کی۔ انہوں نے گفتگو کی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور گزشتہ انبیاء ورسل کا ذکر کیا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا اور بغیر مذکر کے انہیں پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول بنایا، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے وہ چیزیں مسخر کیں جو وہ بطور معجزہ کرتے ایک قوم نے آپ کا انکار کیا اور ایک جماعت نے آپ کی پیروی کی۔ وہ اللہ کے بندے اور رسول تھے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کا امتحان لیا۔ انہوں نے اس سے قبل کہا اے نوجوان تیرا ایک رب ہے، تیرے لئے لوٹنے کی ایک جگہ ہے، تیرے سامنے جنت اور دوزخ ہے جس کی طرف تو جارہا ہے یہ قوم آگ کی پوجا کرتی ہے، یہ کفر وگمراہی والے ہیں، جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر راضی نہیں، یہ دین حق پر نہیں۔ جب وہ وقت آیا جب وہ نوجوان واپس آتا تھا، وہ واپس آیا تو میں بھی اس کے ساتھ واپس آ گیا۔ اگلے دن پھر ہم ان کے پاس گئے۔ انہوں نے پہلی طرح گفتگو کی اور بہت اچھی گفتگو کی۔ تو میں ان کے ساتھ رہنے لگا۔ انہوں نے کہا اے لڑکے تو نوجوان ہے تو اس طرح نہیں کر سکتا جس طرح ہم کرتے ہیں۔ کھاؤ، پیو، عبادت کرو اور سو جاؤ۔

بادشاہ (چودھری) اپنے بیٹے کے طرز عمل پر مطلع ہو گیا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوا یہاں تک کہ ان کی غار تک پہنچا۔ اس نے کہا اے لوگو تم میری پناہ میں آئے میں نے تمہیں اچھی پناہ دی، تم نے مجھ سے کوئی برا سلوک نہ دیکھا، تم نے میرے بیٹے کا قصد کیا اور اسے غلط راستے پر ڈال دیا، میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں، اگر میں تین دنوں کے بعد تمہیں یہاں پاؤں تو میں تم پر تمہاری یہ غار جلا دوں گا۔ اپنے اپنے علاقے میں چلے جاؤ کیونکہ میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ میری طرف سے تمہیں تکلیف پہنچے۔ انہوں نے کہا ہاں یہ ٹھیک ہے، ہم نے تمہیں تکلیف دینے کا کوئی ارادہ نہیں کیا، ہم نے تو بھلائی کا ہی ارادہ کیا تھا، اس نے اپنے بیٹے کو ان کے پاس آنے سے روک دیا تھا۔ میں نے بادشاہ کے بیٹے سے کہا اللہ سے ڈر تو یہ خوب جانتا ہے کہ یہ اللہ کا دین ہے۔ تیرا والد اور ہم سب اللہ کے دین پر نہیں، وہ سب آتش پرست ہیں اور اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتے۔ دوسرے کی دنیا کے لئے اپنی آخرت کو نہ بیچ، اس نے کہا اے سلمان بات ایسے ہی ہے جیسے تم نے کہی، میں نے قوم کے پاس اس لئے جانا چھوڑ دیا تا کہ ان کی زندگیاں سلامت رہیں۔ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ جاؤں گا تو میرا والد گھوڑوں کے ساتھ میرا پیچھا کرے گا، ان کے پاس میرے آنے کی وجہ سے وہ گھبرایا، اس وجہ سے اس نے ان کو بھگایا ہے، میں خوب جانتا ہوں کہ حق انہیں کے پاس ہے۔ میں نے کہا تو زیادہ آگاہ ہے پھر میں اپنے بھائی سے ملا، اس پر یہ چیز پیش کی۔ اس نے کہا میں تو اپنی ذات اور رزق کے حصول میں مصروف ہوں۔ میں ان لوگوں کے پاس اس روز آیا جس دن وہ کوچ کرنا چاہ رہے تھے۔ انہوں نے کہا اے سلمان ہم ڈرتے تھے وہی بات ہوئی جس کو تو نے دیکھ لیا، خوب ذہن نشین کر لے دین وہی ہے جو ہم نے تمہیں وصیت کی ہے۔ یہ لوگ آتش پرست ہیں، نہ یہ اللہ کو پہچانتے ہیں اور نہ ہی اس کا ذکر کرتے ہیں، کوئی بھی تمہیں اس سے دھوکے میں نہ ڈالے۔ میں نے کہا میں تم سے جدا نہ رہوں گا۔ انہوں نے کہا تو ہمارے ساتھ رہنے پر قادر نہیں ہے، ہم دن کو روزے رکھتے ہیں اور رات کو عبادت کرتے ہیں، ہم درخت یا جو چیز ہمیں میسر ہوتی ہے وہ کھاتے ہیں تو اس کی طاقت نہ رکھے گا۔ میں نے کہا میں تم

سے جدا نہ ہوں گا۔ انہوں نے کہا تو خوب جانتا ہے کہ ہم نے تجھے اپنا حال بتا دیا ہے۔ اگر تو نہیں مانتا تو کوئی ساتھی تلاش کر جو تیرے ساتھ رہے، اپنے ساتھ بھی کوئی چیز لے لے جسے تو کھائے، جو ہم طاقت رکھتے ہیں اس کی تو طاقت نہیں رکھتا۔ میں نے کہا میں ایسا کرتا ہوں میں اپنے بھائی سے ملا، اس پر تمام صورتحال پیش کی۔ اس نے انکار کر دیا۔ میں ان کے پاس آیا۔ انہوں نے اپنا سامان اٹھایا، وہ پیدل چلتے تھے، میں بھی ان کے ساتھ پیدل چلتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سلامتی عطا فرمائی یہاں تک کہ ہم موصل آپہنچے۔ ہم موصل کے گرجا گھر میں پہنچے۔ جب وہ گرجا میں داخل ہوئے تو وہاں لوگوں نے انہیں گھیر لیا۔ پوچھا تم کہاں تھے؟ ہم نے کہا ہم ایسے ملک میں تھے جہاں کے لوگ اللہ کا ذکر نہیں کرتے۔ وہاں آتش پرست ہیں۔ انہوں نے ہمیں وہاں سے نکال دیا تو ہم تمہارے پاس چلے آئے۔ بعد میں انہوں نے کہا اے سلمان ان پہاڑوں میں دین دار لوگ ہیں، ہم ان کی ملاقات کا ارادہ رکھتے ہیں تو ان لوگوں کے ساتھ رہ۔ یہ دین دار لوگ ہیں، تو ان سے وہ طرز عمل دیکھے گا جو تو پسند فرماتا ہے۔ میں نے کہا میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ انہوں نے گرجا کے لوگوں کو میرے ساتھ حسن سلوک کرنے کو کہا۔ اس گرجا میں رہنے والے لوگوں سے کہا ہمارے ساتھ ہی رہو تجھے کوئی ایسی چیز عاجز نہیں کرے گی جو ہمارے لئے سہولت پیدا کرے گی۔ میں نے کہا میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ وہ وہاں سے چلے تو میں ان کے ساتھ تھا۔ ہم نے پہاڑوں کے درمیان صبح کی۔ وہاں ایک چٹان تھی، گھڑوں میں کثیر پانی تھا اور بہت زیادہ روٹیاں تھیں۔ ہم اس چٹان کے پاس بیٹھ گئے۔ جب سورج طلوع ہوا تو ان پہاڑوں کے درمیان سے لوگ نکلے۔ ایک ایک آدمی اپنی جگہ سے نکلتا گویا روحیں ان کے جسموں سے نکل چکی ہیں یہاں تک کہ وہ بہت زیادہ ہو گئے۔ انہوں نے خوش آمدید کہا اور انہیں گھیر لیا اور پوچھا تم کہاں تھے؟ ہم نے تم کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے جواب دیا ہم ایسے علاقہ میں تھے جہاں کے لوگ اللہ کا ذکر نہیں کرتے۔ وہاں آتش پرست ہیں۔ ہم اس علاقہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے تو انہوں نے ہمیں وہاں سے بھگا دیا۔ انہوں نے پوچھا یہ جوان کون ہے؟ تو میرے ساتھ والے میری تعریف کرنے لگے اور کہا یہ ان شہروں سے ہمارا ساتھی بنا ہے، ہم اس میں بھلائی ہی دیکھتے ہیں۔ اللہ کی قسم وہ اسی طرح تھے کہ غار سے ایک لمبے قد والا آدمی ظاہر ہوا، وہ آیا، اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ جن لوگوں کے ساتھ میں تھا انہوں نے اسے گھیر لیا اور اس کی تعظیم کی، اس کا احاطہ کر لیا، اس نے میرے ساتھیوں سے پوچھا تم کہاں تھے؟ ساتھیوں نے بتایا اس نے پوچھا یہ تمہارے ساتھ نوجوان کون ہے؟ انہوں نے میری تعریف کی اور یہ بتایا کہ یہ ان کا پیروکار ہے۔ جتنی انہوں نے اس آدمی کی تعظیم کی میں نے ایسی تعظیم نہیں دیکھی تھی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر اس نے اللہ تعالیٰ کے انبیاء ورسل کا ذکر کیا۔ انہوں نے جو مشکلات جھیلیں اور ان کے ساتھ جو سلوک ہوا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کیا یہ بھی بتایا کہ ان کی ولادت بغیر مذکر کے ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول بنایا، ان کے ہاتھ پر یہ معجزات جاری فرمائے کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے، مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کرتے، وہ مٹی سے پرندے کی شکل بناتے، اس میں پھونک مارتے، تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا، اللہ تعالیٰ نے ان پر انجیل کو نازل فرمایا، انہیں تورات کی تعلیم دی اور بنی اسرائیل کی طرف انہیں رسول بنا کر بھیجا۔ ایک قوم نے ان کا انکار کیا اور ایک جماعت ان پر ایمان لے آئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے

جو تکالیف اٹھائی تھیں ان میں سے بعض کا ذکر کیا۔ یہ بھی بتایا کہ وہ اللہ کے بندے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا اور اللہ تعالیٰ سے راضی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھا لیا جبکہ وہ انہیں نصیحت کر رہا تھا کہتا اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو پیغام لائے اس کو لازم پکڑو، تم ان کی مخالفت نہ کرو کہ وہ تمہاری مخالفت کریں پھر فرمایا جوان میں سے کوئی چیز لینا چاہے وہ لے لے۔ ایک آدمی اٹھتا، وہ پانی کا گھڑا، کھانا اور دوسری شے لے لیتا۔ میرے ساتھی بھی اس کی طرف اٹھے جن کے ساتھ میں آیا تھا، اسے سلام کیا اور تعظیم بجالائے۔ اس نے انہیں کہا اس دین کو لازم پکڑو، تفرقہ سے بچو، اس غلام کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ مجھ سے کہا اے نوجوان یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے جس سے بڑھ کر کوئی دین نہیں۔ اس کے علاوہ کفر ہے۔ میں نے کہا میں تو آپ سے جدا نہ ہوں گا۔ اس نے کہا تو میرے ساتھ رہنے کی طاقت نہیں رکھے گا۔ میں اس غار سے اتوار کے علاوہ باہر نہیں نکلتا تو میرے ساتھ رہنے پر قادر نہ ہوگا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا، ساتھیوں نے کہا اے نوجوان تو اس کے ساتھ نہ رہ سکے گا۔ میں نے کہا میں تجھ سے جدا نہ ہوں گا۔ اس نے کہا اے نوجوان میں تجھے اب بتا رہا ہوں۔ میں اس غار میں داخل ہوتا ہوں میں آئندہ اتوار تک اس سے باہر نہیں آتا اور تو اسے خوب جانتا ہے۔ میں نے کہا میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا اے فلاں یہ نوجوان ہے۔ ہمیں اس کے بارے میں ڈر لگتا ہے۔ اس نے کہا تو خوب جانتا ہے۔ میں نے کہا میں تیرا ساتھ نہیں چھوڑوں گا میرے پہلے ساتھی مجھ سے جدائی اختیار کرنے کی وجہ سے رونے لگے۔ اس نے کہا یہاں سے اتنا کھانا لے لے جو تیرے لئے آئندہ اتوار تک کافی ہو اور یہاں سے پانی بھی لے لے جو تیرے لئے آئندہ اتوار تک کافی ہو۔ میں نے ایسا ہی کیا وہ لوگ چلے گئے ہر آدمی چلا گیا جہاں وہ رہتا تھا۔ وہ اس کے پیچھے ہولیا یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی ایک غار میں داخل ہو گیا۔ اس نے کہا جو تیرے ساتھ ہے اسے رکھ دے کھا اور پی۔ خود اس نے عبادت شروع کر دی۔ میں بھی اس کے ساتھ عبادت کرنے لگا۔ وہ میری طرف متوجہ ہوا۔ اس نے کہا تو اس کی طاقت نہ رکھے گا بلکہ عبادت کر اور سو جا، کھا اور پی۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ میں نے اسے سوتے ہوئے اور کھاتے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ وہ آئندہ اتوار تک رکوع و سجود ہی کرتا رہا۔

جب ہم نے صبح کی اس نے کہا اپنا یہ گھڑا اٹھا اور چل۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا یہاں تک کہ ہم اس چٹان تک آ پہنچے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بھی اپنے اپنے پہاڑوں سے باہر نکل آئے ہیں۔ وہ اس چٹان کے قریب جمع ہو گئے۔ وہ اس کے نکلنے کا انتظار کر رہے تھے۔ سب بیٹھ گئے، اس نے پہلی مرتبہ کی طرح عمدہ گفتگو کی۔ اس نے کہا اس دین کو لازم پکڑو اور فرقہ بندی نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو یہ جان لو کہ حضرت عیسیٰ بن مریم اللہ کے بندے تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا پھر انہوں نے میرا ذکر کیا اے فلاں اس نوجوان کو تو نے کیسا پایا۔ اس نے میری تعریف کی اور کہا یہ بہت اچھا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ وہاں بے شمار روٹیاں اور پانی تھا۔ انہوں نے وہ چیزیں لیں ہر ایک آدمی اتنی چیزیں لے جا رہا تھا جتنی اس کے لئے کافی ہوتیں۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ وہ لوگ پہاڑوں میں بکھر گئے۔ وہ اپنی غار کی طرف لوٹ آیا اور میں بھی اس کے ساتھ لوٹ آیا۔ جتنی دیر اللہ نے چاہا وہ رہا۔ وہ ہر اتوار کو باہر نکلتا۔ وہ لوگ بھی نکلتے۔ وہ انہیں وصیت کرتا۔ وہ ایک اتوار نکلا۔ جب لوگ

جمع ہو گئے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور انہیں نصیحت کی۔ اس نے ایسی ہی گفتگو کی جیسی وہ پہلے کیا کرتا تھا۔ پھر اس نے آخر میں کہا اے لوگو میری عمر زیادہ ہو گئی۔ میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں، میری موت کا وقت قریب ہے، میں اتنے عرصہ سے اس گھر کی زیارت کے لئے نہیں گیا، اب میرے لئے وہاں جانا ضروری ہے۔ اس جوان کا اچھی طرح خیال رکھنا، دیکھتا ہوں کہ اس میں کوئی کجی نہیں۔ وہ لوگ رونے لگے۔ میں نے ایسا رونا نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا اے ابوفلاں تو بڑا ہے اور تو اکیلا ہے، ہمیں اس سے کوئی اطمینان نہیں کہ تمہیں موت آ جائے۔ ہمیں تو آپ کی سخت ضرورت ہے۔ اس نے کہا میرے ساتھ بحث نہ کرو میرے لئے وہاں جانا ضروری ہے لیکن اس نوجوان کے ساتھ حسن سلوک کرنا، ایسا کرنا ایسا کرنا۔ میں نے کہا میں تو تم سے جدا نہ ہوں گا۔ اس نے کہا اے سلمان تو نے میری حالت دیکھ لی ہے اور جس کیفیت پر میں ہوتا ہوں اسے بھی تو نے دیکھ لیا ہے۔ یہ تیرے لئے نہیں۔ میں دن کو روزہ رکھتا ہوں اور رات کو قیام (عبادت) کرتا ہوں۔ میں اپنے ساتھ زادراہ یا کوئی اور چیز اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا اور تو اس پر قادر نہیں۔ میں نے کہا میں تجھ سے جدا نہ ہوں گا۔ اس نے کہا تو بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے کہا اے فلاں کے باپ ہم تمہارے اور اس نوجوان کے بارے میں ڈرتے ہیں۔ اس نے کہا یہ بہتر جانتا ہے، میں نے اسے سب کچھ بتا دیا ہے اور سابقہ احوال کو یہ دیکھ چکا ہے۔ میں نے کہا میں تیرا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ سب لوگ رونے لگے اور اسے الوداع کہا۔ اس نے لوگوں کو کہا اللہ سے ڈرو اور میں نے تمہیں جو وصیتیں کی ہیں ان پر قائم رہو۔ اگر میں زندہ رہا شاید میں تمہارے پاس آ جاؤں۔ اگر میں مر جاؤں تو اللہ تعالیٰ تو زندہ ہے جو نہ مرے گا۔ اس نے ان لوگوں کو سلام کیا اور چل پڑا۔ میں بھی اس کے ساتھ چل پڑا۔ اس نے مجھے کہا اس روٹی سے کچھ لے لو جسے کھا لینا۔ وہ چلا میں بھی اس کے ساتھ چلا۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیے جا رہا تھا۔ وہ کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا اور نہ ہی کسی چیز کے پاس ٹھہرتا تھا۔ جب شام ہوتی تو وہ کہتا اے سلمان نماز پڑھ اور سو جا، کھا اور پی پھر وہ رات کو عبادت کرتا رہتا یہاں تک کہ بیت المقدس تک جا پہنچا۔ وہ آسمان کی طرف نظر نہیں اٹھاتا تھا یہاں تک کہ ہم بیت المقدس جا پہنچے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ایک اپاہج بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے تو میری حالت دیکھ رہا ہے، مجھے کوئی چیز صدقہ کے طور پر دے دے۔ وہ اس اپاہج کی طرف متوجہ نہ ہوا اور مسجد میں داخل ہو گیا۔ میں بھی اس کے ساتھ مسجد میں داخل ہو گیا۔ وہ مسجد میں مختلف جگہیں تلاش کرنے لگا جہاں وہ نماز پڑھتا پھر اس نے کہا اے سلمان میں فلاں وقت سے نہیں سویا اور نہ ہی اس کا ذائقہ چکھا ہے۔ اگر تو ذمہ لے کہ جب سایہ فلاں جگہ پہنچے گا تو تو مجھے بیدار کر دے گا تو میں سو جاؤں کیونکہ میں اس مسجد میں سونا پسند کرتا ہوں ورنہ میں نہ سوؤں۔ میں نے کہا میں ایسا کر دوں گا۔ اس نے کہا خیال رکھنا جب سایہ فلاں جگہ تک پہنچ جائے تو مجھے اٹھا دینا جب نیند مجھ پر غالب آ جائے۔ وہ سو گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ اتنے عرصہ سے نہیں سویا جبکہ میں نے کچھ عرصہ خود بھی دیکھا ہے۔ میں اسے سونے دیتا ہوں تاکہ یہ نیند سے تشفی پا لے۔ اسی اثناء میں کہ وہ چل رہا ہوتا تھا اور میں اس کے ساتھ تھا وہ میری طرف متوجہ ہوتا اور مجھے نصیحت کرتا اور مجھے بتاتا کہ میرا ایک رب ہے، اس کے سامنے جنت، جہنم اور حساب ہے، وہ مجھے اس کی تعلیم دیتا۔ وہ مجھے بھی اس طرح نصیحت کرتا جس طرح اپنی قوم کو اتوار کے دن نصیحت کرتا تھا یہاں تک کہ ایک

دن اس نے گفتگو میں مجھے کہا اے سلمان اللہ تعالیٰ عنقریب ایک رسول مبعوث فرمائے گا جس کا نام احمد ہوگا جو تہامہ سے ظاہر ہوگا۔ وہ عجمی تھا، وہ تہامہ اور محمد اچھی طرح نہ کہہ سکا، اس کی نشانی یہ ہوئی کہ وہ ہدیہ کھائے گا، صدقہ نہ کھائے گا۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ وہ زمانہ جس میں وہ نبی ظاہر ہوگا وہ قریب ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں بوڑھا ہوں میرا گمان نہیں کہ میں اس سے ملوں گا، اگر تو اسے پائے تو اس کی تصدیق کرنا اور اس کی پیروی کرنا۔ میں نے کہا اگرچہ وہ تیرے دین کو چھوڑنے کا حکم دے؟ اس نے کہا اگرچہ وہ تجھے یہ حکم دے کیونکہ حق وہی ہوگا جو وہ لائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اس میں ہے جو وہ کہے گا۔

ابھی تھوڑا وقت ہی گزرا ہوگا، وہ گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا، وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا تھا۔ اس نے کہا اے سلمان سایہ اس جگہ سے تو آگے نکل گیا ہے جبکہ میں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا، جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ کہاں گیا؟ میں نے کہا تو نے مجھے بتایا تھا کہ تو اتنے اتنے وقت سے نہیں سویا جبکہ میں نے خود بھی بعض مواقع پر تجھے دیکھا، میں نے پسند کیا کہ تو اچھی طرح نیند کر لے۔ اس نے اللہ کی حمد کی، وہ اٹھا اور باہر نکل پڑا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا۔ اپاہج نے کہا اے اللہ کے بندے تو مسجد میں داخل ہوا، میں نے تجھ سے سوال کیا تو نے مجھے کچھ عطا نہ کیا، تو نکلا میں نے تجھ سے سوال کیا پھر بھی تو نے مجھے کچھ عطا نہ کیا۔ وہ کھڑا ہو کر دیکھنے لگا کیا کوئی دیکھ تو نہیں رہا تو اس نے کسی کو بھی نہ دیکھا۔ وہ اس اپاہج کے قریب گیا اور اس سے کہا مجھے اپنا ہاتھ پکڑا۔ اس نے اپنا ہاتھ دیا اس نے کہا بسم اللہ تو اپاہج اٹھ کھڑا ہوا گویا وہ پھندے سے آزاد ہو گیا۔ اب وہ تندرست تھا، اس میں کوئی عیب نہ تھا، اس کا ہاتھ چھوڑا اور چلا گیا، وہ کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتا اور نہ ہی کسی کے پاس کھڑا ہوتا، تو اپاہج نے مجھے کہا اے نوجوان مجھ پر میرا کپڑا ڈال دے تاکہ میں چلوں اور اپنے گھر والوں کو خوشخبری دوں۔ میں نے اس کے کپڑے اس پر ڈالے، وہ چلا گیا اور میری طرف متوجہ نہ ہوا۔ میں اس کے پیچھے اس کی تلاش میں نکلا۔ جب بھی میں اس کے بارے میں پوچھتا لوگ بتاتے وہ تیرے آگے آگے ہے یہاں تک کہ مجھے بنو کلب کا ایک قافلہ ملا۔ میں نے ان سے پوچھا جب انہوں نے میری زبان کا لب و لہجہ سنا تو ان میں سے ایک نے اپنا اونٹ بٹھایا اور مجھے سوار کر لیا۔ اس نے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا یہاں تک کہ انہوں نے مجھے اپنے شہر (ملک) میں پہنچا دیا۔ انہوں نے مجھے بیچا۔ انصار کی ایک عورت نے مجھے خریدا اور اپنے باغ میں مجھے رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، مجھے اس کے بارے میں خبر ہوئی۔ میں نے اپنے باغ کی کچھ کھجوریں لیں۔ انہیں ایک چیز پر رکھا پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ آدمی پائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دوسروں کی بنسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ قریب تھے۔ میں نے کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کر دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی صدقہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھیوں سے فرمایا اسے کھاؤ خود تناول نہ کیں پھر میں ٹھہرا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر میں نے اسی قدر کھجوریں لیں ایک چیز پر انہیں رکھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں انہیں لے آیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگ دیکھے۔ حضرت ابو بکر صدیق دوسروں کی بنسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ قریب تھے۔ میں نے وہ کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی ہدیہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

بسم اللہ کہی، خود بھی انہیں کھایا اور قوم نے بھی کھایا، میں نے اپنے دل میں کہا یہ تو اس کی نشانیوں میں سے ہے، میرا وہ ساتھی عجمی تھا، وہ تہامہ کا لفظ صحیح ادا نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے تہمہ کہا تھا اور احمد کہا تھا۔ میں حضور ﷺ کی پشت کی جانب ہوا، آپ ﷺ نے اپنا لباس ڈھیلا کیا، کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کے بائیں کندھے کی طرف وہ مہر بھی ہے۔ میں پہچان گیا پھر میں گھوما اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو کون ہے؟ میں نے عرض کی میں غلام ہوں، میں نے اپنا اور اپنے ساتھی کا واقعہ سنایا اور اس نے جو کچھ کیا تھا وہ بھی بتایا۔ حضور ﷺ نے پوچھا تو کس کا غلام ہے؟ عرض کی ایک عورت کا غلام ہوں جس نے میری ڈیوٹی باغ میں لگا رکھی ہے فرمایا اے ابو بکر انہوں نے عرض کی۔ لبیک (میں حاضر ہوں)۔ فرمایا اسے خرید لو تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ میں ٹھہرا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کو سلام کیا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نصاریٰ کے دین کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا ان میں اور ان کے دین میں کوئی بھلائی نہیں، مجھے سخت پریشانی ہوئی۔ میں نے اپنے دل میں کہا اس میں کوئی بھلائی نہیں جس کے ساتھ میں تھا اور اس سے دیکھا، جو میں نے دیکھا اس نے اپاہج کا ہاتھ پکڑا، اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ پر اسے سیدھا کر دیا۔ ان میں اور ان کے دین میں کوئی بھلائی نہیں، میں واپس آ گیا اور میرے نفس میں وہ وساوس تھے جو اللہ نے چاہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر اس آیت کو نازل فرمایا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا سلمان کو میرے پاس لاؤ۔ حضور ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا، اس نے مجھے بلایا جبکہ میں ڈر رہا تھا، میں آیا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضرت محمد ﷺ نے بسم اللہ شریف پڑھی اور پھر اس آیت کی تلاوت کی، فرمایا اے سلمان وہ لوگ جن کے ساتھ تو رہا اور تیرا جو ساتھی تھا وہ نصاریٰ نہیں تھے وہ تو مسلمان تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اس نے مجھے آپ ﷺ کی تابعداری کا حکم دیا تھا۔ میں نے اس سے کہا اگر وہ نبی تیرے دین اور جس کیفیت پر تو ہے اس کو چھوڑنے کا حکم دے تو میں اسے چھوڑ دوں؟ تو اس نے کہا تھا ہاں اسے چھوڑ دو کیونکہ حق اور جسے اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قسیسین سے مراد ان کے علماء ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ قسیسین سے مراد ان کے عبادت گزار ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے زہری سے اس آیت نیز سورۂ فرقان کی آیت نمبر 63 کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا میں ہمیشہ سے اپنے علماء سے سنتا آ رہا ہوں کہ یہ نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئیں (3)۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 82، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 7 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 10

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شاھدین سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ شاھدین سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت لیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں گواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ کی اور رسولوں کے بارے میں بھی گواہی دی کہ انہوں نے تبلیغ کی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قوم صالحین سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ ہیں (2)۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

”اے ایمان والو! نہ حرام کرو پاکیزہ چیزوں کو جنہیں حلال فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اور نہ حد سے بڑھو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا حد سے تجاوز کرنے والوں کو۔ اور کھاؤ اس سے جو رزق دیا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے حلال (اور) پاکیزہ اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم ایمان لائے ہو“۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن عدی نے کامل میں، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میں گوشت کھاتا ہوں تو عورتوں کے لئے میری طبیعت میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور شہوت مجھے اپنی گرفت میں لے لیتی ہے تو میں نے گوشت اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت صحابہ کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی کہ ہم اپنی شرم گاہیں کاٹ دیں گے، دنیا کی خواہشات ترک کر دیں گے اور زمین میں اسی طرح سیاحت کریں گے جس طرح راہب سیاحت کرتے ہیں۔ یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا اور ان کے سامنے یہ چیز ذکر کی۔ صحابہ نے عرض کی جی ہاں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں ساتھ ہی عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جس نے میری سنت کو اپنایا وہ مجھ سے ہے، جس نے میری سنت کو ترک کیا وہ مجھ سے نہیں (4)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے مراسیل میں اور ابن جریر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 10، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 12

3۔ جامع ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 238 (3054) دار الحدیث القاہرہ 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 15

حضرت عثمان بن مظعون اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے اپنے اوپر بہت سی خواہشات اور عورتیں حرام کرلی تھیں۔ بعض نے یہ بھی ارادہ کرلیا تھا کہ وہ اپنی شرم گاہیں کاٹ دیں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ نے ازواج مطہرات سے حضور ﷺ کی تنہائی کے معمولات کے بارے میں پوچھا تو (بعد میں) یہ صحابہ کہنے لگے میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا بعض نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچ گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو یہ کہتے ہیں لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، میں سوتا ہوں اور رات کو عبادت بھی کرتا ہوں، میں گوشت کھاتا اور عورت سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ میری امت میں سے نہیں (2)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن ابی حاتم، ابن حبان، بیہقی نے سنن میں ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کرتے جبکہ ہمارے ساتھ عورتیں نہ ہوتیں۔ ہم نے کہا کیا ہم اپنے آپ کو خصی نہ کرلیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس چیز سے منع کیا اور ہمیں یہ رخصت دی کہ ایک مخصوص عرصہ کے لئے کپڑے کے بدلہ میں عورت سے نکاح کرلیں پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت کی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے کچھ صحابہ نے اپنے آپ کو خصی کرنے یا گوشت اور عورتیں ترک کرنے کا ارادہ کرلیا تو یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے ساتھ تھے۔ کسی نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا، دوسرے نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ ایک اور نے کہا میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا ایک اور نے کہا میں روزے رکھوں گا اور افطار نہ کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے خوشبو اور گوشت اپنے اوپر حرام کرلیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم نازل فرمایا (6)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے ارادہ کیا کہ وہ دنیا چھوڑ دیں، عورتوں سے کنارہ کش ہو جائیں اور رہبانیت کی زندگی اختیار کرلیں۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ان کے بارے میں سخت گفتگو کی پھر فرمایا تم سے قبل لوگ سختی کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔ ان لوگوں نے اپنے اوپر سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 13، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، جلد 9، صفحہ 150 (1401) دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 153 (1404)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 13 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

بھی ان پر سختی کی۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی عبادت گاہوں میں ان کی باقیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، حج کرو، عمرہ کرو، اللہ تعالیٰ سے استقامت طلب کرو وہ تمہیں استقامت عطا فرما دے گا۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے ارادہ کر لیا تا کہ وہ دنیا سے کنارہ کش ہو جائیں، عورتوں سے دور رہیں اور زہد اختیار کریں ان صحابہ میں حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما بھی تھے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے عورتوں اور گوشت کو چھوڑ دیا اور انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے لئے گرجوں جیسی عمارتیں بنا لیں۔ جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو فرمایا میرے دین میں عورتوں اور گوشت کو چھوڑنے کا حکم نہیں اور نہ ہی گرجوں جیسی عبادت گاہیں بنانے کی اجازت ہے۔

ہمیں یہ بھی خبر دی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تین افراد اکٹھے ہوئے۔ ایک نے کہا میں رات کی عبادت کروں گا اور نہیں سوؤں گا۔ ایک نے کہا میں دن کو روزہ رکھوں گا اور افطار نہ کروں گا، تیسرے نے کہا میں عورتوں کے قریب نہ جاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا اور فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم نے فلاں فلاں چیز پر اتفاق کیا ہے۔ سب نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے بھلائی کا ارادہ کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں رات کو عبادت کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں کے پاس بھی جاتا ہوں، جو آدمی میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں۔ بعض روایات میں الفاظ اس طرح ہیں جو میری سنت سے روگردانی کرے وہ میری امت سے نہیں اور وہ راہ راست سے بھٹک گیا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابو عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں یہ حکم نہیں دیتا کہ تم قسیسین اور راہب بن جاؤ (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز بیٹھے اور لوگوں کا ذکر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور انہیں خبردار کرنے کے علاوہ کچھ نہیں فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے کہا جن کی تعداد دس تھی، ان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بھی تھے، اگر ہم کوئی کام شروع نہ کریں تو ہم نے بھی کوئی حق ادا نہیں کیا، نصاریٰ نے اپنے اوپر کچھ چیزوں کو حرام کیا تھا تو ہم بھی اپنے اوپر حرام کرتے ہیں۔ بعض نے اپنے اوپر گوشت اور چربی کو حرام کر لیا۔ بعض نے نیند کو اپنے اوپر حرام کر لیا اور بعض نے عورتوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے عورتوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا، وہ اپنے گھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 13، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 14 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

والوں کے قریب نہ ہوتے تھے اور نہ وہ ان کے قریب ہوتی تھیں۔ ان کی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی جسے حولاء کہا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں نے اس سے کہا اے حولاء تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تیرا رنگ بدلا بدلا سا ہے، کیا تو کنگھی نہیں کرتی اور خوشبو نہیں لگاتی۔ تو اس نے کہا میں کیسے خوشبو لگاؤں اور کیسے کنگھی کروں جبکہ میرا خاوند میرے پاس نہیں آتا اور فلاں فلاں عرصہ سے اس نے میرا پردہ تک نہیں ہٹایا۔ ازواج مطہرات اس کی بات سے ہنسنے لگیں، ابھی ازواج مطہرات ہنس رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تم کیوں ہنستی ہو؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یہ حولاء ہے، میں نے اس کا حال پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ میرے خاوند نے اتنے عرصہ سے میرا کپڑا تک نہیں ہٹایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف آدمی بھیجا جو انہیں بلا لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عثمان تیرا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کی میں نے یہ عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چھوڑا ہے تاکہ میں اس کی عبادت کرسکوں اور سب واقعہ بیان کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ اپنی شرم گاہ کو کاٹ دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ارشاد فرمایا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو واپس جا اور اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا کر۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو روزے کی حالت میں ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روزہ توڑ دو۔ انہوں نے روزہ توڑ دیا اور اہلیہ سے حقوق زوجیت ادا کیے۔ حضرت حولاء حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا تھا، کنگھی کی ہوئی تھی اور خوشبو لگائی ہوئی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسکرائیں فرمایا اے حولاء تیرا کیا حال ہے؟ اس نے بتایا وہ (عثمان بن مظعون) کل میرے پاس آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جنہوں نے عورتوں، کھانا اور نیند کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے، خبردار میں سوتا بھی ہوں، رات کو عبادت بھی کرتا ہوں، روزہ افطار بھی کرتا ہوں، روزہ رکھتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو فرمایا اپنی شرم گاہ کو نہ کاٹو کیونکہ یہ بھی حد سے تجاوز کرنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان صحابہ کو قسم کا کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا جنہوں نے یہ قسمیں اٹھائیں تھیں اور فرمایا لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ (المائدہ: 89) اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں پر مؤاخذہ نہیں فرماتا (1)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگوں نے ارادہ کیا جس میں حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی تھے کہ وہ دنیاوی آسائشوں سے الگ تھلگ ہو جائیں گے، اپنے آپ کو خصی کر لیں گے ٹاٹ کا لباس پہنیں گے تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن مسعود، حضرت مقداد بن اسود، حضرت سالم اور حضرت قدامہ رضی اللہ عنہم نے دنیا سے قطع تعلق کر لی،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 14، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 15

گھروں میں بیٹھ گئے، عورتوں سے علیحدگی اختیار کرلی، ٹاٹ کا لباس پہن لیا، عمدہ کھانوں اور عمدہ لباس کو اپنے اوپر حرام کرلیا، انہوں نے وہی کھانا کھانے اور لباس پہننے کا ارادہ کیا جو بنی اسرائیل میں سے سیاحت کرنے والے استعمال کرتے ہیں، اپنے آپ کو خصی کرنے کا اراہ کیا، رات کو عبادت کرنے اور دن کو روزہ رکھنے کا تہیہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور ارشاد فرمایا تمہارے نفسوں کا تم پر حق ہے، تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے پس نماز پڑھو، نیند کرو، روزہ رکھو اور افطار کرو جو آدمی ہماری سنت کو ترک کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ انہوں نے کہا اے اللہ تو نے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا ہے، ہم نے اس کی تصدیق کی اور اس کی اتباع کی (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ (جن میں حضرت عثمان بن مظعون بھی تھے) نے اپنے اوپر گوشت اور عورتوں کو حرام کرلیا۔ انہوں نے استرے لے لئے تاکہ اپنی شرم گاہیں کاٹ لیں تاکہ ان کی شہوت باقی نہ رہے اور وہ اپنے رب کی عبادت کے لے ہر کام سے فارغ ہو جائیں۔ نبی کریم ﷺ کو اس بارے میں بتایا گیا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا تم نے کیا ارادہ کیا تھا؟ تو انہوں نے عرض کی ہم چاہتے تھے کہ ہم اپنی شہوت کو ختم کردیں اور اپنے رب کی عبادت کے لئے فارغ ہو جائیں اور لوگوں سے بے نیاز ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تو اس بات کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ مجھے تو اپنے دین میں حکم دیا گیا ہے کہ میں عورتوں سے شادی کروں۔ تو ان صحابہ نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ہم ان قسموں کا کیا کریں جو ہم نے اٹھائی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 89 نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت حسن عرنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے شہوات کو اپنے اوپر حرام کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابوالشیخ نے ابن جریج کے واسطہ سے حضرت مغیرہ بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت مقداد اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم نے اپنے آپ کو خصی کرنے، گوشت حرام کرنے اور ٹاٹ کا لباس پہننے کا ارادہ کیا۔ نبی کریم ﷺ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور اس بارے میں اس سے پوچھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی کچھ تو ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں، گوشت کھاتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں، روزہ افطار کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں، نیند کرتا ہوں، لباس زیب تن کرتا ہوں، نہ میں نے لوگوں سے قطع تعلقی کی اور نہ ہی رہبانیت اختیار کی ہے لیکن میں تو دین حنیف لایا ہوں، جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔ ابن جریج نے کہا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن روحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کے خاندان کا ایک مہمان آیا جبکہ حضرت عبداللہ حضور ﷺ کے ہاں گئے ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ گھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 16، دار احیاء التراث العربی بیروت

آئے تو انہیں دیکھا کہ مہمانوں نے ان کے انتظار میں کھانا نہیں کھایا۔ آپ نے اپنی بیوی سے کہا تو نے میری وجہ سے مہمانوں کو کھانا نہیں دیا یہ کھانا مجھ پر حرام ہے ان کی بیوی نے کہا یہ کھانا مجھ پر حرام ہے۔ مہمان نے کہا یہ کھانا مجھ پر بھی حرام ہے۔ جب حضرت عبداللہ نے یہ دیکھا تو اپنا ہاتھ بڑھایا اور کہا اللہ کا نام لے کر کھاؤ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی اور سب واقعہ بتایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے درست عمل کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا ہے(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز تم پر حرام کی ہیں ان کی طرف تجاوز نہ کرو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مغیرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابراہیم سے اس آیت کے بارے میں کہا کہ کیا اس سے مراد وہ آدمی ہے جو اپنے اوپر وہ شے حرام کر دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہے؟ فرمایا ہاں۔

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو یہ قسم اٹھالیتا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا نہیں کرے گا یا اپنے اوپر کچھ کسی ایسی چیزیں حرام کر دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہوتی ہیں پھر وہ عمل کرتا ہے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرتا ہے۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے مختلف سندوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ معقل بن مقرن نے آپ سے کہا میں نے اپنے اوپر ایک سال کے لئے اپنا بستر حرام کر دیا ہے۔ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے بستر پر سوجا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام بخاری، امام ترمذی اور دار قطنی نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی اور ابو درداء کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت سلمان حضرت ابو درداء کی ملاقات کے لئے گئے تو حضرت سلمان نے ام درداء کو بڑی خستہ حالت میں دیکھا۔ حضرت سلمان نے پوچھا خیریت تو ہے؟ تو حضرت ابو درداء تشریف لائے اور حضرت عثمان کے لئے کھانا بنوایا اور کہا تم کھاؤ میں تو روزے سے ہوں۔ حضرت سلمان نے کہا میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تو اس کھانا کو کھائے۔ تو حضرت ابو درداء نے کھانا کھایا۔ جب رات ہوئی تو حضرت ابو درداء عبادت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حضرت سلمان نے کہا سو جاؤ تو وہ سو گئے پھر وہ اٹھنے لگے تو حضرت سلمان نے کہا سو جاؤ۔ جب رات کا آخری حصہ تھا تو حضرت سلمان نے کہا اب اٹھو۔ دونوں نے نماز پڑھی تو حضرت سلمان نے کہا تیرے رب کا تجھ پر حق ہے، تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے، تیرے گھر والوں کا تجھ پر حق ہے، ہر کسی کو اس کا حق ادا کرو۔ حضرت ابو درداء نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس چیز کا ذکر کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سلمان نے سچی بات کی ہے(2)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے بتایا گیا ہے کہ تو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا رہتا ہے۔ میں نے عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 16، بیروت
2۔ صحیح بخاری، کتاب الصوم، جلد 1، صفحہ 519 (1954)، دار الفکر بیروت

کی یا رسول اللہ ﷺ بات ایسے ہی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس طرح نہ کیا کر روزہ رکھ، افطار کر، رات کو عبادت کر اور رات کو نیند بھی کیا کر کیونکہ تیرے جسم کا تیرے اوپر حق ہے، تیری آنکھوں کا تیرے اوپر حق ہے، تیری بیوی کا تیرے اوپر حق ہے، تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے۔ تو ہر ماہ تین روزے رکھ لیا کر تو یہ تجھے کافی ہیں، تجھے ہر نیکی کا بدلہ دس گناہ ملے گا تو اس طرح یہ تیرے لئے تمام زمانے کے روزے ہو جائیں گے۔ میں نے کہا میں اس کی طاقت پاتا ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا پھر حضرت داؤد علیہ السلام والے روزے رکھ اس سے زیادہ روزے نہ رکھ۔ میں نے کہا اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے کون سے روزے ہیں؟ فرمایا زمانے کے نصف (1)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ تھے جن میں حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ جب انہوں نے دنیا سے منہ موڑ لیا، گھروں میں بیٹھ گئے، عورتوں سے علیحدگی اختیار کر لی، اپنے آپ کو خصی کرنے کا ارادہ کیا، رات کو عبادت کرنے اور دن کو روزہ رکھنے کا ارادہ کیا۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو حضور ﷺ نے انہیں بلایا فرمایا میں نماز پڑھتا ہوں، نیند کرتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں، روزہ افطار کرتا ہوں اور عورتوں سے شادی کرتا ہوں، جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں (2)۔

امام عبدالرزاق اور طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی میرے پاس آئی جس کا نام خولہ بنت حکیم تھا، اس کی حالت پراگندہ تھی۔ میں نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا میرا خاوند رات کو عبادت کرتا ہے اور دن کو روزے رکھتا ہے۔ اسی حالت میں نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ میں نے اس بارے میں آپ ﷺ سے گزارش کی۔ حضور ﷺ حضرت عثمان سے ملے، فرمایا اے عثمان رہبانیت ہم پر فرض نہیں کی گئی کیا تیرے لئے مجھ میں اسوہ نہیں ہے، اللہ کی قسم میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والا ہوں (3)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا سے علیحدگی اختیار کی وہ ہم میں سے نہیں۔

امام ابن سعد نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے آپ کو خصی کر لیں، زمین میں سیاحت کیا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میرے اندر تیرے لئے اسوہ نہیں ہے؟ میں تو اپنی بیویوں کے پاس جاتا ہوں، میں گوشت کھاتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں اور روزہ افطار کرتا ہوں، میری امت کا خصی ہونا روزہ رکھنا ہے جس نے خصی کیا یا خصی ہوا وہ میری امت میں سے نہیں (4)۔

1۔ صحیح مسلم شرح نووی، کتاب الصیام، جلد 8، صفحہ 39 (193) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 167 (10374) کتاب النکاح، بیروت 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 167 (10375)

4۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 394، دار صادر بیروت

امام ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی ازواج مطہرات کے پاس حاضر ہوئی۔ ازواج مطہرات نے اسے ابتر حالت میں دیکھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہو گیا۔ اس نے کہا اس (خاوند) سے ہمارا کوئی حق نہیں رہا، اس کی رات عبادت میں اور دن روزے سے گزر جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ ازواج مطہرات نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمان سے ملے، پوچھا اے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کیا تیرے لئے مجھ میں اسوہ نہیں ہے؟ اس نے عرض کی کیا معاملہ ہے؟ فرمایا تو دن کو روزے کی حالت میں ہوتا ہے اور رات کو عبادت کرتا رہتا ہے۔ اس نے عرض کی میں اسی طرح کرتا ہوں۔ فرمایا اس طرح نہ کیا کر، کیونکہ تیری آنکھوں کا تجھ پر حق ہے، تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے، تیرے گھر والوں کا تجھ پر حق ہے، تو نماز پڑھ، نیند کر، روزہ رکھ، روزہ افطار کر۔ بعد میں حضرت عثمان کی بیوی ازواج مطہرات کے پاس آئی۔ اس نے خوشبو لگا رکھی تھی یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ دلہن ہے۔ ازواج مطہرات نے کہا ٹھہر ٹھہر اس نے عرض کی ہمارے ساتھ بھی وہ سلوک ہوا جو لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے(1)۔

امام ابن سعد نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے ایک کمرہ بنایا تا کہ اس میں عبادت کریں۔ یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے کمرے کے دروازے کی دونوں اطراف کو پکڑا جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ فرمایا اے عثمان اللہ تعالیٰ نے مجھے رہبانیت کا حکم دے کر نہیں بھیجا۔ یہ ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو یا تین دفعہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین دین سیدھا آسان دین ہے(2)۔

امام طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی بڑی خوبصورت اور عطر لگانے والی تھی۔ وہ اپنے خاوند کے لئے اچھا لباس اور اچھی حالت میں رہنا پسند کرتی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اسے دیکھا کہ وہ پراگندہ حالت میں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے فرمایا یہ تیرا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہ (جن میں حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن رواحہ، حضرت عثمان بن مظعون ہیں) نے عبادت کے لئے خلوت کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ عورتوں کے پاس جانے اور گوشت کھانے سے رک گئے ہیں۔ وہ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو عبادت کرتے ہیں۔ تو میں نے اسے ناپسند کیا کہ میں اسے ایسی حالت میں دکھائی دوں جو اسے میری طرف متوجہ کرے اور اس سے غافل کر دے جو اس نے خلوت کا فیصلہ کیا ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ عرض کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا جوتا لیا اور بائیں ہاتھ کی سبابہ انگلی میں اسے اٹھایا پھر تیزی سے تشریف لے گئے یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچے ان سے ان کی حالت کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے عرض کی ہم نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تو سیدھے آسان دین کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں۔ میں رہبانیت کی بدعت کے ساتھ مبعوث نہیں کیا گیا، خبردار کچھ لوگوں نے رہبانیت کو شروع کیا تو رہبانیت ان پر فرض کر دی گئی، وہ اس کا لحاظ نہ رکھ سکے، خبردار تم گوشت کھایا کرو، بیویوں کے پاس جایا کرو، روزے رکھا کرو، روزے افطار کیا

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 394، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 395

کرو، نماز پڑھا کرو اور نیند کیا کرو مجھے تو اسی کا حکم دیا گیا ہے(1)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو مکان رکھتا ہو تو وہ شادی کرے کیونکہ شادی آنکھ کو جھکانے والی اور شرم گاہ کو محفوظ کرنے والی ہے جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کم کر دے گا(2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ نوجوانوں کے پاس سے گزر رہے تھے۔ فرمایا جو طاقت رکھتا ہو تو وہ شادی کر لے کیونکہ یہ آنکھوں کو جھکانے والی اور شرم گاہ کو محفوظ کرنے والی ہے اور جو اس کی طاقت نہ رکھے تو روزہ رکھے روزے اس کی شہوت کو کم کر دے گا(3)۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا کہ اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے تو میں اس بات کو پسند کروں گا کہ میری بیوی ہو(4)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی سے کہا کیا تو نے شادی کی ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو یا تو بے وقوف ہے یا فاجر ہے(5)۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے طاؤس نے کہا شادی کر لے ورنہ میں تجھے وہ بات کہوں گا جو حضرت عمر نے ابوزوائد سے کہی کہ تجھے نکاح سے کوئی چیز نہیں روکتی مگر عجز یا فجور(6)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس آدمی کی اہلیہ نہ ہو اس کی مثال اس درخت کی مانند ہے جو جنگل میں ہو جسے ہوائیں کبھی اس طرف اور کبھی اس طرف گھماتی ہیں(7)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت سعید بن ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا نکاح کرو تمہاری تعداد زیادہ ہو جائے گی کیونکہ میں تمہاری وجہ سے امتوں پر فخر کروں گا(8)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی دنیا سے قطع تعلقی کو قبول نہ کیا، اگر رسول اللہ ﷺ اجازت دے دیتے تو ہم اپنے آپ کو خصی کر لیتے(9)۔

امام ابن سعد اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت عائشہ بنت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے ان کے باپ سے وہ اپنے بھائی حضرت عثمان بن مظعون سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں ایک ایسا آدمی ہوں جس پر غزوات میں اہلیہ کے بغیر رہنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، یا رسول اللہ ﷺ مجھے خصی ہونے کی اجازت دیجئے تا کہ

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 170 (7715)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب النکاح، جلد 6، صفحہ 169 (10380)، بیروت

3۔ ایضاً (10381) 4۔ ایضاً (10382) 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 170 (10383)

6۔ ایضاً (10384) 7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 171 (10386) 8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 173 (10391)

9۔ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، جلد 2، صفحہ 416 (1848)، دارالکتب العلمیہ بیروت

میں اپنے آپ کو خصی کرلوں۔ فرمایا نہیں لیکن اے ابن مظعون روزے رکھا کرو کیونکہ روزے شہوت کو کم کردیتے ہیں (1)۔

امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیاوی آسائشوں سے قطع تعلقی سے منع فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دنیا سے قطع تعلقی سے منع فرمایا (2)۔

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ نے ازواج مطہرات سے حضور ﷺ کے رازدارانہ اعمال کے بارے میں پوچھا (اس کے جواب میں) بعض نے کہا میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا بعض نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا، بعض نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا، بعض نے کہا میں روزے رکھوں گا افطار نہیں کروں گا۔ حضور ﷺ کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جنہوں نے یہ یہ کہا لیکن میں تو نماز پڑھتا ہوں، آرام کرتا ہوں، روزے رکھتا ہوں یا افطار کرتا ہوں اور عورتوں سے شادی کرتا ہوں جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے (3)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی سنن میں حضرت عبید اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جو میری فطرت کو پسند کرتا ہے وہ میری سنت اپنالے، میری سنت نکاح ہے (4)۔

امام بیہقی سنن میں حضرت میمونہ اور حضرت ابو مغلس رحمہما اللہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جو خوشحال ہو تو نکاح کرے جس نے نکاح نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں (5)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میری سنت کو اپنایا وہ مجھ سے ہے اور میری سنت نکاح ہے (6)۔

امام عبدالرزاق اور امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا جسے عکاف بن بشیر تمیمی کہتے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کیا تیری بیوی ہے؟ اس نے عرض کی نہیں فرمایا کوئی لونڈی بھی نہیں عرض کی لونڈی بھی نہیں۔ فرمایا تو خوشحال ہے؟ عرض کی جی ہاں فرمایا پھر تو شیطان کا بھائی ہے۔ اگر تو نصاریٰ میں سے ہوتا تو ان کے راہبوں میں سے ہوتا۔ ہماری سنت تو نکاح ہے، تم میں سے سب سے برے وہ لوگ ہیں جو بیویوں کے بغیر زندگی بسر کرتے ہیں تم میں سے سب سے زیادہ ذلت والی موت اس کی ہوتی ہے جو بیوی کے بغیر زندگی بسر کرتا ہے۔ کیا تم شیطان کے ساتھ دل لگی کرتے ہو۔ صالح لوگوں میں عورتوں سے بڑھ کر شیطان کا کوئی مؤثر اسلحہ نہیں مگر وہ جو

1۔ شعب الایمان، کتاب الصیام، جلد 3، صفحہ 300 (3595) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 3، صفحہ 454 (15918) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب النکاح، جلد 9، صفحہ 150 (1401) دار الکتب بیروت

4۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب النکاح، جلد 6، صفحہ 169 (10378) بیروت 5۔ سنن کبریٰ، از بیہقی جلد 7، صفحہ 78، دار الفکر بیروت

6۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب النکاح، جلد 6، صفحہ 169 (10379) بیروت

شادی شدہ ہوتے ہیں وہی لوگ پاکیزہ بھی ہوتے ہیں اور فحش گوئی سے محفوظ بھی ہوتے ہیں۔ اے عکاف تجھ پر افسوس ہو۔ حضرت ایوب رضی اللہ عنہ، حضرت داؤد رضی اللہ عنہ، حضرت یوسف رضی اللہ عنہ اور کرسف والیاں ہیں۔ بشیر بن عطیہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرسف کون ہے؟ فرمایا ایک آدمی تھا جو ساحل سمندر پر تین سو سال عبادت کرتا رہا وہ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو عبادت کرتا اس کے بعد اس نے ایک عورت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا۔ اس نے اس عورت سے عشق کیا اور اپنے رب کی جو وہ عبادت کرتا رہا تھا۔ سب کو چھوڑ دیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے کسی عمل کی وجہ سے اپنی رحمت میں لے لیا اور نظر کرم فرمائی اے عکاف تو شادی کرلے ورنہ تو متذبذب لوگوں میں سے ہوگا(1)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عطیہ بن بسر مازنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے عکاف بن وداعہ ہلالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا اے عکاف کیا تیری بیوی ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ فرمایا لونڈی بھی نہیں عرض کی نہیں۔ فرمایا تو تندرست اور خوشحال ہے؟ عرض کی جی ہاں الحمد للہ۔ تو فرمایا تو شیطان ہے یا تو نصرانیوں کے راہبوں میں سے ہو جا یا ہم میں سے ہو جا، تو اسی طرح کر جس طرح ہم کرتے ہیں کیونکہ ہماری سنت نکاح ہے۔ تم میں سے سب سے ذلت والی موت اس کی ہوگی جو تنہائی کی زندگی بسر کرتا ہے، کیا تم شیطان کے ساتھ دل لگی کرتے ہو؟ شیطان کا صالحین کے بارے میں سب سے مؤثر اسلحہ عورتیں ہیں مگر وہ صالح جو شادی شدہ ہوتے ہیں پاکیزہ ہوتے ہیں اور فحش گوئی سے مبرا ہوتے ہیں۔ اے عکاف تجھ پر افسوس شادی کرو کیونکہ یہ عورتیں حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام اور کرسف والیاں ہیں۔ عطیہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرسف کون تھا؟ فرمایا یہ بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا۔ سمندر کے ساحلوں میں سے ایک ساحل پر رہتا تھا۔ وہ دن کو روزہ رکھتا، رات کو عبادت کرتا روزے اور نماز کو نہ چھوڑتا پھر ایک عورت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا جس عورت سے اس نے عشق کیا تھا اور اپنے رب کی عبادت کو ترک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے سابقہ عمل کی وجہ سے دامن رحمت میں لے لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر نظر رحمت فرمائی تجھ پر افسوس شادی کرلے ورنہ تو متذبذب لوگوں میں سے ہو جائے گا(2)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابو نجیح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو نکاح کرنے کے لئے خوشحال ہو اور نکاح نہ کرے تو وہ مجھ سے نہیں (3)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے ابو نجیح سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی مسکین ہے، مسکین ہے، مسکین ہے جس کی بیوی نہ ہو۔ عرض کی گئی اگرچہ اس کے پاس مال ہو؟ فرمایا اگرچہ وہ مال کی وجہ سے غنی ہو۔ فرمایا وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو وہ مسکین ہے، مسکین ہے، مسکین ہے۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ وہ غنی ہو اور کثیر مال رکھتی ہو۔ فرمایا اگرچہ وہ ایسی ہی ہو، امام بیہقی نے کہا ابو نجیح کا نام یسار تھا۔ یہ عبد اللہ بن ابی نجیح کا والد تھا اور حدیث مرسل ہے(4)۔

1۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب النکاح، جلد 6، صفحہ 171 (10387) بیروت 2۔ شعب الایمان، باب تحریم الفروج، جلد 4، صفحہ 381 (5480)
3۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب النکاح، جلد 6، صفحہ 168 (10376) بیروت 4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 382 (5483)

امام سعید بن منصور، امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شادی کرنے کا حکم فرماتے اور دنیا سے قطع تعلقی اختیار کرنے سے سخت منع کرتے اور فرماتے ایسی عورت سے شادی کرو جو محبت کرنے والی ہو اور بچے جننے والی ہو کیونکہ میں قیامت کے روز انبیاء پر تمہاری کثرت کی وجہ سے فخر کروں گا(1)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک بندہ شادی کرتا ہے تو اس کا نصف دین مکمل ہو جاتا ہے، اسے باقی ماندہ نصف میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے(2)۔

امام بیہقی نے ایک اور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے صالح عورت عطا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نصف دین میں مدد فرمائی اسے باقی نصف میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے(3)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار تھا، ایک نماز میں الگ تھلگ رہتا تھا۔ بنو اسرائیل اس کی عبادت پر خوش ہوتے۔ اسی اثناء میں کہ وہ اپنے نبی کے پاس تھے تو انہوں نے اس عبادت گزار کا ذکر کیا اور اس کی تعریف کی۔ تو نبی نے فرمایا وہ اس طرح ہوتا جس طرح تم کہتے ہو اگر وہ ایک سنت کو نہ چھوڑتا، وہ سنت شادی ہے(4)۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا میری شادی کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تاکیدی حکم دیا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ سے بغیر شادی کے نہ ملوں(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی مرض الموت میں کہا میری شادی کرو کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ میری بیوی نہ ہو(6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا مرد کو تین کپڑوں میں کفن دیا جاتا ہے اس سے زیادہ کپڑے استعمال نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا(7)۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَ احْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ

1۔ شعب الایمان، کتاب النکاح، جلد 4، صفحہ 382 (5483) بیروت 2۔ ایضاً (5486) 3۔ ایضاً (5487)
4۔ ایضاً، باب تحریم الفروج، جلد 5، صفحہ 414 (7112) 5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 3، صفحہ 453 (15908)
6۔ ایضاً (15909) 7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، جلد 2، صفحہ 461 (11054)

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۸۹

''نہ باز پرس کرے گا تم سے اللہ تعالیٰ تمہاری فضول قسموں پر لیکن باز پرس کرے گا تم سے ان قسموں پر جن کو تم پختہ کر چکے ہو تو اس (کے توڑنے) کا کفارہ یہ ہے کہ کھلایا جائے دس مسکینوں کو درمیانی قسم کا کھانا جو تم کھلاتے ہو اپنے گھر والوں کو یا کپڑے پہنائے جائیں انہیں یا آزاد کیا جائے غلام اور جو نہ پائے (ان میں سے کوئی چیز) تو وہ روزے رکھے تین دن۔ یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم اٹھاؤ اور حفاظت کیا کرو اپنی قسموں کی۔ اسی طرح کھول کر بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیتیں تاکہ تم شکریہ ادا کرو''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 87 ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے عورتوں اور گوشت کو اپنے اوپر حرام کر دیا تھا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے جو قسمیں اٹھائی تھیں ان کا کیا کریں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت یعلی بن مسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس سے قبل آیات کو پڑھو۔ کہا لغو یہ ہے کہ تو اس چیز کو حرام کر دے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر چیز حلال کی ہے پھر تو اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔ یہ وہ لغو ہے جس پر اللہ تعالیٰ تمہارا مؤاخذہ نہیں فرمائے گا۔ اگر تو اسی طرح مر گیا تو تجھ سے مؤاخذہ کیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو کا مطلب یہ ہے کہ وہ حلال چیز کو حرام کرنے کی قسم اٹھاتے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے جو لغو قسمیں اٹھائی ہیں اللہ تعالیٰ ان پر تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا اس صورت میں کہ تو اسے چھوڑ دے اور قسم کا کفارہ دے دے اور بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ سے مراد یہ ہے کہ جس قسم پر تو قائم رہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کا ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ دو آدمی آپس میں خرید و فروخت کرتے ہیں ایک کہتا ہے اللہ کی قسم میں تیرے ہاتھ اس قیمت پر نہیں بیچوں گا، دوسرا کہتا ہے اللہ کی قسم میں اتنی قیمت کے بدلے میں تجھ سے نہ خریدوں گا۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لغو قسم یہ ہے کہ آدمی اپنی کلام کو قسم کے ساتھ ملائے، کہے اللہ کی قسم تو ضرور آئے گا، اللہ کی قسم تو ضرور کھائے گا، اللہ کی قسم تو ضرور پیے گا اس طرح کی دوسری باتیں اس سے وہ قسم کا ارادہ نہیں کرتا۔ یہ یمین لغو ہے اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسمیں تین قسم کی ہیں ایک وہ قسم ہے جس کا کفارہ ادا کیا جاتا ہے، دوسری وہ قسم ہے جس کا کفارہ ادا نہیں کیا جاتا، تیسری وہ قسم ہے جس پر مؤاخذہ نہیں ہوتا۔ وہ قسم جس کا کفارہ ادا کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی قطع رحمی یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی قسم اٹھائے تو وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے، وہ قسم جس کا کفارہ ادا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 18، دار احیاء التراث العربی بیروت

نہیں کیا جاتا کہ آدمی جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھائے تو اس کا کفارہ نہیں ہوگا، وہ قسم جس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا وہ ہے کہ ایک آدمی کسی چیز پر قسم اٹھاتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ وہ اس میں سچا ہے تو یہ قسم لغو ہوگی اور اس پر کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا واللہ اعلم۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو کا معنی خطا ہے کہ تو کسی چیز کے بارے میں قسم اٹھائے اور تو یہ رائے رکھتا ہو کہ بات اسی طرح ہے جس طرح تو نے قسم اٹھائی ہے جبکہ وہ اس طرح نہ ہو تو تجھ سے اس قسم میں درگزر کیا جائے گا اور اس میں تجھ پر کوئی کفارہ نہ ہوگا اور جس میں تو گناہ کا ارادہ کرے تو اس میں تجھ پر کفارہ ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے مجاہد سے بِمَا عَقَّدْتُّمُ کا معنی (بما تعمدتم) نقل کیا ہے یعنی جس کا تم قصد کرو(1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی چیز کے بارے میں قسم اٹھائے اس کی رائے ہو کہ معاملہ اس طرح ہے جبکہ وہ اس طرح نہ تھا اور عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ کا معنی یہ ہے کہ وہ جانتے ہوئے پھر غلط قسم اٹھائے(2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو قسم جھگڑے گفتگو میں ٹھٹھہ اور مزاح میں ہوتی ہے جس پر دل کا پختہ ارادہ نہیں ہوتا۔ کفارہ ہر اس قسم میں ہوا کرتا ہے جب وہ کسی معاملہ میں ارادہ سے قسم اٹھاتا ہے غصے کی حالت میں ہو یا غصے میں نہ ہو وہ کہے وہ ایسا ضرور کرے گا یا وہ ایسا نہیں کرے گا۔ یہ وہ قسم ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کفارہ فرض کیا ہے۔

قسم کا کفارہ

امام ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کا کفارہ ایک صاع کھجوریں دیں اور لوگوں کو اسی بات کا حکم دیا جو ایک صاع کھجوریں نہ پائے وہ نصف صاع گندم دے دے(3)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کا کفارہ ایک مد (سیر) گندم دیا کرتے تھے۔

امام ابن مردویہ نے اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ہم قسم کا کفارہ اس مد سے دیا کرتے تھے جس کے ساتھ خوراک دی جاتی تھی۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں قسم اٹھاتا ہوں کہ میں لوگوں کو نہیں دوں گا پھر میرے لئے ظاہر ہوتا ہے کہ میں انہیں دوں تو میں دس مسکینوں کو کھانا کھلاتا ہوں ہر مسکین کو ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور یا نصف صاع گندم دیتا(4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 19، بیروت 2۔ مصنف عبدالرزاق، باب الایمان والنذور، جلد 5، صفحہ 75-474 (15953)، بیروت

3۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الکفارات، جلد 2، صفحہ 555 (212) دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف عبدالرزاق، باب الایمان والنذور، جلد 8، صفحہ 507 (16075)، بیروت

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا دیا جاتا ہے، ہر مسکین کو نصف صاع گندم دی جاتی ہے(1)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوتا ہے، ہر مسکین کو گندم کا نصف صاع دیا جاتا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں نصف صاع گندم دی جاتی ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں جہاں بھی طعام کا ذکر آیا ہے وہ نصف صاع گندم ہے، کفارہ یمین ہو یا کسی اور صورت میں ہو(3)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں ہر مسکین کے لئے ایک مد گندم ہوتی ہے(4)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں ہر مسکین کے لئے ایک مد (سیر) گندم ہے(5)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا دینا ہوتا ہے، ہر مسکین کے لئے ایک مد (سیر) گندم ہوتی ہے(6)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تین چیزوں میں ایک ایک مد لازم ہوتا ہے قسم کا کفارہ، ظہار کا کفارہ اور روزوں کا کفارہ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم اٹھانے والا انہیں دن اور رات کا کھانا کھلائے چاہے تو انہیں روٹی اور گوشت، روٹی اور تیل، روٹی اور گھی یا روٹی اور کھجور دے(7)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے محمد بن سیرین سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قسم کے کفارہ میں صرف ایک کھانا ہے(8)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے قسم کے کفارہ کے بارے میں

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب الایمان والنذور، جلد8، صفحہ 508 (16077) بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الایمان والنذور، جلد3، صفحہ 70 (12192) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد4، صفحہ 1544 (799)، دارالصمیعی الریاض 4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد8، صفحہ 506 (16071)

5۔ ایضاً (16068) 6۔ ایضاً، جلد8، صفحہ 510 (16086)

7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد7، صفحہ 25-24، داراحیاء التراث العربی بیروت 8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد3، صفحہ 72 (12214) مدینہ منورہ

پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ہر مسکین کے لئے دو روٹیاں اور ہڈی والا گوشت (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ شعبی سے کہا گیا میں ایک ہی مسکین کو بار بار دیتا ہوں تو انہوں نے فرمایا دس مسکینوں کے سوا جائز نہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس میں کوئی حرج نہ دیکھتے کہ قسم کے کفارہ میں ایک ہی مسکین کو دس دفعہ دیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تم اپنی تنگ دستی اور خوشحالی کے مطابق اپنے گھر والوں کو جو کھانا کھلاتے ہو (اسی کے مطابق قسم کے کفارہ میں کھانا دو) (3)

امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر والوں کو کھانا کھلاتا جس میں فراخی ہوتی دوسرا آدمی گھر والوں کو کھانا کھلاتا جس میں تنگی ہوتی۔ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

امام ابن جریر، ابن ابی اتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر والوں کو کھانا کھلاتا جو بہت اچھا ہوتا، دوسرا کھانا کھلاتا جو اس سے درجہ میں کم ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ کھانا نہ اعلیٰ ہو نہ ہی ادنی ہو (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم اپنے گھر والوں کو جو درمیانی کھانا کھلاتے ہیں وہ یہ ہے۔ روٹی اور کھجور، روٹی اور تیل، روٹی اور گھی اور جو بہترین کھانا کھلاتے ہیں وہ روٹی اور گوشت ہے (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے افضل کھانا روٹی اور گوشت ہے، درمیانی کھانا روٹی اور گھی ہے اور ادنی کھانا روٹی اور کھجور ہے (7)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مدینہ آزاد کو غلام پر، بڑے کو چھوٹے پر فضیلت دیتے تھے، وہ کہتے چھوٹے کو اس کی حیثیت اور بڑے کو اس کی حیثیت دو۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ انہیں درمیانی چیز دینے کا حکم دیا گیا نہ کہ اعلیٰ چیز دینے کا حکم دیا گیا (8)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اوسط کا معنی عدل نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اوسط کا معنی امثل (عمدہ) نقل کیا ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الایمان والنذور، جلد 3، صفحہ 71 (12203) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 8، صفحہ 511 (16089) بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 29، داراحیاء التراث العربی بیروت

4۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الکفارات، جلد 2، صفحہ 555 (2113)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 23
6۔ ایضاً

7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 28

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم اپنے گھر والوں کو جو خوراک دیتے ہو اس کا درمیانی دو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ شے جس میں مسکین کے لئے کھانا لازم کیا گیا ہے وہ اہل مکہ کے مد (سیر) کے برابر کا مد ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ کسوہ سے مراد چوغہ ہے جو ہر مسکین کو دیا جائے گا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کسوہ سے کیا مراد ہے فرمایا چوغہ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کسوہ سے مراد ہر مسکین کے لئے چوغہ یا بڑی چادر ہے(1)۔

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسوہ کا معنی ہر انسان کا کپڑا ہے ان دنوں کسوہ سے مراد چوغہ لیا جاتا(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کسوہ سے مراد کپڑا یا تہہ بند ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسوہ سے مراد قمیص، اوڑھنے والی چادر یا تہہ بند ہے اور کہا قسم کے کفارہ میں یہ کپڑا جائز ہے مگر جانگیہ اور ٹوپی جائز نہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کسوہ سے مراد یہ ہے کہ ادنی ایک کپڑا اور اعلی جو تو چاہیے ہے(3)۔

امام عبد الرزاق اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسوہ سے مراد تہہ بند اور پگڑی ہے(4)۔

امام ابو الشیخ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ پاجامہ جائز نہیں اور ٹوپی جائز نہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کِسْوَتُهُمْ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اگر کوئی وفد تمہارے امیر کے پاس آئے تو وہ انہیں ایک ایک ٹوپی دے تو تم کہو گے قَدْ کُسُوْا کہ انہیں پہنا دیا گیا۔

امام ابو الشیخ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے ایسے آدمی کے بارے میں ایک قول نقل کیا ہے جس پر قسم کا کفارہ لازم تھا تو وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 31، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مصنف عبد الرزاق، باب الایمان والنذور، جلد 8، صفحہ 513 (16098)، بیروت 4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 516 (16095)

پانچ مسکینوں کو کپڑے دیتا ہے اور پانچ کو کھانا کھلا دیتا ہے کیا یہ جائز ہے؟

امام ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی تو سعید نے کہا کاسو تھم فی الطعام۔غلام آزاد کرنا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کفارہ میں اپاہج اور نابینا غلام آزاد کرنا جائز نہیں (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کفارہ میں ولدزنا غلام آزاد کرنا جائز ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ چھوٹے غلام کو آزاد کرنا بھی جائز ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کسی کفارہ میں بھی کافر غلام کو آزاد کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کفارہ میں ولدزنا کو آزاد کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے اور قسم کے کفارہ میں یہودی اور عیسائی غلام کو آزاد کرنا جائز سمجھتے تھے واللہ تعالیٰ اعلم (3)۔

کفارہ میں روزے

امام ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں قسم اٹھانے والے کو ان تین چیزوں میں اختیار ہے یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، انہیں کپڑے دینا، غلام آزاد کرنا، اگر وہ ان میں سے کوئی چیز نہ پائے تو تین دن لگاتار روزے رکھے (4)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کفارات والی آیت نازل ہوئی تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان میں اختیار ہے۔ فرمایا تجھے اختیار ہے تو چاہے تو غلام آزاد کر، چاہے تو کپڑے دے، چاہے تو کھانا کھلا جو یہ نہ پائے تو وہ تین دن پے در پے روزے رکھ لے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حسن سے روایت نقل کی ہے کہ جس کے پاس دو درہم ہوں تو کفارہ میں خرچ کرنا اس پر لازم ہیں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، جس کے پاس پچاس درہم ہوں تو وہ پانے والا ہو گیا۔ اب اس پر کھانا کھلانا واجب ہے، اگر اس سے کم مال ہو تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جو پانے والا نہیں تو وہ روزے رکھے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قسم اٹھانے والے کے پاس بیس درہم ہوں تو اس پر لازم ہے کہ کفارہ میں کھانا کھلائے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی داؤد نے مصاحف میں ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابی بن کعب

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 75 (12240)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 76 (12248)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 77 (12249)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 39، بیروت

رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ وہ یہ آیت یوں تلاوت کرتے فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُّتَتَابِعَاتٍ(1)۔

امام مالک اور بیہقی نے حضرت حمید بن قیس مکی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت مجاہد کے ساتھ طواف کر رہا تھا، ایک آدمی آیا، وہ مجاہد سے کفارہ کے روزوں کے بارے میں پوچھنے لگا کیا وہ پے در پے رکھنے ہیں؟ حمید نے کہا میں نے کہا نہیں۔ مجاہد نے میرے سینے میں ہاتھ مارا پھر کہا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت میں مُتَتَابِعَاتٍ کے الفاظ ہیں (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن انباری، ابو الشیخ اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مختلف طرق کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ وہ اس آیت کو ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُّتَتَابِعَاتٍ پڑھتے۔ سفیان نے کہا میں نے ربیع بن خثیم کے مصحف میں دیکھا تو اس میں یہ تھا فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُّتَتَابِعَاتٍ تھا (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قرآن میں جہاں بھی صیام کا لفظ ہوتا وہ ساتھ مُتَتَابِعَاتٍ پڑھتے۔

امام ابو عبید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُّتَتَابِعَاتٍ پڑھتے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن میں جہاں بھی روزوں کا ذکر ہے وہ پے در پے ہیں صرف رمضان کے قضاء روزے یہ عِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ہے (4)۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قسم کے کفارہ میں روزوں میں فاصلہ نہ کرتے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قسم کے کفارہ میں فرماتے کہ اسے پے در پے رکھے اگر وہ کسی عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑے تو اس کی جگہ کسی اور دن روزہ رکھے (6)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ذٰلِكَ سے مراد ہے کہ جو کفارہ ذکر کیا گیا ہے اِذَا حَلَفْتُمْ سے مراد ارادۃ کے ساتھ قسم اٹھانا ہے۔ احْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ سے مراد یہ ہے جھوٹی قسم اٹھانے کا قصد نہ کرو۔ كَذٰلِكَ سے مراد ہے اسی طرح۔ اٰيٰتِهٖ سے مراد کفارہ جو ذکر کیا گیا۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ یعنی جو قسم کے کفارہ کے طور پر ایک یا دو دن روزہ رکھے پھر ایسی چیز پائے جو کھلائی جا سکے تو وہ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور روزے کو نفلی بنا دے۔

امام عبد الرزاق، امام بخاری، ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب قسم اٹھاتے تو اسے نہ توڑتے یہاں تک کہ کفارہ والی آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 10، صفحہ 60، دار الفکر بیروت

3۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب الکفارات، جلد 8، صفحہ 14-513 (16102-03)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 38،

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الکفارات، جلد 3، صفحہ 87 (12365) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 88 (12369)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قسم اٹھاتا ہوں اور اس کے خلاف چیز کو بہتر خیال کرتا ہوں تو میں وہ کرتا ہوں جو بہتر ہوتی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت قبول کرتا ہوں (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جس نے اپنے غلام کے بارے میں قسم اٹھائی کہ وہ اسے ضرور مارے گا تو اس کا کفارہ نہ مارنا ہے اور کفارہ کے ساتھ نیکی ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی قسم کا کفارہ دس ہزار درہم دیے اور کہا اس قبلہ کے رب کی قسم اگر میں قسم اٹھاتا ہوں تو سچی قسم اٹھاتا ہوں یہ وہ شے ہے جس کے ساتھ میں اپنی قسم کا فدیہ دیتا ہوں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابونجیح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک خاندان کے پچاس آدمیوں نے قتل کے بارے میں قسم اٹھائی گویا انہوں نے جھوٹی قسم اٹھائی پھر وہ نکلے جب وہ راستہ میں تھے تو ایک چٹان کے نیچے قیلولہ کیا ابھی وہ اس چٹان کے نیچے قیلولہ کر رہے تھے کہ چٹان ان پر سرک پڑی وہ اس کے نیچے سے تیزی سے نکلے تو اس چٹان کے پچاس ٹکڑے ہوئے اور ہر ٹکڑے نے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

"اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیاں ہیں سو بچو ان سے تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ یہی تو چاہتا ہے شیطان کہ ڈال دے تمہارے درمیان عداوت اور بغض شراب اور جوئے کے ذریعے اور روک دے تمہیں یاد الٰہی سے اور نماز سے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟ اور اطاعت کرو اللہ

1۔ صحیح بخاری، باب الایمان والنذور، جلد 4، صفحہ 209 (6422) دار الفکر بیروت

تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (کریم) کی اور محتاط رہو اور اگر تم نے روگردانی کی تو خوب جان لو کہ ہمارے رسول کا فرض تو بس پہنچا دینا ہے کھول کر (ہمارے احکام کو)۔ نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کوئی گناہ جو (اس حکم سے پہلے) وہ کھا پی چکے جبکہ وہ پہلے بھی ڈرتے تھے اور ایمان رکھتے تھے اور نیک عمل کیا کرتے تھے پھر (ان احکام کے بعد بھی) ڈرتے ہیں اور (جو اترا) اس پر ایمان رکھتے ہیں پھر بھی ڈرتے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اچھے کام کرنے والوں سے''۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب تین دفعہ حرام کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، لوگ شراب پیا کرتے تھے اور جوئے کا مال کھایا کرتے تھے۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان دونوں کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ (219) نازل فرمائی۔ لوگوں نے کہا یہ (شراب) ہم پر حرام نہیں کی گئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بہت بڑا گناہ ہے، وہ شراب پیا کرتے تھے یہاں تک کہ ایک روز ایک مہاجر صحابی نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو نماز پڑھائی، قرأت میں اس سے غلطی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت سے شدید آیت نازل فرمائی فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (النساء:43) لوگ شراب پیا کرتے تھے یہاں تک کہ ایک آدمی نماز پڑھنے کے لئے آتا جبکہ وہ شام کو شراب پیتا پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی سخت یہ آیت نازل فرمائی۔ لوگوں نے عرض کی اے ہمارے رب ہم رک گئے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کچھ صحابہ تو اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں اور کچھ اپنے بستروں پر فوت ہو گئے ہیں جبکہ وہ شراب پیا کرتے تھے اور جوئے کا مال کھایا کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ناپاک اور شیطان کا عمل قرار دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت لَیْسَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ نازل فرمائی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو ان پر حرام فرماتا تو وہ بھی اسے اسی طرح چھوڑ دیتے جس طرح تم نے اسے چھوڑا ہے (1)۔

امام طیالسی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شراب کے بارے میں تین آیات نازل ہوئیں سب سے پہلے یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ (البقرۃ:219) نازل ہوئی یہ کہا گیا کہ شراب حرام کر دی گئی تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں اس سے نفع حاصل کرنے دیجئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے پھر سورۂ نساء کی آیت لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ (النساء:43) نازل ہوئی کہا گیا شراب حرام کر دی گئی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نماز کے قریب (اوقات میں) نہیں پئیں گے رسول اللہ ﷺ خاموش رہے پھر یہ آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا...... نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شراب حرام کر دی گئی ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور نحاس نے ناسخ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 351، دار صادر بیروت 2۔ شعب الایمان باب المطاعم والمشرب، جلد 5، صفحہ 4 (5570) دار الکتب العلمیہ بیروت

عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے بارے میں شراب کی حرمت والی آیت نازل ہوئی، ایک انصاری صحابی نے کھانا تیار کیا ہمیں دعوت دی، اس کے گھر میں لوگ آ گئے۔ انہوں نے کھانا کھایا اور شراب پی یہاں تک کہ شراب سے انہیں نشہ ہو گیا۔ یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے۔ یہ افراد باہم فخر کرنے لگے۔ انصار نے کہا انصار بہترین ہیں۔ قریش نے کہا قریش بہترین ہیں۔ ایک آدمی اونٹ کے جبڑے کی ہڈی کی طرف جھکا۔ اس نے وہ ہڈی میری ناک پر ماری اور اسے توڑ دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ناک ٹوٹی ہوئی تھی۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے ابن شہاب کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی ہے جس وقت شراب حرام کی گئی اس کا واقعہ یہ ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور کچھ دوسرے صحابہ نے شراب پی، وہ باہم جھگڑ پڑے اور انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ناک کی ہڈی توڑ دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام طبرانی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے کہا میرے بارے میں قرآن حکیم کی تین آیات نازل ہوئی ہیں۔ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔ میں نے ایک آدمی کے ساتھ مل کر شراب پی میں اس کے ساتھ الجھا۔ وہ میرے ساتھ الجھا میں اس پر غضب ناک ہوا تو اسے زخمی کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ میرے بارے میں ہی سورۂ عنکبوت کی آیت نمبر 8، وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا نازل ہوئی اور میرے بارے میں ہی سورۂ مجادلہ کی آیت 12 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ نازل ہوئی میں نے جو پیش کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انك زھید تو زہید ہے تو پھر بعد والی آیت ءَأَشْفَقْتُمْ۔13 نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ شراب کی حرمت کا حکم انصار کے دو قبیلوں کے بارے میں نازل ہوا انہوں نے شراب پی جب نشہ چڑھا تو وہ ایک دوسرے سے فضول مذاق کرنے لگے۔ جب نشہ ختم ہوا تو ان میں سے کوئی اپنے چہرے، کوئی سر اور کوئی اپنی داڑھی پر مذاق کا اثر دیکھنے لگا تو وہ کہتا میرے ساتھ اس بھائی نے یہ کیا ہے۔ وہ باہم بھائی تھے کسی کو بھی دوسرے سے کوئی کینہ نہ تھا۔ اللہ کی قسم اگر یہ مجھ پر شفیق ہوتا تو میرے ساتھ یہ سلوک نہ کرتا یہاں تک کہ ان کے دلوں میں کینہ پیدا ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ بعض تکلف کرنے والے یہ کہنے لگے یہ ناپاک ہے۔ یہ فلاں کے پیٹ میں تھا۔ جب وہ بدر کے مقام پر شہید ہوا۔ فلاں احد کے مقام پر شہید ہوا تو اللہ تعالیٰ نے لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا نازل فرمائی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ ہم شراب کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ہم اعلانیہ شراب پیا کرتے تھے۔ میں اٹھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 42، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 43 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 43

کیا۔ اس سے قبل شراب کی حرمت کا یہ حکم نازل ہو چکا تھا۔ میں واپس اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور یہ آیت ان پر تلاوت کی۔ بعض لوگوں کے ہاتھ میں برتن تھا۔ انہوں نے کچھ شراب پی لی تھی اور کچھ برتن میں تھی یہ کہا بالا ناء تحت شفتہ العلیا۔ یعنی برتن میں جو اوپر والے ہونٹ کے نیچے تھا جس طرح حجام کرتا ہے پھر انہوں نے وہ شراب بہا دی جو ان کی صراحیوں میں تھی اور کہا اے ہمارے رب ہم رک گئے (1)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل مدینہ اللہ تعالیٰ نے شراب کے بارے میں اشارۃً حکم دے رہا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ عنقریب اس بارے میں کوئی واضح حکم نازل ہو جائے پھر (ایک دن) آپ کھڑے ہوئے، فرمایا اے اہل مدینہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر شراب کی حرمت کا حکم نازل کر دیا ہے تم میں سے جو یہ آیت لکھے اور اس کے پاس شراب ہو تو وہ اسے نہ پیئے (2)۔

امام ابن سعد نے حضرت عبد الرحمٰن بن سابط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں کا خیال ہے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے دور جاہلیت میں شراب کو حرام کیا تھا کہا میں وہ چیز نہ پیوں گا جو میری عقل ضائع کر دے اور جس کی وجہ سے مجھ سے کم مرتبہ مجھ پر ہنسے اور وہ مجھے برانگیختہ کرے کہ میں اپنی معزز عورت کے ساتھ خواہش پوری کروں جس کے ساتھ میں کوئی ارادہ نہیں کرتا تو سورۂ مائدہ میں شراب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ایک آدمی میرے پاس سے گزرا۔ اس نے کہا شراب حرام کر دی گئی ہے اور اس آیت کی تلاوت کی۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ہلاک ہو میری بصیرت پہلے ہی اس میں واضح تھی۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ بقرہ میں یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ (بقرہ:219) نازل ہوئی تو کچھ لوگ اسے پیتے رہے کیونکہ آیت میں یہ الفاظ تھے۔ منافع للناس اور ایک جماعت نے اسے پینا چھوڑ دیا کیونکہ اس آیت میں اثم کبیر کے الفاظ تھے انہیں لوگوں میں سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تھے یہاں تک کہ سورۂ نساء کی آیت لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى (نساء:43) نازل ہوئی۔ ایک جماعت نے اسے چھوڑ دیا اور ایک جماعت اسے پیتی رہی۔ وہ دن میں نماز کے اوقات میں نہ پیتے اور رات کو پی لیتے یہاں تک کہ سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے شراب تجھے جوئے، بتوں اور تیروں کے ساتھ ملا دیا گیا ہے تو دور ہو جا تو لوگوں نے شراب پینا چھوڑ دیا۔ کچھ لوگوں کے دلوں میں شراب کے بارے میں وسوسے تھے۔ لوگ شراب کی مشک کے پاس سے گزرتے تو اسے پھاڑ دیا جاتا تو اس کے پاس سے اس کے مالک گزر جاتے اور وہ کہتے ہم تجھے اس مقام سے عزت دیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا شراب سے زیادہ سختی کے ساتھ کوئی چیز مجھ پر حرام نہیں کی گئی یہاں تک کہ ایک آدمی ساتھی سے ملتا اور کہتا میرے دل میں ایک کھٹکا ہے اس کا ساتھی کہتا شاید تو شراب کا ذکر کرتا ہے، تو وہ کہتا جی ہاں۔ تو وہ کہتا میرے دل میں بھی وہی بات ہے جو تیرے دل میں ہے یہاں تک کہ اس کا ذکر ایک قوم نے کیا اور اس بارے میں وہ اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے ہم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 43، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 4 (5569)

کیسے اس بارے میں بات کریں جبکہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ وہ ڈرتے تھے کہ کہیں ان کے بارے میں کوئی آیت ہی نازل نہ ہو جائے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنے دلوں میں ایک دلیل تیار کی ہوئی تھی انہوں نے عرض کی ہمیں بتائیے کیا حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ جنت میں نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ صحابہ نے عرض کی کیا وہ اس دنیا سے اس حال میں رخصت نہیں ہوئے کہ وہ شراب پیتے تھے؟ ہمارے اوپر ایک ایسی چیز حرام کی گئی جبکہ وہ اسے پیتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وہ سن لیا ہے جو تم نے کہا۔ اگر اس نے چاہا تو وہ جواب عطا فرمائے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ نازل فرمائی تو انہوں نے کہا ہم رک گئے اور جنہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا ذکر کیا ان کے بارے میں یہ آیت لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ میسر سے مراد تمام قسم کا جوا ہے کہا اس آیت قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ میں اللہ تعالیٰ نے شراب کی مذمت کی اسے حرام نہ کیا یہ ان دنوں لوگوں پر حلال تھی پھر اللہ تعالیٰ نے شراب کے بارے میں یہ آیت لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ (النساء: 43) نازل فرمائی اس کا نشہ حرام کر دیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل فرمائی اس کی حرمت اس آیت میں ثابت ہوگئی۔ شراب تھوڑی ہو یا زیادہ وہ نشہ دے یا نہ دے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے شراب کی حرمت کے بارے میں سب سے پہلے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 219 نازل ہوئی۔ بعض نے کہا ہم اس کے منافع کی وجہ سے پئیں گے۔ دوسروں نے کہا اس چیز سے کوئی بھلائی نہیں جس میں گناہ ہو پھر یہ آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى (النساء: 42) نازل ہوئی، بعض نے کہا ہم اسے پئیں گے اور گھروں میں بیٹھے رہیں گے۔ دوسروں نے کہا اس چیز میں کوئی بھلائی نہیں جو ہمارے اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہو تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں انہیں منع کیا تو وہ رک گئے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى (النساء: 42) کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ شراب پیا کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو نہ پیتے۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے اس وقت فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت قریب کر دی ہے پھر غزوۂ احزاب کے بعد شراب کو سورہ مائدہ میں حرام کر دیا اور اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ یہ شراب لوگوں کو بے وقوف بنا دیتی ہے، مال ضائع کر دیتی ہے، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے غافل کرتی ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ نازل ہوئی تو لوگ شراب پینے سے رک گئے۔ یہ بھی کہا کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے شراب حرام کر دی ہے جس کے پاس شراب ہو نہ اسے پیے اور نہ ہی اسے بیچے۔ تو مسلمان طویل

وقت تک شراب کی بوگلیوں میں پاتے رہے کیونکہ مسلمانوں نے بہت زیادہ شراب انڈیل دی تھی۔

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شرابی کو ہاتھوں، جوتوں اور ڈنڈوں سے مارا جاتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کاش ہم اس کے لئے ایک خاص سزا معین کر دیتے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو اسے مارا کرتے تھے اسی کی طرف وہ مائل ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چالیس کوڑے مارتے رہے یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا پھر اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اسی طرح چالیس کوڑے مارتے رہے یہاں تک کہ مہاجرین میں سے ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی تھی اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا تو اس آدمی نے کہا تم مجھے کیوں کوڑے مارتے ہو میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب مانع ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تو کہاں پاتا ہے کہ میں تجھے کوڑے نہ ماروں تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْۤا بے شک میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے پھر کہا اللہ کا فرمان ہے ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر اور احد، خندق اور تمام غزوات میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم اسے جواب نہیں دو گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیات تو گزرے ہوؤں کے لئے معذرت اور بعد والوں کے لئے بطور حجت نازل ہوئی ہیں، گزرے ہوؤں کے لئے عذر اس لئے ہے کیونکہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے وہ فوت ہو گئے تھے اور بعد والوں کے لئے حجت اس طرح ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ (المائدہ:90) اگرچہ وہ مومن ہے اللہ تعالیٰ نے اسے شراب پینے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہماری رائے یہ ہے جب ایک آدمی شراب پیتا ہے تو اسے نشہ ہو جاتا ہے، جب اسے نشہ ہوتا ہے تو وہ یاوہ گوئی کرتا ہے۔ جب وہ یاوہ گوئی کرتا ہے تو بہتان لگاتا ہے اور جھوٹا بہتان لگانے والے پر اسی کوڑے ہوتے ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مارنے کا حکم دیا(1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابوطلحہ سے جو ام انس کے خاوند تھے سے روایت کی ہے جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اعلان کرنے کے لئے بھیجا خبردار شراب حرام کر دی گئی ہے اسے نہ بیچو، جس کے پاس اس میں سے کوئی چیز ہو تو وہ اسے انڈیل دے۔ ابوطلحہ نے کہا اے بچے ان مشکیزوں کے بند کھول دو۔ اسے کھولا اور اسے بہا دیا۔ ہم نے اس روز کچھ کھجوروں اور پکی کھجوروں کی شراب بنائی تھی۔ تمام لوگوں نے شراب بہا دی یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں چلنا مشکل ہو گیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم کھانا کھاتے اور اس شراب سے پیتے فلاں آدمی اللہ کے نبی کی جانب سے آیا کہا تم یہ شراب پیتے ہو جبکہ اس بارے میں حکم نازل ہو چکا ہے ہم نے کہا تم کیا کہتے ہو؟ اس

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الحدود، جلد 4، صفحہ 417 (8132)، دارالکتب العلمیہ بیروت

نے کہا میں صحیح کہتا ہوں۔ میں نے ابھی رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے اور آپ ﷺ کے پاس سے ہی تمہارے پاس آرہا ہوں ہم اٹھے اور برتن میں جو تھا اسے بہا دیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یتیم کا مال تھا اس مال کے بدلے میں انہوں نے شراب خرید لی۔ جب شراب حرام کر دی گئی وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی کیا میں اسے سرکہ بنادوں؟ فرمایا نہیں اسے بہا دو۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کیا ہے جب وہ نازل ہوئی تو مدینہ طیبہ میں جو شراب بنائی جاتی تھی وہ کھجور کی ہوتی۔

امام ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو میں اپنے دوستوں کے پاس گیا جبکہ شراب ان کے سامنے پڑی ہوئی تھی میں نے شراب کو پاؤں کی ٹھوکر ماری۔ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو شراب کی حرمت کا حکم نازل ہو چکا ہے ان دنوں شراب کچی اور پکی کھجور سے بنائی جاتی تھی (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء کی آیت کے نازل ہونے کے بعد لوگ شراب پیتے تھے۔ جب وہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ مائدہ میں ہے تو صحابہ نے شراب چھوڑ دی۔

امام مسلم، ابو یعلی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کے بارے میں اشارہ سے حکم دیا ہے جس کے پاس اس میں سے کچھ ہو تو وہ اسے بیچ دے اور اس سے نفع حاصل کر لے۔ ابھی تھوڑا وقت ہی گزرا تھا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے جس تک یہ آیت پہنچے اور اس کے پاس شراب میں سے کوئی چیز ہو تو وہ اسے نہ بیچے اور نہ ہی اسے پیے۔ جن کے پاس اس میں سے کوئی چیز تھی تو لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے مدینہ طیبہ کے راستے میں انڈیل دیا (2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شراب تھوڑی ہو یا زیادہ اور ہر مشروب میں سے نشہ دینے والی چیز کو حرام کر دیا گیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت وہب بن کیسان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا شراب کب حرام کی گئی، کہا غزوۂ احد کے بعد جب ہم غزوۂ احد کے لئے نکلے تھے تو ہم نے صبح شراب پی تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس روز شراب حرام کی گئی ان دنوں شراب کھجور اور زبیب سے بنائی جاتی تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی تھا جس کے پاس یتیموں کا

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 116 (3032) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم شرح نووی باب تحریم بیع الخمر، جلد 12-11، صفحہ 3، (78-1568)

مال ہوتا تو وہ اس سے شراب خرید لیتا۔ وہ اس شراب کو ان کے لئے خریدتا اور بیچتا پھر مال محفوظ کر لیتا اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا حکم نازل فرمایا۔ وہ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے اللہ کے نبی ان یتیموں کا شراب کے بغیر کوئی مال نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے انڈیل دو۔ تو اس نے وہ شراب انڈیل دی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شراب حرام کی گئی تو مدینہ طیبہ میں اس میں سے کوئی چیز باقی نہ رہی اس دن شراب حقیر چیز تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس روز شراب حرام کی گئی تو مدینہ طیبہ میں شراب حقیر چیز تھی۔

امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں جو یہ آیت ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یہ تورات میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حق اس لئے نازل فرمایا تا کہ اس کے ساتھ باطل مٹا دے اور اس کے ساتھ کھیل کود، ناچ گانا، ستار بجانا، بانسری بجانا، دف، طنبورہ، شعر اور شراب کو باطل کرے ہر اس آدمی کے لئے جو ان کی خواہش کرے۔ میرے رب نے قسم اٹھائی ہے کہ میرے حرام کرنے کے بعد جس نے شراب پی تو میں اسے قیامت کے روز پیاسا رکھوں گا اور میرے حرام کرنے کے بعد جس نے اسے چھوڑ دیا میں اسے اپنی بارگاہ اقدس میں سیراب کروں گا (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خمر کو حرام کیا اور یہ نشہ آور چیز حرام ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خمر کو حرام کیا جبکہ مدینہ طیبہ میں تو خشک انگور کا ایک دانہ بھی نہ تھا۔

امام احمد، ابو یعلی، ابن جارود اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے پاس ایک یتیم کی شراب تھی جب سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یہ یتیم کی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے انڈیل دو (2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب حرام کی گئی جبکہ یہ اس وقت مٹکوں میں تیار کی جاتی تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا اس وقت ہماری شراب خشک انگور اور کھجور کی ہوتی تو ہم نے ان دونوں کو انڈیل دیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 285، دار الفکر بیروت 2۔ مسند ابو یعلی، جلد 1، صفحہ 539 (1272) دار الکتب العلمیہ بیروت

سنا کہ کھجور سے بھی بنائی شراب خمر ہے شہد سے بنائی گئی شراب خمر ہے خشک انگور سے بنائی گئی شراب خمر ہے، انگور سے بنائی گئی شراب خمر ہے گندم سے بنائی گئی شراب خمر ہے میں تمہیں ہر نشہ دینے والی چیز سے منع کرتا ہوں۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ بقرہ والی آیت نازل ہوئی تو ایک قوم نے (اثم کبیر) کی وجہ سے شراب کو ناپسند کیا اور ایک قوم (ومنافع للناس) کے الفاظ کی وجہ سے پیتی رہی یہاں تک کہ سورۂ نساء کی آیت نازل ہوئی تو لوگ نماز کے اوقات میں اسے نہ پیتے اور دوسرے اوقات میں پی لیتے یہاں تک کہ مائدہ والی آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو برباد ہو آج تجھے جوئے کے ساتھ ملا دیا گیا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب کے بارے میں چار آیات نازل ہوئیں يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ اس آیت کی وجہ سے لوگوں نے شراب چھوڑ دی پھر سورۂ نحل کی آیت تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا (67) نازل ہوئی تو لوگوں نے اسے پیا پھر سورۂ مائدہ کی یہ دو آیات نازل ہوئیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ بقرہ کی آیت نازل ہوئی تو لوگ لگاتار اسے پیتے رہے یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کھانا تیار کیا ان کے ساتھی نے ہمیں دعوت دی جبکہ حضرت علی بن ابی طالب سورہ کافرون پڑھ رہے تھے مگر اسے نہ سمجھ سکے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی آیت نازل فرمائی جس میں شراب کے بارے میں سخت حکم تھا تب بھی وہ حلال تھی۔ صحابہ صبح کی نماز کے بعد دن بلند ہونے تک شراب پی لیتے، وہ ظہر کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے جبکہ وہ نشہ سے خالی ہوتے پھر وہ شراب نہ پیتے یہاں تک کہ وہ عشاء کی نماز پڑھ لیتے پھر وہ فجر کی نماز پڑھتے جبکہ وہ نشہ سے خالی ہوتے پھر وہ شراب پیتے رہے یہاں تک کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کھانا بنایا ان کے ساتھی نے انصار کے ایک آدمی کو بلایا جس نے ان کے لئے اونٹ کا سر بھون دیا پھر انہیں کھانے کی دعوت دی۔ جب انہوں نے کھانا کھا لیا تو شراب پی جس سے انہیں نشہ ہو گیا تو وہ باتیں کرنے لگے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کوئی بات کی تو انصاری ناراض ہو گیا تو اس نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی اٹھائی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ناک توڑ دی تو اللہ تعالیٰ نے شراب کا پہلا حکم منسوخ کر دیا اور اس کی حرمت کا حکم نازل فرما دیا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احزاب کے بعد سورۂ مائدہ میں شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا ان دنوں عربوں کے لئے اس سے زیادہ پسندیدہ چیز نہ تھی (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ربیع سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ بقرہ والی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شراب کی حرمت کا حکم دینے والا ہے پھر سورۂ نساء والی آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ شراب کی حرمت کا حکم دینے والا ہے پھر سورۂ نساء والی آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ شراب کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 434، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 435
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 436
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 436

حرمت کا حکم جلد ہی نازل فرمانے والا ہے پھر سورۂ مائدہ کی آیت نازل ہوئی تو اسی کے ساتھ ہی شراب حرام کر دی گئی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب کی حرمت کے بارے میں چار آیات نازل ہوئیں، سب سے پہلے وہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ بقرہ میں ہے پھر سورۂ نحل کی آیت نمبر 67 نازل ہوئی پھر سورۂ نساء والی آیت نازل ہوئی۔ اس اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ کوئی نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ ﷺ کے پیچھے ایک نشہ والے آدمی نے کچھ گایا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء والی آیت کو نازل فرمایا ایک جماعت اسے پیتی رہی اور ایک جماعت نے اسے چھوڑ دیا پھر سورۂ مائدہ والی چوتھی آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ہمارے رب ہم رک گئے۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ شراب پیتے اور جوئے کا مال کھاتے تھے۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ والی آیت نازل فرمائی۔ لوگوں نے کہا یہ ایسی شے ہے جس میں رخصت ہے وہ جوئے کا مال کھاتے شراب پیتے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے طالب ہوتے یہاں تک کہ ایک آدمی نے مغرب کی نماز پڑھی تو وہ سورۂ کافرون کی قرأت کرنے لگا لیکن وہ اسے اچھی طرح نہ پڑھ سکا اور وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا پڑھ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء والی آیت نازل فرمائی۔ لوگ شراب پیتے جب نماز کا وقت ہوتا تو شراب چھوڑ دیتے۔ وہ نماز پڑھتے تو انہیں پتہ ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں وہ اس طرح کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہم اس سے رک گئے (2)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا نہیں مرے گا مگر وہ بت پرست کی طرح اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب، جوا، شطرنج اور جوار باجرہ کی شراب کو حرام کیا ہے اور ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے (3)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر شراب، جوا اور شطرنج کو حرام قرار دیا ہے ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا جبکہ مدینہ طیبہ میں پانچ قسم کی شرابیں تھیں جس میں سے ایک انگور کی شراب تھی (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 37-436، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 442

3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 158، دار صادر بیروت

4۔ صحیح بخاری، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 26 (5468) دار الفکر بیروت

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب کی خرید وفروخت، بتوں کی قربانیاں، مردار اور خنزیر کو حرام کیا ہے۔ بعض لوگوں نے عرض کی مردار کی چربی کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اس کے ساتھ کشتیوں اور چمڑے پر تیل ملا جاتا ہے اور لوگ اس سے چراغ جلاتے ہیں۔ فرمایا نہیں یہ حرام ہے پھر اسی موقع پر فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے، اللہ تعالیٰ نے جب ان پر چربی کو حرام کیا تو انہوں نے چربی کو پگھلایا، اسے بیچا اور اس کی قیمت کھائی (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قبیلہ دوس کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں شراب کا ایک مشکیزہ لایا۔ اس نے وہ مشکیزہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کیا تجھے علم ہے کہ تیرے بعد اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے۔ وہ دوسی اپنے ساتھ والے آدمی کی طرف متوجہ ہوا اور اسے مشکیزہ بیچ دینے کو کہا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تجھے علم نہیں کہ جس چیز کا پینا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا بیچنا اور اس کی قیمت کھانا بھی حرام کیا ہے۔ آپ نے اس مشکیزہ کے بارے میں حکم دیا تو اسے انڈیل دیا گیا یہاں تک کہ اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ بچا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت تمیم داری سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ہر سال رسول اللہ ﷺ کو ایک مشکیزہ شراب کا پیش کرتا تھا جس سال شراب حرام کی گئی تو وہ ایک مشکیزہ لایا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مشکیزہ دیکھا تو آپ ﷺ مسکرائے، فرمایا کیا تجھے علم ہے کہ یہ حرام کر دی گئی ہے؟ اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا ہم اسے بیچ دیں اور اس کی قیمت سے نفع اٹھائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے، اللہ تعالیٰ نے ان پر گائے اور بھیڑ بکریوں کی چربی کو حرام کیا تو انہوں نے اسے پگھلایا اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی، شراب کی قیمت حرام ہے، اس کا بیچنا حرام ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابوعوانہ، طحاوی، ابن ابی حاتم، ابن حبان، دار قطنی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ منبر پر کھڑے ہوئے اور کہا اما بعد جس روز شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا اس وقت یہ پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھی، انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد۔ خمر اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل کو ڈھانپ لے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ نبیذیں پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھیں کھجور، زبیب، شہد، گندم اور جو ان میں سے جس سے تجھے نشہ ہو جائے پھر تیرا نشہ ختم ہو جائے تو وہ خمر (شراب) ہے (3)۔

امام شافعی، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ہر

1۔ صحیح مسلم شرح نودی، جلد 12-11، صفحہ 4 (1581) دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ شعب الایمان باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 7 (5577)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاشربہ، جلد 5، صفحہ 67 (23751)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

نشہ دینے والی چیز خمر (شراب) ہے اور ہر شراب حرام ہے (1)۔

امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ زبیب (خشک انگور) اور کھجورے جب نبیذ بنایا جائے تو وہ واقعی شراب ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، نحاس نے ناسخ میں اور حاکم نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے جبکہ ذہبی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گندم، جو، خشک انگور، کھجور اور شہد سے بنائی گئی بھی شراب ہوتی ہے، میں تمہیں ہر نشہ دینے والی چیز سے منع کرتا ہوں (3)۔

امام حاکم نے حضرت مریم بنت طارق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اسے صحیح قرار دیا ہے میں مہاجر عورتوں کے ساتھ تھی ہم نے حج کیا تھا ہم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں، عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ سے برتنوں کے بارے میں پوچھنے لگیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم ان برتنوں کے بارے میں پوچھتی ہو جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہوا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، جو چیزیں تمہیں نشہ دیں ان سے اجتناب کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے اگر چہ اس کے محبوب کا پانی ہو، اسے چاہے کہ وہ اس سے اجتناب کرے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر اور نحاس نے ناسخ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ خمر ان دو درختوں (کے پھلوں) سے ہوتا ہے کھجور اور انگور (5)۔

امام ابن ابی دنیا نے ملاہی کی مذمت میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میسر سے مراد جوا ہے۔

امام بیہقی نے سنن میں نافع سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ میسر سے مراد جوا ہے۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میسر سے مراد ایرانیوں کے چوسر کے پانسے اور عربوں کے تیر ہیں یہ ہر قسم کا جوا ہے۔

امام بیہقی نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میسر سے مراد ہر قسم کا جوا ہے یہاں تک وہ اخروٹ جس کے ساتھ بچے کھیلتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابواشعری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ان نشان زدہ پانسوں سے بچو جن کے ساتھ جھڑکا جاتا ہے یہ بھی جوا ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان نشان زدہ پانسوں سے بچو جن کے ساتھ روکا جاتا ہے کیونکہ یہ بھی جوا ہے (6)۔

1۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 7 (5578) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 157 (7218) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 69 (3379) بیروت 4۔ مستدرک حاکم، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 164 (7238)

5۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 69 (3378) 6۔ شعب الایمان، باب فی تحریم الملاعب والملاہی، جلد 5، صفحہ 238 (6504)

امام احمد، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاھی میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان نشان زدہ کھلونوں سے بچو جو روکتے ہیں کیونکہ یہ عجمیوں کا جوا ہے (1)۔

وکیع، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان نشان زدہ پانسوں سے بچو جو روکتے ہیں کیونکہ یہ عجمیوں کا جوا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہر قسم کا جوا میسر میں داخل ہے یہاں تک کہ بچوں کا اخروٹوں اور پانسوں کے ساتھ کھیلنا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ چوسر اور شطرنج جوا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ شطرنج عجمیوں کا جوا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے چوسر کے بارے میں پوچھا گیا کیا یہ بھی جوا ہے تو انہوں نے فرمایا ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے غافل کر دے وہ جوا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت قاسم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے عرض کی گئی کہ اس لڈو کو تم ناپسند کرتے ہو تو شطرنج کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے غافل کر دے وہ جوا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں، ابوالشیخ، بیہقی نے شعب میں حضرت ربیعہ بن کلثوم رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا اے اہل مکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بعض لوگ ایسا کھیل کھیلتے ہیں جسے نردشیر کہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے تو یہ آیت منتھون تک پڑھی میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں میرے پاس اگر ایسا آدمی لایا گیا تو میں اس کے بالوں اور چمڑے میں سزا دوں گا اور جو آدمی اسے میرے پاس لائے گا میں اس کا سامان پکڑ کر لانے والے کے حوالے کر دوں گا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی دنیا نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نردشیر کے ساتھ کھیلا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی (5)۔

امام احمد نے حضرت ابوعبدالرحمٰن خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی نرد (لڈو) کے ساتھ کھیلتا ہے پھر اٹھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے تو اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو پیپ اور حیض

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم الاعب والملاہی، جلد 5، صفحہ 238 (6501)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی اللعب بالنردہ، جلد 5، صفحہ 287 (26150)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ شعب الایمان، باب فی تحریم الملاعب والملاہی، جلد 5، صفحہ 242 (6519) 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 239 (6511)

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، جلد 5، صفحہ 286 (26141)

کے خون کے ساتھ وضو کرتا ہے پھر اٹھ کر نماز شروع کر دیتا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی دنیا نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو جوئے کے ارادہ سے لڈو کھیلتا ہے تو وہ خنزیر کا گوشت کھانے والے کی طرح ہے اور جو جوئے کے بغیر لڈو کھیلتا ہے تو وہ اس آدمی کی طرح ہے جو خنزیر کی چربی سے تیل لگاتا ہے(2)۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جوئے کے ارادہ سے لڈو کھیلنے والا میسر کا ارتکاب کرنے والا ہے اور جو اسے فضول کھیلتا ہے وہ اس آدمی کی طرح ہے جو اپنا ہاتھ خنزیر کے خون میں رنگین کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا اس آدمی کی طرح ہے جو خنزیر کی جلد اتارنے والے کے پاس بیٹھتا ہے اسے وضو کرنے کا حکم دیا جائے گا، لڈو کے مہرے اور شطرنج برابر ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے پاس سے گزرے جو نرد کھیل رہے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لہو ولعب کرنے والے دل، مصروف کار ہاتھ اور لغو کلام کرنے والی زبانیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نرد عجمیوں کا جوا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شطرنج بھی نرد کی ایک قسم ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ ایک یتیم کے مال کے والی بنے تو آپ نے نرد کو جلا دیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عبید اللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے شطرنج کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ نرد سے بھی برا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے شطرنج کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ مجوسیوں کا عمل ہے اسے نہ کھیلا کرو۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عبد الملک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک شامی آدمی کو دیکھا کہ وہ ہر مومن کے لئے دن میں بارہ دفعہ استغفار کرتا ہے مگر شطرنج کھیلنے والوں کے لئے دعا نہیں کرتا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میسر سے مراد جوا ہے۔ دور جاہلیت میں لوگ اپنے گھر والوں اور مال پر جوا کھیلتے تو وہ مال سے محروم ہو جاتے اور غمگین بیٹھے ہوتے۔ وہ اپنا مال غیر کے ہاتھ میں دیکھتا تو اس طرح یہ چیز لوگوں میں باہم دشمنی اور بغض پیدا کر دیتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کر دیا۔ اس میں یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ یہ ناپاک ہے۔ شیطان کا عمل ہے۔ اس سے بچو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے لیث کے واسطہ سے حضرت عطاء، حضرت طاؤس اور حضرت مجاہد رحمہم اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے کہا ہر وہ چیز جس میں جوا ہو تو وہ میسر میں شامل ہے

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 370، دار صادر بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، جلد 5، صفحہ 287 (26154) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

یہاں تک کہ بچوں کا مہروں اور اخروٹوں کے ساتھ کھیلنا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بچوں کو دیکھا جو عید کے روز جوا کھیل رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا جوا نہ کھیلو کیونکہ یہ میسر میں سے ہے(2)۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا ہر وہ کھیل جس میں جوا، اچھل کود، شور وغل اور برائی ہو تو وہ میسر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یزید بن شریح رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین چیزیں میسر میں سے ہیں کبوتروں کے لئے سیٹیاں بجانا جوا اور پانسوں کے ساتھ کھیلنا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو کبوتر کا پیچھا کر رہا تھا۔ فرمایا شیطان شیطان کا پیچھا کر رہا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا جبکہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے وہ کبوتروں کو ذبح کرنے اور کتوں کو مار ڈالنے کا حکم ارشاد فرما رہے تھے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت خالد الحذاء رحمہ اللہ سے وہ ایک ایسے آدمی سے جسے ایوب کہا جاتا روایت کرتے ہیں کہ قوم فرعون کے کھیل کا ذریعہ کبوتر ہوتے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی اڑنے والے کبوتر سے کھیلتا ہے وہ اپنی موت سے پہلے فقر کا دکھ چکھتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت کا میسر گوشت کو بکری یا دو بکریوں کے بدلے میں بیچنا تھا۔

امام ابن منذر نے حضرت میسر رحمہ اللہ کے بارے میں محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ اونٹ خریدتے اس کے ٹکڑے کرتے پھر وہ تیر لیتے اور انہیں پھینکتے ایک آدمی اعلان کرتا یا یا سرالجزور یا یا سرالجزور اے اونٹوں کے جواری جس کا تیر نکلتا تو وہ بغیر کسی عوض کے حصہ لے لیتا جس کا تیر نہ نکلتا تو اس پر چٹی لگا دی جاتی اور وہ کوئی چیز نہ لیتا۔

امام بخاری نے ادب مفرد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ اس جانور کے قصائی کہاں ہیں تو دس آدمی جمع ہو جاتے تو وہ اس جانور کو دس اونٹ کے بچوں کے عوض خرید لیتے پھر وہ تیر گھماتے تو وہ نو کے عوض ہو جاتا یہاں تک ایک تک معاملہ پہنچ جاتا تو دوسرے ایک بچے کی چٹی بھرتے تو یہ میسر تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انصاب سے مراد پتھر ہیں جن کے لئے وہ جانور ذبح کرتے ازلام سے مراد تیر ہیں جن تیروں کی مدد سے وہ امور تقسیم کرتے تھے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، جلد 5، صفحہ 89-288 (72-26169) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 288 (26170)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان لوگوں کی کنکریاں ہوتیں ان میں سے جب کوئی ارادہ کرتا کہ جنگ پر جائے یا گھر بیٹھے تو وہ ان کی مدد لیتا۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ازلام سے مراد ایرانیوں کے چوسر کے پانسے ہیں جن سے وہ جوا کھیلا کرتے اور عربوں کے تیر ہیں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سلمہ بن وھرام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے ازلام کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ دور جاہلیت میں ان کے تیر ہوتے تھے جنہیں وہ گھماتے۔ ان میں ایک معروف تیر ہوتا جس سے وہ فال پکڑتے تھے۔ جب ان میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرتا تھا تو وہ تیر گھماتا۔ جب وہ تیر نکلتا تو وہ آدمی اپنے کام کے لئے نہ جاتا۔ اگر کوئی اور تیر نکلتا تو وہ اپنے کام کے لئے چلا جاتا۔ جب کوئی عورت کسی کام کا ارادہ کرتی تو وہ ان تیروں کو نہ مارتی۔ اسی کے بارے میں شاعر کا قول ہے۔

إِذَا جَدَّدَتْ أُنْثَى لِأَمْرٍ خِمَارَهَا أَتَتْهُ وَلَمْ تَضْرِبْ لَهُ بِالْمَقَاسِمِ

جب عورت نے خمار کے معاملہ کے لئے کوشش کی تو اس کے پاس آئی اور اس کام کے لئے تیروں کو نہ گمایا۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رجس کا معنی ناراضگی نقل کیا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رجس کا معنی گناہ ہے (من عمل الشیطان) معنی یہ شیطان کا مزین کردہ ہے۔ شیطان تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جب انصاری نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا سر پھوڑ دیا تھا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ تو یہ وعید ہے۔ شراب، جوئے، انصاب اور تیروں کو حرام کرنے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اگر تم ان دونوں کی اطاعت سے اعراض کرو گے تو یہ چیز ذہن نشین کر لو کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ اس کی حرمت کا بیان کرنا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ان ساتھیوں کا کیا بنے گا جو فوت ہو چکے ہیں جبکہ وہ شراب پیا کرتے تھے؟ تو یہ آیت لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ نازل ہوئی (2)۔

امام طیالسی، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ فوت ہو گئے جبکہ وہ شراب پیا کرتے تھے۔ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے کہا ہمارے ان ساتھیوں کا کیا بنے گا جو فوت ہو گئے جبکہ وہ شراب پیا کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 40، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 46 3۔ ایضاً

امام ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ جام حضرت ابوطلحہ، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت معاذ بن جبل، حضرت سہیل بن بیضاء اور ابودجانہ پر گھوم رہا تھا یہاں تک کہ ان کے سر کچی اور پکی کھجوروں کی شراب سے جھک گئے تھے کہ ہم نے ایک اعلان کرنے والے کی آواز کو سنا وہ کہہ رہا تھا خبردار شراب حرام کر دی گئی ہے۔ نہ ہم پر کوئی داخل ہوا اور نہ ہی ہم میں سے کوئی باہر نکلا۔ ہم نے شراب کو انڈیل دیا، مٹکے توڑ دیئے۔ ہم میں سے بعض نے وضو کیا اور بعض نے غسل کیا۔ ہم نے ام سلیم کی خوشبو لگائی پھر ہم مسجد کی طرف نکلے۔ تو رسول اللہ ﷺ اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے۔ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس آدمی کا کیا مقام ہے جو اس حال میں مر گیا جبکہ وہ شراب پیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ نازل فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابویعلی، ابن منذر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں لوگوں کو شراب پلانے والا تھا کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہو گیا۔ ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا دیکھو یہ کیسی آواز ہے؟ میں نکلا میں نے کہا یہ اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے خبردار شراب حرام کر دی گئی ہے تو ابوطلحہ نے کہا جا اسے انڈیل دے تو شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔ ان دنوں اہل مدینہ کی شراب کچی اور پکی کھجوروں سے بنی ہوئی تھی۔ بعض لوگوں نے کہا وہ اس وقت شہید ہوئے جبکہ شراب ان کے پیٹوں میں تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد میں صبح کے وقت لوگوں نے شراب لی پھر وہ شہید کر دیئے گئے (3)۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو یہودیوں نے کہا کیا تمہارے وہ بھائی جو فوت ہو چکے ہیں، وہ شراب نہیں پیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے کہا گیا ہے کہ آپ بھی ان میں سے ہیں یعنی ایمان لانے والوں اور عمل صالح کرنے والوں میں سے ہیں (4)۔

امام دارقطنی نے افراد میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمارے ان بھائیوں کا کیا بنے گا جو اس وقت فوت ہوئے جب ان کے پیٹوں میں شراب تھی؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن مردویہ نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد حضور ﷺ کے وہ صحابی ہیں جو مر گئے تھے جبکہ وہ شراب کی حرمت سے پہلے شراب پیتے تھے تو حرمت سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 46، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند ابویعلی، جلد 3، صفحہ 197 (3349) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1575 (809) دارالصمیعی الریاض
4۔ مستدرک حاکم، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 160 (7226)

پہلے تو ان پر کوئی حرج نہ تھا جب شراب حرام کر دی گئی تو انہوں نے کہا یہ ہمارے اوپر کیسے حرام کر دی گئی جبکہ ہمارے وہ بھائی فوت ہو گئے ہیں جو شراب پیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ شراب کی حرمت سے پہلے شراب پیتے تھے تو ان پر کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ محسن اور متقی تھے اور اللہ تعالیٰ محسنین سے محبت کرتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان مومنوں کے حق میں نازل ہوئی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ احزاب کے بعد سورۂ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا حکم نازل فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہ نے کہا فلاں آدمی غزوۂ بدر میں شہید ہو گیا اور فلاں غزوۂ احد میں شہید ہو گیا جبکہ وہ شراب پیتے تھے جبکہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ جنتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہوں نے یہ شراب اللہ تعالیٰ سے تقوی اور احسان کی صورت میں پی تھی۔ یہ ان دنوں ان کے لئے حلال تھی پھر بعد میں شراب حرام کر دی گئی اس لئے ان پر اس بارے میں کوئی حرج نہیں (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اپنے ان بھائیوں کے بارے میں کیا کہیں جو فوت ہو چکے ہیں جبکہ وہ شراب پیتے تھے اور جوئے کا مال کھاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا یعنی اگر وہ حرام ہونے سے پہلے ایسی چیزیں کھاتے رہے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور جب ان پر یہ چیزیں حرام کی گئیں تو انہوں نے احسان سے کام لیا۔ یہ آیت بھی سورۂ بقرہ کی آیت فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (275) کی طرح ہے (3)۔

امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا مجھے کہا گیا ہے کہ آپ ان میں سے ہیں (4)۔

امام دینوری نے مجالسہ میں، ابن مردویہ اور ابونعیم نے حضرت ثابت بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آل حاطب میں سے ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا عرض کی یا امیر المومنین میں مدینہ کی طرف جا رہا ہوں وہ مجھ سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھیں گے تو میں انہیں کیا جواب دوں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں بتاؤ کہ حضرت عثمان ان لوگوں میں سے تھے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور یہ آیت پڑھی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ کے واسطے سے حضرت محارب بن دثار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے شام میں شراب پی تو حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا تم نے شراب پی ہے؟ تو صحابہ نے کہا ہاں ہم نے اس آیت سے استدلال کیا ہے۔ تو حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 47، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

ان کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب لکھا اگر میرا خط تمہیں دن کے وقت پہنچے تو ان کے بارے میں رات کا انتظار نہ کرا اور اگر خط رات کو پہنچے تو ان کے بارے میں دن کا انتظار نہ کر، انہیں میرے پاس بھیج دے تاکہ وہ اللہ کے بندوں کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ حضرت زید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو پوچھا کیا تم نے شراب پی ہے؟ انہوں نے کہا پی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ آیت سنائی تو انہوں نے کہا اس سے بعد والی آیت لَیْسَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پڑھیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین میں ایسی چیز جاری کی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ اگر یہ گمان کرتے ہیں کہ شراب حلال ہے تو انہیں قتل کر دیں کیونکہ انہوں نے اس چیز کو حلال کیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اگر یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ حرام ہے تو انہیں اسی اسی کوڑے ماریں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حد کے بارے میں ہمیں باخبر کیا ہے جس میں ایک آدمی دوسرے پر بہتان باندھتا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی اسی کوڑے مارنے کا حکم دیا(1)۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب، اس کا درخت لگانے اس کے پینے والے، اس کا رس نچوڑنے والے، اسے گھر میں رکھنے والے، مجلس میں اسے گھمانے والے، اس کو پلانے والے، اس کو اٹھانے والے، اس کی قیمت کھانے والے اور اس کے بیچنے والے پر لعنت کی ہے(2)۔

امام وکیع، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے دنیا میں شراب پی۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو آخرت میں شراب طہور نہ پیے گا(3)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ نہ کی وہ آخرت میں اسے نہ پیے گا اگرچہ اسے جنت میں داخل کر دیا جائے(4)۔

امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی یمن سے آیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے اس شراب کے متعلق پوچھا جو وہ جوار سے بنا کر پیتے تھے جسے مذر کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا وہ بھی نشہ دیتی ہے؟ تو اس نے بتایا جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نشہ دینے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحدود، جلد 5، صفحہ 503 (28409)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 9 (5584)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الاشربہ، جلد 13، صفحہ 147 (78) دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 6 (5573)

والی چیز پینے والے سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اسے طینہ خبال پلائے گا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ طینہ خبال کیا ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جہنمیوں کا پسینہ، عرق یا عصارۃ کا لفظ ارشاد فرمایا (1)۔

امام عبدالرزاق، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے شراب پی اس کی چالیس دن تک کی نمازیں قبول نہیں کی جاتیں۔ اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرمائے گا۔ اگر اس نے دوبارہ پی تو اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نمازیں قبول نہیں فرمائے گا۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اگر اس نے تیسری دفعہ شراب پی تو چالیس روز تک اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر شفقت فرمائے گا۔ اگر اس نے چوتھی دفعہ شراب پی تو چالیس روز تک اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسے طینہ خبال سے پلائے۔ عرض کی گئی طینہ خبال کیا ہے فرمایا جہنمیوں کی پیپ (2)۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے ایک گھونٹ شراب پی تو چالیس روز تک اس کی نماز مقبول نہ ہوگی۔ اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔ اگر وہ پھر شراب پیے تو چالیس روز تک اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ میں نہیں جانتا کہ تیسری دفعہ یا چوتھی دفعہ فرمایا اور وہ پھر شراب پیئے تو یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسے قیامت کے روز جہنمیوں کا گدلا پانی پلائے (3)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں جس نے فتنہ کی وجہ سے ایک دفعہ نماز بھی چھوڑی گویا دنیا اور دنیا کی ہر چیز اس کی تھی وہ سلب کرلی گئی۔ جس نے نشہ کی وجہ سے چار دفعہ نماز چھوڑ دی تو یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ اس شرابی کو طینہ خبال سے پلائے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ طینہ خبال کیا ہے؟ فرمایا جہنمیوں کے جسموں سے نچڑا ہوا مادہ (4)۔

امام ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے شراب، اس کے نچوڑنے، نچوڑنے کی خواہش کرنے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، اس کے اٹھانے والے، جس کی طرف اٹھا کرلے جائی جارہی ہے، اس کے پلانے والے، اس کے پینے والے اور اس کی قیمت کھانے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے (5)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جبرئیل امین میرے پاس آیا۔ اس نے کہا اے محمد اللہ تعالیٰ نے شراب اس کے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الاشربہ، جلد 13، صفحہ 145 (72) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 7 (5580)

3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 8 (5581)

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 8 (5582)

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 9 (5583)

نچوڑنے والے، نچوڑنے کی خواہش کرنے والے، پینے والے، اس کے اٹھانے والے، جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جارہی ہے، اس کے بیچنے والے، اس کے پلانے والے اور اس کے پلانے کا حکم دینے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے(1)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ام الخبائث سے بچو کیونکہ تم سے قبل امتوں میں سے ایک آدمی تھا وہ عبادت کرتا اور عورتوں سے دور رہتا۔ ایک بدکارہ عورت اس سے وابستہ ہوگئی۔ عورت نے اس آدمی کی طرف اپنا خادم بھیجا اور کہا ہم ایک شہادت کے لئے تجھے بلاتے ہیں۔ وہ مرد اس کے پاس داخل ہوا۔ جب بھی وہ ایک دروازے سے داخل ہوتا تو وہ پیچھے سے اس پر بند کر دیتی یہاں تک کہ وہ اس خوبصورت عورت کے پاس جا پہنچا جو بیٹھی ہوئی تھی جس کے پاس اس کا غلام بھی تھا اور ایک صراحی بھی جس میں شراب بھی پڑی ہوئی تھی۔ اس عورت نے کہا میں نے تجھے شہادت کے لئے نہیں بلایا بلکہ اس لئے بلایا ہے تاکہ اس غلام کو تو قتل کردے یا تو میرے ساتھ بدکاری کرے یا شراب کا ایک جام پی لے۔ اگر تو ایسا کرنے سے انکار کرے گا تو میں چیخ ماروں گی اور تجھے رسوا کردوں گی۔ جب اس نیک آدمی نے دیکھا کہ اب کوئی چارہ کار نہیں تو آدمی نے کہا مجھے شراب کا پیالہ پلا دو۔ عورت نے اسے شراب کا پیالہ پلا دیا۔ اس نے کہا مجھے اور پلاؤ۔ وہ اسی طرح رہا یہاں تک اس نے اس عورت سے بدکاری کی اور اس آدمی نے غلام کو بھی قتل کردیا۔ شراب سے بچو، اللہ کی قسم ایمان اور شراب کو ہمیشہ پینا ایک آدمی کے سینہ میں جمع نہیں ہو سکتے۔ ممکن ہے ان میں سے ایک دوسرے کو سینے سے نکال دے(2) عبدالرزاق نے مصنف میں اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے موقوف نقل کیا ہے۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شراب سے بچو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی چابی ہے(3)۔

امام ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو القاسم ﷺ نے مجھے تاکیدی حکم دیا کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تیرے اعضاء کاٹ دیے جائیں یا تجھے جلا دیا جائے جان بوجھ کر فرض نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جو آدمی جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہو جاتا ہے شراب نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی چابی ہے(4)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فردوس کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور ہر مشرک اور ہمیشہ شراب پینے والے پر اسے ممنوع کر دیا ہے(5)۔

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تین قسم کے افراد ایسے

1۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد5، صفحہ 9(5585)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد5، صفحہ 10(5586)
3۔ ایضاً، (5588)
4۔ ایضاً، جلد5، صفحہ 11(5589)
5۔ ایضاً، جلد5، صفحہ 11، (5590)

ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی ان کا کوئی عمل آسمان کی طرف نہیں اٹھایا جاتا۔ وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگ جائے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دے، وہ عورت جس کا خاوند اس پر ناراض ہو یہاں تک کہ وہ خاوند اس پر راضی ہو جائے، نشہ میں دھت یہاں تک کہ اس کا نشہ ختم ہو جائے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں والدین کی نافرمانی کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا داخل نہیں ہوگا (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے دستر خوان پر بیٹھنے سے منع کیا ہے جس پر شراب پی جاتی ہو (3)۔

امام بیہقی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اس کی بیوی حمام میں داخل نہ ہو جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ حمام میں تہہ بند کے بغیر داخل نہ ہو اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اس دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب گھمائی جاتی ہو۔

امام بخاری تاریخ میں سہل بن ابی صالح سے وہ محمد بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ شراب پر ہمیشگی اختیار کرتا ہو تو وہ بت پرست کی طرح ہے۔

امام بخاری تاریخ میں اور بیہقی نے حضرت سہیل رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ اپنے باپ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مرفوع روایت نقل کرتے ہیں امام بخاری نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح نہیں (4)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ شراب کا عادی تھا تو وہ بت پرست کی طرح اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا (5)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے شراب پی جس سے اس کی عقل جاتی رہی تو وہ گناہ کبیرہ کے ایک دروازے پر آیا (6)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بدکاری کر لینا نشہ کی حالت میں ہونے سے مجھے زیادہ پسند ہے چوری کر لینا نشہ کی حالت میں ہونے سے اچھا ہے کیونکہ مدہوش پر ایک ایسا لمحہ بھی آتا ہے جس میں وہ اپنے رب کو بالکل ہی نہیں جانتا (7)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں اسے نہیں پہنے گا، جس نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں نہیں

1۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 11 (5591)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 12 (5594)
3۔ ایضاً، (5595)
4۔ ایضاً (5597)
5۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب الاشربہ، جلد 9، صفحہ 239 (17070) بیروت
6۔ شعب الایمان کتاب الاشربہ، جلد 5، صفحہ 13 (5599)
7۔ ایضاً (5600)

پیئے گا اور جس نے چاندی اور سونے کے برتنوں میں پیا وہ اسے آخرت میں نہیں پیئے گا۔ پھر کہا اس سے مراد جنتیوں کا لباس، جنتیوں کی شراب اور جنتیوں کے برتن ہیں (1)۔

امام حاکم نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین قسم کے افراد جنت میں داخل نہیں ہوں گے ہمیشہ شراب پینے والا، قطع رحمی کرنے والا، جادو کی تصدیق کرنیوالا۔ جو آدمی ہمیشہ شراب پیتے ہوئے مر گیا اللہ تعالیٰ اس نہر غوطہ سے سیراب کرے گا۔ عرض کی گئی نہر غوطہ کیا ہے؟ فرمایا یہ ایسی نہر ہے جو بدکار عورتوں کی شرم گاہوں سے نکلے گی ان کی شرم گاہوں کی بدبو جہنمیوں کو اذیت دے گی (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور کچھ لوگ حضور ﷺ کے وصال کے بعد بیٹھے، انہوں نے سب سے بڑے گناہ کبیرہ کا ذکر کیا۔ ان کے پاس اس کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس بھیجا تاکہ میں ان سے سوال کروں تو انہوں نے مجھے بتایا کہ سب سے بڑا گناہ کبیرہ شراب پینا ہے۔ میں ان کے پاس آیا اور انہیں بتایا سب نے اس کا انکار کیا سب تیزی سے اٹھے اور اس کے گھر میں آئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنو اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ایک آدمی کو پکڑا اور اسے اختیار دیا کہ وہ شراب پیے یا انسان کو قتل کر دے، بدکاری کرے یا خنزیر کا گوشت کھائے یا وہ اسے قتل کر دے گا۔ تو اس آدمی نے شراب پینا پسند کیا۔ جب اس نے شراب پی لی تو وہ کسی دوسرے عمل سے باز نہ رہ سکا جس کا انہوں نے اس سے ارادہ کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا جو آدمی بھی اسے پیتا ہے تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور جو آدمی اس حالت میں مرتا ہے کہ اس کے مثانے میں شراب میں سے کوئی چیز ہوتی ہے تو اس پر جنت حرام کر دی جاتی ہے۔ اگر وہ چالیس دنوں کے اندر مر جاتا ہے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے (3)۔

امام حاکم نے حضرت ابومسلم خولانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس نے حج کیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ شام اور اس کی سردی کے بارے میں پوچھنے لگیں تو وہ انہیں خبر دینے لگا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا تم شام کی سردی پر کیسے صبر کرتے ہو؟ اس نے عرض کی اے ام المومنین وہ ایک شراب پیتے ہیں جسے طلا کہتے ہیں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی تبلیغ فرمائی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام کسی اور نام پر رکھیں گے (4)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 157 (7216) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 163 (7234)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 163 (7236)
4۔ ایضاً (7237)

عالمین کے لئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے گانے بجانے کے آلات، موسیقی کے آلات اور جاہلیت کے طریقہ کو ختم کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے پھر فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی جس طرح اس نے شراب پی اسی طرح اللہ تعالیٰ اسے جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلائے گا۔ بعد میں اسے عذاب دیا جائے گا یا اسے بخش دیا جائے گا(1)۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں اور طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جہانوں کی ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اس لئے بھیجا ہے تاکہ میں گانے بجانے کے آلات، موسیقی کے آلات، دور جاہلیت کے معمولات اور بتوں کو ہٹادوں۔ میرے رب نے اپنی عزت کی قسم اٹھائی ہے کہ دنیا میں کوئی بھی شراب نہیں پیئے گا مگر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسی کی مثل جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلائے گا بعد میں اسے بخش دیا جائے یا اسے عذاب دیا جائے دنیا میں کوئی بھی اسے نہیں چھوڑتا مگر میں اسے اپنی بارگاہ اقدس میں سیراب کروں گا یہاں تک کہ اس کا نفس قانع ہو جائے گا(2)۔

امام حاکم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا جب تو کسی نافرمانی پر قسم اٹھائے تو اسے چھوڑ دے دور جاہلیت کے کینوں کو اپنے قدموں کے نیچے پھینک دے شراب پینا چھوڑ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے پینے والے کو پاک نہیں کرتا(3)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں بھی زمین دھنسنا، پتھروں کی بارش اور شکلوں کا بگڑنا ہوگا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ یہ کب ہوگا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جب گانے بجانے کے آلات اور لونڈیاں عام ہو جائیں گے اور شراب حلال کی جائے گی۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں پتھروں کی بارش، شکلوں کا مسخ ہونا اور زمین میں دھنسنا ہوگا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کب ہوگا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جب گانے بجانے کے آلات عام ہوں گے گانے والی لونڈیاں کثیر ہو جائیں گی اور شراب حلال سمجھی جانے لگے گی۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں پتھروں کی بارش، شکلوں کا مسخ ہونا اور زمین میں دھنسنے کا عذاب ہوگا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ یہ کب ہوگا؟ فرمایا جب گانے بجانے کے آلات عام ہو جائیں گے گانے والی لونڈیاں کثرت سے ہوں گی اور شراب پی جائے گی۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں زمین میں دھنسنا، شکلوں کا بگڑنا اور پتھروں کا برسنا بھی ہوگا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جبکہ وہ لا الٰہ الا اللہ بھی کہتے ہوں گے؟ فرمایا ہاں یہ اس وقت ہوگا جب لونڈیاں عام ہو جائیں گی، بدکاری پھیل جائے گی، شراب پی جائے گی اور

1۔ شعب الایمان، باب تحریم الملاعب والملاہی، جلد 5، صفحہ 243 (6529)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 211 (7852)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 3۔ مستدرک حاکم، باب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 547 (6037) بیروت

ریشم پہنا جائے گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے ترمذی سے وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میری امت پندرہ کام کرے گی تو اس پر بلاء نازل ہوگی۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ فرمایا جب مال غنیمت چند ہاتھوں میں گھومے گا، امانت کا مال غنیمت سمجھ لیا جائے گا، زکوٰۃ کو چٹی خیال کیا جائے گا، مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا، اپنے دوست کے ساتھ نیکی کرے گا اور اپنے والد پر ظلم کرے گا، مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی، قوم کا سردار ان کا کمینہ ترین فرد ہوگا اور ایک آدمی اس کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کرے گا، شرابیں پی جائیں گی، ریشم پہنا جائے گا، لونڈیاں اور گانے بجانے کے آلات اپنا لئے جائیں گے، اس امت کے بعد والے لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے، اس موقع پر تین چیزوں کا انتظار کرو، سرخ ہوا، زمین میں دھنسنا اور شکلوں کا بگڑنا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت کی ایک جماعت کو بندروں اور ایک جماعت کو خنزیروں کی شکلوں میں مسخ کر دیا جائے گا، ایک جماعت کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، ایک جماعت پر پانچ ہوا بھیجی جائے گی کیونکہ انہوں نے شراب پی، ریشم کا لباس پہنا، لونڈیوں کو اپنایا اور دف بجائے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس امت میں زمین میں دھنسنا، پتھروں کی بارش اور شکلوں کا بگڑنا ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے شراب پی، لونڈیوں کو اپنایا اور گانے بجانے کے آلات استعمال کیے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں اس امت کی ایک جماعت بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ کر دی جائے گی۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی نہیں دیتے۔ فرمایا کیوں نہیں؟ وہ روزے رکھیں گے، نمازیں پڑھیں گے اور حج کریں گے۔ عرض کی اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا انہوں نے گانے بجانے کے آلات موسیقی کے آلات اور لونڈیوں کو اپنا لیا اور شراب پینا اور ریشم پہننا حلال کر لیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت غازی بن ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنہوں نے حدیث کو مرفوع ذکر کیا ہے ایک قوم بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ کر دی جائے گی جبکہ وہ اپنے پلنگوں پر ہوں گے کیونکہ وہ شراب پیتے تھے اور بربط اور لونڈیوں سے کھیلتے تھے۔

امام ابن ابی الدنیا نے صالح بن خالد سے روایت کی ہے جنہوں نے اسے نبی کریم ﷺ تک مرفوع روایت کیا ہے کہ میری امت میں سے ضرور کچھ لوگ ریشم، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو حلال کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شہروں پر ایک بڑا پہاڑ لائے گا یہاں تک کہ اس پہاڑ کو ان پر پھینک دے گا اور دوسروں کو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دے گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ ضرور کھانے، پینے اور گانے بجانے پر رات گزاریں گے، وہ اپنے پلنگوں پر صبح کریں گے جبکہ انہیں بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ کیا جاچکا ہوگا۔

امام ابن عدی، حاکم اور بیہقی شعب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ ان پر زمین میں دھنسنے، شکلوں کے بگڑنے اور پتھروں کی بارش کا عذاب ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ کیا ہوگا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جب عورتوں کو گھوڑوں پر سواری کرتے ہوئے دیکھو، گانے بجانے والے آلات زیادہ ہو جائیں، جھوٹی شہادتیں عام ہو جائیں، شراب پی جائے اور اور چھپانہ جائے اور نمازی مشرکوں کے سونے چاندی کے برتنوں میں پئیں، عورتیں عورتوں سے اور مرد مردوں سے لطف اندوز ہونے لگیں۔ جب تم یہ دیکھو تو ذلت کو طلب کرو، تیاری کرو اور آسمان سے پتھروں کی بارش سے بچو(1)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میری امت پانچ عمل کرے گی تو ان پر تباہی ہوگی۔ جب ان میں باہم لعنت اور ریشم کا لباس پہننے کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، وہ لونڈیاں اپنالیں گے، شراب پئیں گے، مرد مردوں پر اور عورتیں عورتوں پر اکتفا کرلیں گی(2)۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس امت میں سے ایک قوم کھانے، پینے اور لہو ولعب پر رات گزارے گی، وہ صبح کریں گے جبکہ انہیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کردیا جائے گا۔ انہیں زمین میں دھنسنے اور پتھروں کی بارش کے عذاب کا سامنا ہوگا یہاں تک کہ لوگ صبح کریں گے تو وہ کہیں گے آج رات فلاں لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا گیا، آج کی رات فلاں کا گھر زمین میں دھنسا دیا گیا۔ ان پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوگی جس طرح قوم لوط کے قبائل اور گھروں پر پتھروں کی بارش ہوئی ان پر ضرور بانجھ ہوا چلائی جائے گی جس نے قوم عاد کو ان کے قبائل اور ان کے گھروں میں ہلاک کردیا جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے شراب پی، ریشم کا لباس پہنا، لونڈیوں کو اپنایا، سود کھایا اور قطع رحمی کی(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ابن ماجہ اور بیہقی حضرت ابو مالک اشعری سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت میں سے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اسے کوئی اور نام دیں گے، ان کے سروں پر گانے بجانے کے آلات اور گانا گانے والیاں گردش کناں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے کچھ کو بندر اور خنزیر بنا دے گا(4)۔

1۔ شعب الایمان، باب تحریم الفروج، جلد 4، صفحہ 376 (5466) دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 377 (5467)

3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن والملاحم، جلد 4، صفحہ 560 (8572)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 409 (4020)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام بیہقی نے حضرت معاذ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ امر رحمت اور نبوت کی صورت میں شروع ہوا پھر یہ رحمت اور خلافت ہوگی پھر خبیث بادشاہت ہوگی پھر یہ سرکشی جبر اور زمین میں فساد ہوگا۔ وہ ریشم، شراب اور شرم گاہوں کو حلال جانیں گے، اس پر انہیں رزق دیا جائے گا اور ان کی مدد کی جائے گی یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملیں گے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے انگوروں کے چننے کے وقت انہیں روکے رکھا تاکہ اسے کسی یہودی، نصرانی یا جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ اس سے شراب بنائے گا اس کے ہاتھ بیچے تو وہ علی وجہ البصیرت جہنم کی طرف بڑھا (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس چیز کو بھی ناپسند کرتے تھے کہ جانوروں کو شراب پلائی جائے (3)۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آپ عورتوں کو اس امر سے منع کرتی تھیں کہ وہ شراب سے سر میں کنگھی کریں (4)۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی شراب پیئے اسے کوڑے مارو۔ فرمایا تین دفعہ ایسا کرو، اگر چوتھی دفعہ پیئے تو اسے قتل کردو (5)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب اسے یمن کی طرف بھیجا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کی میری قوم جوار سے شراب بناتی ہے جسے مزر کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا وہ نشہ دیتی ہے؟ عرض کیا ہاں۔ تو حضور ﷺ نے انہیں اس سے روک دیا۔ عرض کی میں نے انہیں اس سے روکا ہے مگر وہ رکتے نہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا جو تیسری بار بھی نہ رکے تو اسے قتل کردے (6)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شراب پیئے اسے کوڑے مارو، چوتھی دفعہ فرمایا جو شراب پیئے اسے قتل کردو (7)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب وہ لوگ شراب پیئیں تو انہیں کوڑے مارو۔ یہ بات انہوں نے تین بار کہی۔ جب چوتھی دفعہ پیئیں تو انہیں قتل کردو۔ معمر نے کہا میں نے اس کا ذکر ابن منکدر سے کیا تو اس نے کہا آپ ﷺ نے قتل کو ترک کر دیا تھا۔ ابن نعیمان حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو

1۔ شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 16 (5616) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 17 (5618)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 18، (5618)
4۔ ایضاً (5624)
5۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الاشربہ، جلد 9، صفحہ 247 (17087)
6۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 245 (17080)
7۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 245 (17079)

حضور ﷺ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا پھر اسے لایا گیا تو حضور ﷺ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اسے پھر لایا گیا تو حضور ﷺ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اسے پھر لایا گیا تو چوتھی دفعہ یا اس سے زیادہ دفعہ بھی حضور ﷺ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا(1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگ پئیں تو انہیں کوڑے مارو، وہ پھر پئیں تو انہیں کوڑے مارو، وہ پھر پئیں تو انہیں قتل کر دو۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان سے قتل کا حکم اٹھالیا ہے۔ جب وہ شراب پئیں تو انہیں کوڑے مارو، وہ پھر پئیں تو انہیں کوڑے مارو۔ حضور ﷺ نے اس کا ذکر چار دفعہ کیا(2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شراب پیئے تو اس پر حد جاری کرو، وہ پھر پیئے تو اس پر حد جاری کرو، اگر وہ چوتھی دفعہ پیئے تو اسے قتل کر دو۔ آپ ﷺ کی خدمت ابن نعیمان لایا گیا جس نے شراب پی تھی تو اسے جوتوں اور ہاتھوں سے مارا گیا۔ اسے پھر لایا گیا تو اس کے ساتھ پہلے والا سلوک کیا گیا، اسے چوتھی دفعہ لایا گیا تب بھی حضور ﷺ نے اس کے ساتھ یہی سلوک کیا اور قتل کا حکم ختم کر دیا(3)۔

امام عبدالرزاق نے قبیصہ بن ذؤیب سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے شراب کے مسئلہ میں ایک آدمی کو چار دفعہ کوڑے مارے۔ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے ابو محجن ثقفی کو شراب پینے کے بارے میں آٹھ دفعہ مارا(4)۔

امام طبرانی نے حضرت ابورمد بلوی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان میں سے ایک آدمی نے شراب پی۔ لوگ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اس نے دوبارہ شراب پی۔ حضور ﷺ نے اسے دوبارہ حکم ارشاد فرمایا میں یہ نہیں جانتا کہ تیسری یا چوتھی دفعہ کہا تو جلدی کی گئی اور اس کی گردن اڑا دی گئی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ والدین کی نافرمانی کرنے والا، احسان جتلانے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم کتاب اللہ میں غور کرنے لگے، اس میں نافرمان کے بارے میں ہے فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ (محمد:22) اور احسان جتلانے والے کے بارے میں ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ (البقرہ:264) اور شراب کے بارے میں ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ (5)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد او ابن مردویہ نے دیلمی سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم کھانا اور مشروب بناتے ہیں پھر اسے اپنے چچازاد بھائیوں کو کھلاتے ہیں تو حضور ﷺ نے پوچھا کیا وہ نشہ دیتا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ حرام ہے۔ جب آپ

1۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الاشربہ، جلد 9، صفحہ 247، (17081) بیروت
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 246 (17083)
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 247 (17085)
4۔ ایضاً، (17086)
5۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 99 (11170)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

ﷺ سے الوداع ہونے کا وقت آیا تو میں نے آپ سے ذکر کیا۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی وہ تو اس مشروب سے صبر نہ کرسکیں گے تو حضور ﷺ نے فرمایا جو اس سے صبر نہ کر سکے تو اس کی گردن اڑادو(1)۔

امام ابن سعد اور امام احمد نے حضرت شرحبیل بن اوس سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شراب پیئے اسے کوڑے مارو اگر وہ پھر پیئے تو اسے کوڑے مارو اگر وہ پھر پیئے تو اسے کوڑے مارو اگر وہ پھر پیئے تو اسے قتل کردو(2)۔

امام احمد اور امام طبرانی نے حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ یمن کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے انہیں نماز، سنتوں اور فرائض کے بارے میں بتایا پھر فرمایا یارسول اللہ ﷺ ہمارا ایک مشروب ہے جسے ہم کھجور اور جو سے بناتے ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا غبیراء۔ لوگوں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا اسے استعمال نہ کرو۔ لوگوں نے عرض کی وہ تو اسے نہ چھوڑیں گے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا جو اسے نہ چھوڑے اس کی گردن اڑادو(3)۔

امام ابن مردویہ عمرو بن شعیب کی سند سے وہ اپنے باپ سے اور وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ شراب پیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں نہ پئیں گے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے شراب پی اللہ تعالیٰ چالیس روز تک ان کی نماز قبول نہیں فرماتا اگر وہ چالیس دنوں میں فوت ہوگیا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا(4)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز شرابی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا جبکہ وہ نشہ کی حالت میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو ہلاک ہو تو نے کیا پیا؟ وہ عرض کرے گا شراب۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے اسے تجھ پر حرام نہیں کیا تھا؟ تو وہ عرض کرے گا کیوں نہیں۔ تو اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم دے دیا جائے گا(5)۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری امت کے لوگ برائی تکبر اور لہو ولعب میں رات گزاریں گے۔ وہ صبح بندوں اور خنزیروں کی صورت میں کریں گے کیونکہ انہوں نے محارم کو حلال جانا، لونڈیوں کو اپنایا، شراب پی، سود کھایا اور ریشم کا لباس پہنا۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ شراب کا گناہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاشربہ، جلد5، صفحہ 66(23742) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ مسند امام احمد، جلد4، صفحہ 234، دارصادر بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد23، صفحہ 242(483) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

4۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الاشربہ، جلد9، صفحہ 235(17059) بیروت 5۔ ایضاً، جلد9، صفحہ 237(17061)

دوسرے گناہوں پر یوں غالب آ جاتا ہے جس طرح اس (انگور) کا درخت دوسرے درختوں پر چڑھ جاتا ہے(1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مسروق بن اجدع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب پینے والا بت پرست کی طرح ہے اور شراب پینے والا لات وعزی کی عبادت کرنے والے کی طرح ہے(2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی شراب پیتا ہے جب تک اس کے مثانہ میں اس کا ایک قطرہ بھی موجود ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔ اگر وہ اس وجہ سے مرجائے تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ اسے طینہ خبال سے پلائے اور طینہ خبال سے مراد جہنمیوں کی پیپ ہے(3)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے شراب میں سے مسکر پی جبکہ وہ ناپاک ہے تو اس کی چالیس دنوں کی نماز بھی ناپاک ہوگئی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرمائے گا۔ اگر اس نے اس کو پھر پیا جبکہ وہ ناپاک ہے تو اس کی چالیس دنوں کی نماز ناپاک کر دی جائے گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرمائے گا۔ اگر اس نے پھر ایسا ہی کیا۔ تیسری دفعہ یا چوتھی دفعہ یہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسے طینہ خبال سے پلائے(4)۔

امام عبدالرزاق نے ابان سے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: بے شک تمام خباثت کو ایک گھر میں رکھ کر بند کر دیا گیا اور اس گھر کی چابی شراب کو بنایا گیا ہے پس جس نے شراب پی تو وہ خباثت میں واقع ہوگا(5)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب ہر برائی کی چابی ہے(6)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کے وقت شراب پی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے کی طرح ہے یہاں تک کہ وہ شام کرے اسی طرح اگر اس نے شام کے وقت شراب پی تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے کی طرح ہے یہاں تک کہ وہ صبح کرے۔ جس نے اس وقت تک اسے پیا یہاں تک کہ اسے نشہ ہوگیا تو اللہ تعالیٰ چالیس دنوں تک اس کی نمازیں قبول نہیں فرمائے گا۔ جو آدمی اس حال میں مرا کہ اس کی رگوں میں شراب میں سے کوئی چیز ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا(7)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی عز وقدرت کی قسم اٹھائی ہے کہ کوئی مسلمان شراب نہیں پیئے گا مگر میں اسے کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا۔ اس کی وجہ سے جو وہ شراب کو خوب پیتا رہا ہے۔ بعد میں اسے عذاب دیا جائے یا اسے بخش دیا جائے اور جو آدمی شراب چھوڑ دے جبکہ وہ شراب پینے پر قادر تھا۔ چھوڑنے کی وجہ محض میری رضامندی تھی تو وہ اسے پلاؤں گا یہاں تک اسے اپنی بارگاہ اقدس میں سیراب کروں گا(8)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز شرابی سیاہ

1۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الاشربہ، جلد 9، صفحہ 237 (17063) بیروت　2۔ ایضاً (17064)　3۔ ایضاً (17065)

4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 238 (17066)　5۔ ایضاً (17068)　6۔ ایضاً (17069)

7۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 239 (17071)　8۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 239 (17072)

چہرے کے ساتھ، نیلی آنکھوں کے ساتھ اور ایک جانب لٹکاتے آئے گا یا فرمایا اس کی باچھ اس کی زبان کو لٹکائے ہوئے ہوگی، اس کا لعاب اس کے سینے پر لٹک رہا ہوگا اور جو بھی اسے دیکھے گا اسے ناپسند کرے گا(1)۔

امام احمد نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے شراب پی تو وہ قیامت کے روز پیاسا آئے گا، خبردار ہر نشہ دینے والی چیز شراب ہے غبیراء سے بچو(2)۔

امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے شراب پی اللہ تعالیٰ چالیس روز تک اس کی نمازیں قبول نہیں فرمائے گا، اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا، اگر وہ دوبارہ پیئے تو اس کا حکم پہلے جیسا ہوگا، میں نہیں جانتا کہ تیسری دفعہ یا چوتھی دفعہ فرمایا، اگر وہ پھر اسی طرح کرے تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ وہ اسے طینہ خبال سے پلائے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طینہ خبال کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جہنمیوں کا پسینہ۔

امام ابن ابی سعد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت خلدہ بنت طلق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں اپنے باپ نے بتایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تو صحراء کے لوگ آئے۔ تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اس شراب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو ہم اپنے پھلوں سے بناتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تو مجھ سے نشہ دینے والی چیز کے بارے میں پوچھتا ہے اسے نہ پی اور نہ ہی کسی بھائی کو پلا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت مین میری جان ہے جس آدمی نے نشہ کی لذت کے لئے اسے پیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے شراب نہیں پلائے گا(3)۔

امام احمد نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے شراب پی چالیس روز تک اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہیں ہوگا، اگر وہ فوت ہوا تو کافر کی حیثیت سے فوت ہوگا، اگر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرمائے گا۔ اگر اس نے پھر اسے پیا تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسے طینہ خبال سے پلائے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طینہ خبال کیا ہے؟ فرمایا جہنمیوں کی پیپ۔

امام احمد نے زہد میں حضرت ابودرداء سے روایت نقل کی ہے کہ شک کفر میں سے ہے، نوحہ جاہلیت کا عمل ہے، شعر ابلیس کے کاموں میں سے ہے۔ مال غنیمت میں خیانت جہنم کا انگارہ ہے، شراب ہر گناہ کا جامع ہے، جوانی جنون کا حصہ ہے، عورتیں شیطان کے ڈورے ہیں، تکبر سب سے بڑی برائی ہے، سب سے برا کھانا یتیم کا مال ہے، سب سے بری کمائی سود ہے، سعادت مند وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے اور بدبخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں بھی بدبخت ہے(4)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبرئیل امین لگاتار مجھے بتوں کی عبادت، شراب نوشی اور لوگوں کے باہم گالم گلوچ سے منع کرتے رہے(5)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الاشربہ، جلد 9، صفحہ 240 (17074)، بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 422، دار صادر بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاشربہ، جلد 5، صفحہ 66 (2743) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ کتاب الزہد، صفحہ 175، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ شعب الایمان، باب حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 342 (8439)

امام بیہقی نے حضرت ام سلمہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے سب سے پہلے جس چیز سے منع کیا اور بعد میں مجھ سے وعدہ لیا وہ بتوں کی عبادت، شراب نوشی اور لوگوں کا گالم گلوچ کرنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (1)۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٤﴾

''اے ایمان والو! ضرور آزمائے گا تمہیں اللہ تعالیٰ کسی چیز کے ساتھ شکار سے پہنچ سکتے ہیں جس تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے تا کہ پہچان کرا دے اللہ تعالیٰ اس کی جو ڈرتا ہے اس سے بن دیکھے۔ پس جو شخص حد سے بڑھے گا اس (تنبیہ) کے بعد تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہاں صید سے مراد کمزور اور چھوٹا شکار ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ساتھ ان کے احرام میں آزمائے گا یہاں تک کہ اگر وہ چاہتے تو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے محرموں کو ان کے قریب جانے سے منع کر دیا۔ تم میں سے جس نے بھی اسے جان بوجھ کر، بھول کر یا خطاء سے قتل کیا اللہ تعالیٰ اس پر حکم لگا دے گا۔ اگر اس نے جان بوجھ کر پھر یہی عمل کیا تو اسے جلدی سزا دی جائے گی مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے (2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تیر اور نیزے سے بڑے شکار اور ہاتھوں سے چھوٹے شکار پکڑ لیں گے۔ اس سے مراد بچے اور انڈے پکڑنا بھی ہو سکتا ہے ایک میں یہ الفاظ ہیں کہ اَیْدِیْکُمْ سے مراد ہے کہ تم ان کے انڈے اور بچے ہاتھوں سے پکڑ لو گے اور رِمَاحُکُمْ سے مراد کہ تم تیر مارو یا نیزہ مارو (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا معنی ہے کہ جس شکار کو تم تیر نہ مار سکو (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حدیبیہ کے عمرہ میں نازل ہوئی۔ وحشی جانور، پرندے اور شکار ان کے پڑاؤ میں آجاتے۔ اس سے قبل انہوں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حالت احرام میں انہیں قتل کرنے سے منع کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم حضرت قیس بن سعد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کی پشت اور پیٹ پر کوڑے مارے جائیں گے اور

1۔ شعب الایمان، باب حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 342 (8440) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 50-49، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 48 4۔ ایضاً

اس کے کپڑے اتار لئے جائیں گے۔

امام ابوالشیخ ،کلبی کی سند سے وہ حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب محرم شکار پکڑتا یا اسے قتل کرتا تو اسے سو کوڑے مارے جاتے۔ اس کے بعد اس کے بارے میں حکم نازل ہوگیا۔

امام ابوالشیخ ،ابوصالح کی سند سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر دوبارہ شکار کو قتل کرتا تو اس کی پشت اور پیٹ کو کوڑے سے بھر دیا جاتا۔ طائف میں وادی والے اہل وج کے ساتھ یہی سلوک کرتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دور جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی آدمی قضائے حاجت کرتا یا شکار مار ڈالتا تو اسے سخت مارا جاتا اور اس کے کپڑے چھین لئے جاتے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم یہ عذاب الیم واجب ہے ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

"اے ایمان والو! نہ مارو شکار کو جبکہ تم احرام باندھے ہوئے ہو اور جو قتل کرے شکار کو تم میں سے جان بوجھ کر تو اس کی جزا یہ ہے کہ اسی قسم کا جانور دے جو اس نے قتل کیا ہے فیصلہ کریں اس کا دو معتبر آدمی تم میں سے در آں حالیکہ یہ قربانی کعبہ میں پہنچنے والی ہو یا کفارہ ادا کرے وہ یہ کہ چند مسکینوں کو کھانا دے یا اس کے برابر روزے رکھے تا کہ چکھے سزا اپنے کام کی۔ معاف فرما دیا اللہ تعالیٰ نے جو گزر چکا اور جو (اب) پھر گیا تو انتقام لے گا اللہ تعالیٰ اس سے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے بدلہ لینے والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی سند سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ نے اس آیت میں محرم کو قتل کرنے اور اس کے کھانے سے منع کیا ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہاں اس کا شکار کرنا اور اس کا کھانا حرام کیا گیا ہے۔

امام ابن منذر، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر

اس نے شکار کو جان بوجھ کر، بھول کر یا خطا سے قتل کیا تو اس پر حکم لگایا جائے گا، اگر اس نے جان بوجھ کر پھر ایسا کیا تو اس کو سزا دینے میں جلدی کی جائے گی مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَاقَتَلَ مِنَ النَّعَمِ کی تفسیر یہ ہے کہ جب محرم کوئی شکار قتل کرے تو اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا، اگر اس نے ہرن یا اس جیسی چیز قتل کی ہوگی تو اس پر بکری لازم ہوگی جو مکہ مکرمہ میں ذبح کی جائے گی، اگر وہ بکری نہ پائے تو وہ چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، اگر یہ بھی نہ پائے تو تین دن روزے رکھے، اگر وہ اونٹ یا اس جیسی چیز قتل کرے تو اس پر گائے لازم ہوگی، اگر وہ نہ پائے تو وہ بیس مسکینوں کو کھانا کھلائے، اگر وہ یہ بھی نہ پائے تو بیس روزے رکھے، اگر وہ شتر مرغ، جنگلی گدھا یا اس جیسی چیز قتل کرے تو اس پر ایک اونٹ لازم ہوگا، اگر وہ نہ پائے تو تیس مسکینوں کو کھانا کھلائے، اگر وہ ایسا نہ کرے تو تیس روزے رکھے کھانا ایک ایک مد ہوگا جو انہیں سیر کر دے گا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حکم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خط لکھا کہ خطاء اور عمد س اس پر حکم لگایا جائے گا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عمد، خطاء اور بھول کی صورت میں اس پر حکم لگایا جائے گا (3)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ قتل تو جان بوجھ کر کیا مگر احرام یاد نہیں تھا۔ یہ وہ شخص ہے جس پر یہ حکم لگایا اور اگر اسے احرام یاد تھا جبکہ قتل بھی ارادہ سے کیا تو اس پر یہ فیصلہ نہیں کیا جائے گا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آدمی کے بارے میں جو شکار کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے جبکہ اسے احرام یاد تھا اور قتل بھی ارادہ سے کیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے فرمایا اس پر حکم نہیں لگایا جائے گا اور اس کا حج بھی نہ ہوگا (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں عمد سے مراد وہ قتل ہے جو خطاء سے ہو اس کا کفارہ ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے وہ شکار مار ڈالتا ہے جبکہ وہ کسی اور چیز کا قصد کرتا اور اسے مار ڈالتا ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ جو شکار کا ارادہ کرتا ہو مگر احرام بھول گیا ہو جس نے اس کے بعد جان بوجھ کر شکار کو قتل کیا جبکہ اسے احرام یاد تھا تو اس پر حکم نہیں لگایا جائے گا (7)۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسے احرام یاد نہ ہو اور وہ شکار کو جان بوجھ کر قتل کر دے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 55، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 396 (15291)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 52
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 50
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 51
7۔ ایضاً

امام ابوالشیخ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے شکار کو جان بوجھ کر قتل کیا جبکہ اسے احرام یاد نہیں تھا تو اس پر جزاء لازم ہوگی جس نے جان بوجھ کر شکار کو قتل کیا جبکہ وہ احرام کو بھولنے والا نہیں تھا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے چاہے تو عذاب دے چاہے تو اسے بخش دے۔

امام شافعی، عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے شکار کو قتل کیا جبکہ اسے احرام یاد تھا وہ کسی اور چیز کا قصد بھی نہیں کرتا تھا تو اس کا احرام ختم ہوگیا۔ اس کے لئے کوئی رخصت بھی نہیں جس نے احرام کو بھول کر قتل کیا یا کسی اور چیز کا قصد کیا تھا تو اس نے غلطی کی تو یہ وہ عمد ہے جس کا کفارہ ذکر کیا گیا ہے (1)۔

امام شافعی، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا ارشاد ہے وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا جبکہ جو آدمی خطاء قتل کرتا ہے تو اس پر بھی چٹی ہوتی ہے جبکہ اس آیت میں تو اس پر چٹی لازم کی گئی ہے جو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے۔ فرمایا ہاں اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم ہوتی ہے۔ یہی طریقہ چلا آرہا ہے اور اس لئے بھی تاکہ لوگ اس میں نہ پڑ جائیں۔

امام شافعی اور ابن منذر نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے تمام لوگوں کو دیکھا کہ وہ خطا سے قتل کرنے کی صورت میں بھی تاوان لازم کرتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کفارہ اس صورت میں ہے جب کوئی محرم جان بوجھ کر شکار کرے لیکن قتل خطا میں بھی ان پر سختی کی گئی تاکہ وہ اس سے بچیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں حکم تو جان بوجھ کر قتل کرنے میں تھا جبکہ سنت خطاء میں چلی آرہی ہے یعنی محرم جب شکار قتل کرتا ہے (3)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جان بوجھ کر شکار مارے یا خطاء سے اس پر چٹی ہوگی (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب محرم شکار پکڑے تو اس پر کوئی چٹی نہیں (5)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ محرم جب شکار خطا سے مارے تو اس پر کوئی چیز لازم نہ ہوگی اور اگر جان بوجھ کر مارے تو اس پر جزاء ہوگی۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جس نے غلطی سے شکار کیا اس پر حکم نہیں لگایا جائے گا۔ یہ حکم اس پر لگایا جائے گا جس نے جان بوجھ کر شکار مارا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 51، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 52 3۔ ایضاً
4۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الحج، جلد 4، صفحہ 391 (8178) بیروت 5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 396 (15295)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا(1)

شکار کی جزا

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب محرم شکار مار ڈالے تو جانور (ذبح کرنے) کی جزاء اس پر لازم کی جائے گی۔ اگر جزاء پائی جائے تو وہ اس جانور کو ذبح کرے اور اس کا گوشت صدقہ کر دے۔ اگر وہ شکار کی جزاء نہ پائے تو جزاء کی دراھم کی صورت میں قیمت لگائی جائے گی پھر درہموں کے ساتھ گندم کی قیمت لگائی جائے گی پھر وہ ہر نصف صاع کے عوض ایک روزہ رکھ لے گا۔ آیت میں طعام سے مراد روزے ہیں کیونکہ جب اس نے کھانا پایا تو اس نے اس کی جزاء پائی (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے جو شکار کرتا ہے جبکہ وہ محرم ہوتا ہے تو وہ فرماتے ہیں اس پر جزاء کا حکم لگایا جائے گا، اگر وہ نہ پائے تو اس پر اس کی قیمت کا فیصلہ کیا جائے گا کھانے کے ساتھ اس کی قیمت لگائی جائے پھر اس کھانے کو صدقہ کر دیا جائے گا، اگر وہ نہ پائے تو اس پر روزوں کا حکم لگا دیا جائے گا۔

امام ابن منذر نے حضرت عطاء خراسانی سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں مثل سے مراد ایسی چیز ہے جو اس کے مشابہ ہو۔

امام ابن منذر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے مثل کا معنی ند نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مروان بن حکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ وہ وادی ازرق میں تھے۔ کہا مجھے بتائیے جب ہم ایسا شکار کرتے ہیں جس کا مد مقابل نہیں پاتے تو کیا حکم ہوگا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کی قیمت مکہ مکرمہ کی طرف بھیج دی جائے گی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے اوپر شکار کی مثل جانور لازم ہوگا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر محرم نے شتر مرغ یا گدھا مار ڈالا تو اس پر بدنہ لازم ہوگا۔ اگر اس نے گائے، بارہ سنگا یا اور پہاڑی بکرا ماڈالا تو اس پر گائے لازم ہوگا۔ اگر ہرن یا خرگوش مارڈالا تو اس پر بکری لازم ہوگی۔ اگر اس نے گوہ، گرگٹ یا چوہا مارا تو اس پر بکری کا ایسا بچہ لازم ہوگا جو گھاس کھاتا ہو اور دودھ پیتا ہو (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ چھوٹے شکار میں چٹی لازم ہوگی جس طرح بڑے شکار میں تو انہوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ ارشاد نہیں فرماتا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ (5)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ وہ شکار ہے جس کی ایسی مثل ہو جو اس کے مشابہ ہو تو یہی اس کی جزاء اور قضاء ہوگی۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب المناسک، جلد 4، صفحہ 392 (8181)، بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 54، بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 309 (14489)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 54، داراحیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو خشکی کا شکار ہو جس کے سینگ نہیں ہوتے جیسے گدھا اور شتر مرغ تو اس کی جزاء اونٹ ہے اور خشکی کے وہ شکار جو سینگوں والے ہوں تو اس کی جزاء گائے ہوگی اور ہرن وغیرہ میں بکری لازم ہوگی خرگوش میں بھیڑ کا ثنیہ اور چوہے میں مینہ، کبوتر اور اس جیسے پرندوں میں بکری لازم ہوگی مکڑی وغیرہ میں کھانے کی ایک مٹھی لازم ہوگی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا مجھے بتاؤ اگر میں شکار قتل کر دوں جو کانا، لنگڑا ہو یا اس کے پر کٹے ہوئے ہیں کیا میں اس جیسی چیز کی چٹی بھروں گا؟ فرمایا ہاں اگر تو چاہے۔ عطاء نے کہا اگر تو وحشی گائے کا بچہ مار ڈالے تو اس میں پالتو گائے کا ایسا ہی بچہ لازم ہوگا۔ یہ سب اسی طرح ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے خشکی کا وہ شکار جس کے سینگ نہیں ہوتے جیسے گدھا اور شتر مرغ تو اس پر اسی کی مثل اونٹ لازم ہوگا اور جو خشکی کا شکار ہو جس کے سینگ ہوتے ہیں جیسے پہاڑی بکرا یا بارہ سنگھا ہو تو اس کی جزاء گائے ہوگی، ہرن شکار کیا تو اس کی جزاء اس کی مثل بکری ہوگی، خرگوش میں چھ ماہ کا بھیڑ کا بچہ ہے اور اس جیسے جانور چھوٹا مینہ، مکڑی وغیرہ میں کھانے کی صرف ایک مٹھ لازم ہوگی۔ جو خشکی کے پرندے ہیں اس میں قیمت لگائی جائے گی پھر اسے صدقہ کر دیا جائے گا، اگر چاہے تو ہر نصف صاع میں ایک روزہ رکھ لے، اگر اس نے خشکی کے پرندے کا بچہ یا انڈا لے لیا تو اس کی قیمت کا کھانا یا اسی کی مثل روزے لازم ہوں گے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت جابر سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بجو شکار ہے۔ جب محرم اسے شکار کرے تو اس میں ایک سال کا مینڈھا لازم ہوگا اور پھر اسے کھایا جائے گا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابن عباس اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم نے کہا شتر مرغ میں اونٹ ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرگوش میں جفرہ (وسطی چیز) کا فیصلہ کیا (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے طاؤس، عطاء اور مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سب نے کہا گدھے میں گائے لازم ہوگی (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی محرم وحشی گائے کا شکار کرے تو اس میں اونٹ لازم ہوگا (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کبوتری اور اس کے انڈوں پر دروازہ بند کر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم، کتاب الحج، جلد 1، صفحہ 623 (1163)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 302 (14420)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 301 (14416)

6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 303 (14428) 7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 302 (14425)

دیا پھر وہ عرفات منیٰ کی طرف چلے گئے۔ وہ واپس لوٹے تو کبوتری مرچکی تھی وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور سب ماجرا سنایا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر تین بکریاں صدقہ کرنے کا حکم دیا اور ایک اور آدمی کو ساتھ ہی حکم بنایا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حرم کے شکار میں ایک بکری لازم ہوگی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جس نے کبوتر کے بارے میں بکری لازم کی وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ مکڑی میں کھانے کی ایک مٹھ لازم ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک کھجور مکڑی سے بہتر ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت قاسم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے محرم کے بارے میں پوچھا گیا جو مکڑی کو شکار کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ایک کھجور ایک مکڑی سے بہتر ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ محرم جیسی چیز کو مارے گا تو اس بارے میں اس کی قیمت کا فیصلہ کیا جائے گا (7)۔

امام ابو الشیخ ابو الزناد سے وہ اعرج سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ شتر مرغ کے انڈے میں ایک روزہ یا مسکین کو کھانا کھلانا لازم کرتا ہے۔

امام شافعی نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ حضرت معاویہ بن قرہ سے اور امام احمد سے وہ ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کے اونٹ نے شتر مرغ کے گھونسلے کو روند ڈالا اور اس کے انڈے توڑ دیئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھ پر انڈے کے عوض ایک روزہ یا ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن ذکوان سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ایک ایسے محرم کے بارے میں پوچھا گیا جو شتر مرغ کے انڈے اٹھا لیتا ہے۔ تو فرمایا ہر انڈے میں ایک دن کا روزہ یا ایک مسکین کا کھانا ہوگا (8)۔

ابن ابی شیبہ ابو الزناد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم ﷺ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں (9)۔

امام ابو الشیخ اور حضرت ابن مردویہ ابو المحزم رحمہ اللہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ شتر مرغ کے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 177 (13212)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 178 (13218)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 178 (13222)
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 425 (15627)
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 425 (15625)
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 426 (15630)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت
8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 389 (15210)
9۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 389 (15211)

انڈوں میں اس کی قیمت لازم ہوگی۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شتر مرغ کے انڈوں میں سے اس کی قیمت ہوگی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شتر مرغ کے انڈوں میں اس کی قیمت لازم ہوگی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہر دو انڈوں میں ایک درہم اور ایک انڈے میں نصف درہم ہوگا (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے حضرت قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم نے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں حج کیا تو ہم نے ایک ہرن دیکھا، ہم سے ایک نے دوسرے ساتھی سے کہا دیکھ کیا میں اس تک رسائی حاصل کر سکتا ہوں؟ ایک پتھر پھینکا جو سیدھا اس کی کنپٹی پر جا لگا اور اسے قتل کر دیا، ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے پاس آئے، ہم نے ان سے اس بارے میں پوچھا۔ آپ کے پہلو میں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف تھے۔ آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان سے گفتگو کی پھر ہمارے ساتھی کی طرف متوجہ ہوئے۔ پوچھا کیا تو نے جان بوجھ کر قتل کیا ہے یا غلطی سے؟ اس آدمی نے کہا میں تو پتھر تو ارادہ سے پھینکا تھا مگر مارنے کا ارادہ نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے تو نے عمد اور خطاء کو ملا دیا ہے۔ جاؤ بکرا لو اسے ذبح کرو، اس کا گوشت صدقہ کر دو اور اس کا چمڑا کسی مسکین کو دو جس سے وہ مشکیزہ بنا لے۔ ہم آپ کے پاس سے اٹھے۔ میں نے اپنی ساتھی سے کہا اے آدمی شعائر اللہ کی تعظیم کرو، اللہ کی قسم امیر المومنین تجھے جو فتویٰ دیا ہے وہ خود نہیں جانتے تھے یہاں تک آپ نے اپنے ساتھی سے مشورہ کیا۔ اپنی اونٹنی لو اور اس ذبح کرو۔ شاید شعائر اللہ کی تعظیم کا یہی اندازہ ہے۔ قبیصہ نے کہا مجھے سورۂ مائدہ کی آیت یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ (المائدہ:95) یاد نہیں تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میری خبر پہنچی۔ آپ ہماری طرف جلدی سے آئے، ان کے ہاتھ میں درہ تھا اور میرے ساتھی کو مارنے لگے۔ آپ کہہ رہے تھے کیا تو حرم میں شکار کو قتل کرتا ہے اور فتویٰ کا مذاق اڑاتا ہے؟ پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے مارنے لگے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین میں اس چیز کو آپ کے لئے حلال نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قبیصہ میں تجھے کم عمر نوجوان، فصیح اللسان اور کھلے سینے والا دیکھتا ہوں۔ بعض اوقات ایک آدمی میں نو اچھے اخلاق ہوتے ہیں اور ایک برا خلق ہوتا ہے، اس کا برا خلق اچھے خلق پر غالب آ جاتا ہے تجھے نوجوانوں کی لغزشوں سے باز رہنا چاہیے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدو حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی میں نے ایک شکار کو قتل کیا جبکہ میں محرم تھا۔ اب مجھے بتائیے کہ میرے اوپر کیا جزاء

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 389 (15212) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 390 (15208)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 389 (15215)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 59، بیروت

ہے؟ حضرت ابوبکر نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے کہا جبکہ وہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ بدو نے کہا میں تیرے پاس آیا اور تو رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہے، میں تجھ سے پوچھتا ہوں جبکہ تو کسی اور سے پوچھتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے کیا چیز متعجب کرتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے یَحۡکُمُ بِهٖ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ میں نے اپنے ساتھی سے اس لئے مشورہ کیا ہے یہاں تک کہ ہم ایک امر پر متفق ہو جائیں جس کا تجھے حکم دیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت بکر بن عبد اللہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو بدوؤں نے احرام باندھا ہوا تھا، ایک نے ہرن کو ہنکایا اور دوسرے نے قتل کر دیا۔ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ کے پاس حضرت عبد الرحمٰن بن عوف بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت عبد الرحمٰن نے کہا بکری حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری بھی یہی رائے ہے۔ دونوں جاؤ اور ایک بکری ذبح کرو۔ جب دونوں چلے گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا جوانہوں نے کہا یہاں تک کہ اپنے ساتھی سے پوچھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سن لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں واپس بلایا، جس نے وہ بات کہی تھی درہ مارنے کے لئے اس کی طرف بڑھے، فرمایا حالت احرام میں شکار کو قتل کرتے ہو اور فتویٰ کا مذاق اڑاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے دو عادل آدمی فیصلہ کریں۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اکیلے عمر کے فیصلہ کرنے پر راضی نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے میں نے اپنے ساتھی سے مدد لی (1)۔

امام شافعی، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اربد نے گوہ کو روند ڈالا اور اسے مار ڈالا جبکہ وہ محرم تھے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلہ کے لئے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے ساتھ مل کر فیصلہ کرو۔ دونوں نے میمنہ کا فیصلہ کیا جو پانی اور گھاس کھاتا تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی یَحۡکُمُ بِهٖ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ (2)

امام ابن جریر نے حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں سوال کیا جس نے حالت احرام میں ایک شکار کو قتل کیا تھا جبکہ آپ کے پاس حضرت عبد اللہ بن صفوان بھی موجود تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا یا تم فیصلہ کرو میں اس کی تصدیق کر دوں یا میں فیصلہ کرتا ہوں تم اس کی تصدیق کر دینا ابن صفوان نے کہا آپ کہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا جس کی تصدیق حضرت عبد اللہ بن صفوان نے کی (3)۔

امام ابن سعد، ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت ابو حریز بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک ہرن شکار کیا جبکہ میں حالت احرام میں تھا۔ میں نے اس کا ذکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے دو بھائیوں کے پاس جاؤ جو تمہارے بارے میں فیصلہ کریں۔ میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 59　3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 60

پاس گیا۔ انہوں نے میرے بارے میں سفید بکرا ذبح کرنے کا فیصلہ کیا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن حبشی رحمہما اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک آدمی سے سنا جس نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا تھا جس نے خرگوش کا بچہ مار ڈالا تھا۔ تو آپ نے فرمایا میری رائے میں اس میں بکری کا بچہ لازم ہے۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کیا یہ اسی طرح ہے؟ میں نے عرض کی آپ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے دو عادل آدمی فیصلہ کریں(2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قاسم بن مجید سے اس محرم کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے حرم کی حدود میں بکری کا بچہ مار ڈالا تھا۔ آپ نے مجھے کہا اس بارے میں فیصلہ کیجئے۔ میں نے عرض کی میں فیصلہ کروں جبکہ آپ یہاں موجود ہیں۔ تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دو عادل آدمی فیصلہ کریں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ بن خالد رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے دو ثالثوں کے بغیر فیصلہ درست نہیں۔ دونوں ثالث آپس میں اختلاف نہ کریں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوجعفر بن محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہدی کے بارے میں پوچھا کہ وہ کس جانور سے ہوتی ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا آٹھ جوڑوں سے۔ گویا آدمی کو شک گزرا تو حضرت علی نے فرمایا کیا تو قرآن حکیم کی تلاوت کرتا ہے؟ گویا آدمی نے کہا میں پڑھتا ہوں۔ فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ (المائدہ:1) اس نے کہا میں نے یہ ارشاد سنا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کیا تو نے یہ بھی ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ (الحج:34) اور وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (الانعام:142) پس بھیمہ سے کھاؤ۔ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ (الانعام:143) اس نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کیا تو نے یہ ارشاد سنا ہے يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (المائدہ:95) اس آدمی نے کہا جی ہاں۔ فرمایا اگر میں ہرن قتل کروں تو مجھ پر کیا لازم ہوگا؟ اس نے کہا بکری۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ایسی ہدی جو کعبہ تک پہنچنے والی ہو۔ اس نے کہا جی ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بٰلِغَ الْكَعْبَةِ فرمایا ہے جیسے تو نے سنا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 60، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 61

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے ہدی سے مراد وہ جانور ہیں جو جوف (پیٹ) والے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان سے هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کا محل مکہ مکرمہ ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہدی، نسک اور طعام مکہ مکرمہ میں ہوں گے روزہ جہاں چاہے رکھ لے(1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حکم سے روایت نقل کی ہے کہ شکار کی قیمت وہاں لگائی جائے گی جہاں اس نے شکار کیا ہوگا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اس کی تفسیر یہ ہے کہ خرگوش سے چھوٹی چیز کو قتل کرنے میں کفارہ کھانا کھلانا ہے(2)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے بھول کر شکار قتل کیا یا کسی اور چیز کا ارادہ کیا تھا تو غلطی سے شکار کو جا لگا تو یہ وہ عمد ہے جس کا کفارہ ہے تو اس پر شکار کی مثل واجب ہوگی جو کعبہ تک پہنچانا لازم ہوگی، اگر وہ ایسی چیز نہ پاتے تو اس کی قیمت سے کھانا خرید لے اگر وہ بھی نہ پائے تو ہر مد (سیر) کے بدلے میں ایک روزہ رکھ لے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حسن بن مسلم نے کہا جس نے ایسا شکار کیا جس کی قیمت بکری کی قیمت یا اس سے زیادہ ہو تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ۔ جہاں تک مسکینوں کو کھانا کھلانے کے کفارہ کا تعلق ہے تو یہ ایسا شکار ہوتا ہے جس کی قیمت ہدی تک نہیں پہنچتی مثلاً چڑیا قتل کرے تو اس میں ہدی لازم نہ ہوگی اس کے برابر روزے کا مطلب یہ ہے کہ شتر مرغ کے برابر، چڑیا کے برابر یا سب کے برابر، ابن جریج نے کہا میں نے اس کا ذکر عطاء سے کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ قرآن حکیم میں جو بھی او کے ساتھ حکم مذکور ہیں ان میں آدمی کو اختیار ہوتا ہے(4)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے محرم جب کوئی شکار کرے تو اس پر جانوروں میں سے ایک جزاء کے طور پر لازم ہوگا، اگر وہ ایسی چیز نہ پائے تو جزاء کی دراہم کی صورت میں قیمت لگائی جائے گی پھر دراہم کا اس دن کے بھاؤ سے کھانے کا اندازہ لگایا جائے گا اور اس کھانے کا صدقہ کیا جائے گا۔ اگر اس کے پاس کھانا بھی نہ ہو تو وہ ہر نصف صاع کے عوض ایک روزہ رکھے گا(5)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عطاء اور حضرت مجاہد رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے محرم جب ایسا جانور شکار کرتا ہے جس کی قیمت ہدی تک نہیں پہنچتی تو اس میں اس کی قیمت کے برابر کھانا لازم ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 67، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 62 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 63
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر کوئی آدمی حالت احرام میں شتر مرغ مار ڈالتا ہے تو اس کے لئے اجازت ہے، اگر وہ خوشحال ہے تو جو چاہے ہدی دے دے اونٹ دے یا اس کے برابر کھانا دے دے یا اس کے برابر روزے رکھ لے، ان میں سے جو چاہے ایسا کرلے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان اسی طرح ہے، اس کی جزاء ایسے ہی ہوگی۔ یہ بھی کہا قرآن حکیم میں جو بھی حکم ''او'' کے ساتھ ہے تو اس کا مالک جو چاہے انتخاب کر لے (1) میں نے کہا مجھے بتایئے اگر آدمی کھانے پر تو قادر ہے مگر جو اس نے شکار کیا ہے اس کی مثل پر قادر نہیں (تو اس کا کیا حکم ہوگا)؟ تو فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے کیونکہ یہ بات ممکن ہے کہ اس کے پاس کھانا تو ہو لیکن اس کے پاس اونٹ کی قیمت موجود نہ ہو پس یہ رخصت ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن عباس، حضرت زید بن ثابت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم نے ایسے آدمی کے بارے میں فیصلہ کیا جس نے حالت احرام میں شکار کو قتل کیا تھا اس میں ہدی لازم ہوتی تھی تو انہوں نے اس کی قیمت کا اندازہ لگایا اور اس کے بدلے میں کھانا کھلانے کا حکم دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں او کا ذکر ہے تو اس میں اسے اختیار ہوگا۔ جو پہلا حکم نہ پائے تو مابعد کو اپنا لے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرات مجاہد، حسن بصری، حضرت ابراہیم اور ضحاک رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک محرم نے خراساں میں شکار کیا۔ فرمایا وہ مکہ مکرمہ یا منی میں کفارہ ادا کرے اور کھانے کی قیمت اس جگہ کی لگائے جہاں اس پر کفارہ واجب ہوا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جانور کی قربانی دینی ہو تو مکہ مکرمہ میں دے صدقہ یا روزے رکھنے ہوں تو جہاں چاہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس اور حضرت عطاء رحمہما اللہ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے کہا کہ کھانا کہاں صدقہ کیا جائے گا تو انہوں نے مکہ مکرمہ میں کیونکہ وہاں ہی ہدی بھیجنی ہوتی ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حج کا کفارہ مکہ مکرمہ میں ادا کیا جاتا ہے (6)۔

ابن جریر نے عطاء سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب میں شکار کی جزاء کے ساتھ مکہ آتا ہوں تو وہاں اسے قربان کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ ہاں اگر ذی الحجہ کے دس دنوں میں لازم ہو تو اسے یوم نحر تک مؤخر کرتا ہوں (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 64، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 66
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 67 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 68

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے کہا کیا روزہ کا وقت ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں جب چاہے جہاں چاہے، تاہم جلدی ادا کرنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے کہا روزوں کے مساوی کتنا کھانا ہے فرمایا ہر روزہ کے مقابلہ میں ایک مد ہے انہوں نے رمضان اور ظہار کے روزوں کا گمان کیا ہے اور یہ گمان کیا کہ یہ ایک رائے ہے، جو انہوں نے قائم کی کسی سے انہوں نے یہ سنا نہیں تھا (2)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَوْعَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا کا مطلب ہے کہ تین دن سے لے کر دس دنوں تک روزے رکھے (3)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کھانے کا حکم اس لئے دیا گیا تا کہ روزوں کا علم ہو جائے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَبَالَ اَمْرِهٖ کا معنی عقوبة امرہ کیا ہے اپنے کیے کی سزا (5)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی اپنے عمل کا انجام چکھے نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت نعیم بن قعنب رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ کا معنی ہے کہ دور جاہلیت میں جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا اور جس نے دور اسلام میں پھر ایسا کیا اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا اور جو دور اسلام میں پھر ایسا کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے گا اور اس کے ساتھ کفارہ بھی ہوگا۔ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا کیا اس پر گناہوں کی سزا ہوں گی؟ فرمایا نہیں (6)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جو آدمی حالت احرام میں شکار کرے تو اس پر ان چیزوں میں ایک کا فیصلہ ہوگا، اگر وہ دوبارہ ایسا کرے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوگا، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے سزا دے، اگر چاہے تو اسے معاف کر دے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔ ابوالشیخ کے الفاظ ہیں جس نے پھر ایسا کیا تو اسے کہا جائے گا جاؤ اللہ تعالیٰ تجھ سے انتقام لے گا (7)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 69 3۔ ایضاً

4۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الحج، جلد 4، صفحہ 397 (8198) بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 70

6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 71 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 72

کہ جس نے حالت احرام میں غلطی سے کوئی شکار قتل کر دیا تو جب بھی وہ قتل کرے اس پر فیصلہ کیا جائے گا۔ جس نے جان بوجھ کر شکار قتل کیا اس کے بارے میں صرف ایک بار فیصلہ کیا جائے گا، اگر اس نے پھر ایسا ہی کیا تو اسے کہا جائے گا اللہ تعالیٰ ہی تجھ سے انتقام لے گا جس طرح اس کا فرمان ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حالت احرام میں شکار کو قتل کیا تو اس نے شریح سے سوال کیا۔ شریح نے پوچھا کیا تو نے اس سے پہلے بھی شکار کو قتل کیا ہے؟ اس نے بتایا نہیں۔ فرمایا اگر تو یہ کہتا کہ میں نے ایسا کیا ہے تو میں تیرے بارے میں فیصلہ نہ کرتا اور تجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا وہ تجھ سے انتقام لیتا(2)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ شکار کو قتل کرنے میں رخصت ہو گی، اگر اس نے دوبارہ ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک اس سے انتقام نہ لے لے(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے اس آدمی کے بارے میں قول نقل کیا ہے جو حالت احرام میں شکار کو قتل کرتا ہے پھر اسی طرح عمل کرتا ہے۔ تو انہوں نے کہا علماء کہا کرتے تھے جو دوبارہ ایسا فعل کرے تو اس پر فیصلہ نہ کیا جائے گا، اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جان بوجھ کر شکار قتل کرنے والے پر ایک دفعہ فیصلہ کیا جائے گا، اگر اس نے پھر بھی ایسا ہی کیا تو اس پر فیصلہ نہ کیا جائے گا، اسے کہا جائے گا جا اللہ تعالیٰ تجھ سے انتقام لے گا۔ اگر غلطی سے قتل کیا تو ہمیشہ اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا(5)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جب وہ قتل کرے گا اس پر فیصلہ کیا جائے گا(6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ محرم نے جب بھی شکار کیا تو اس پر فیصلہ کیا جائے گا(7)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن ابی المعلی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حالت احرام میں ایک شکار کو قتل کیا تو اس سے درگزر کیا گیا، اس نے دوبارہ شکار کیا تو آسمان سے ایک آگ نازل ہوئی جس نے اسے جلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مطلب ہے(8)۔

امام ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ ایک آدمی نے دوبارہ ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک آگ نازل کی جو اسے کھا گئی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 72، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 73
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 71
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 73
8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 74

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا محرم کو چاہیے کہ چوہے، بچھو، چیل، کوے اور باؤلے کتے کو مار ڈالے ایک روایت میں ہے وہ سانپ کو بھی مار ڈالے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا پانچ چیزیں فاسق ہیں، انہیں حرم میں قتل کرو، چیل، کوا، کتا، چوہا اور بچھو (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے محرم کو حکم دیا کہ وہ حدود حرم میں منی میں سانپ کو مارے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا محرم بھیڑیئے کو قتل کرے (4)۔

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ ۚ وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

”حلال کیا گیا تمہارے لئے دریائی شکار اور اس کا کھانا فائدہ اٹھاؤ تم اور دوسرے قافلے اور حرام کیا گیا ہے تم پر خشکی کا شکار جب تک تم احرام باندھے ہوئے ہو اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس تم اکٹھے کئے جاؤ گے“۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سمندر جس چیز کو مردہ حالت میں باہر پھینک دے تو وہ سمندر کا کھانا ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل موقوف روایت نقل کی ہے (6)۔

امام ابوالشیخ قتادہ سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں حضرت ابوبکر صدیق سے روایت نقل کرتے ہیں کہ سمندر کے شکار سے مراد وہ چیز ہے جو تم خود پکڑو اور اس کے طعام سے مراد وہ ہے جو سمندر تیری طرف پھینکے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا سمندر کا شکار وہ ہے جسے ہمارے ہاتھ شکار کریں اور اس کا کھانا وہ جسے سمندر پھینک دے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اس کا کھانا ہر وہ چیز ہے جو اس کے اندر ہے۔ ایک روایت میں ہے اس کا کھانا اس کا مردار ہے (7)۔

امام ابوالشیخ ابوطفیل کے واسطہ سے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے سمندر کے بارے میں کہا کہ اس کا پانی پاکیزگی عطا کرنے والا اور اس کا مردار حلال ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 351 (14835) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً (14837)

3۔ مستدرک حاکم، کتاب الحج، جلد 1، صفحہ 623 (1666) دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 356 (14823) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 83، بیروت

6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 83 7۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سمندر کا شکار حلال اور اس کا پانی پاکیزگی عطا کرنے والا ہے(1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے جو بنومخزوم کے غلام تھے روایت نقل کی ہے کہ سمندر میں جو کچھ بھی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لئے پاکیزہ کر دیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اس کا کھانا وہ ہے جو سمندر باہر پھینکے(2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں بحرین آیا تو اہل بحرین نے مجھ سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھا جسے سمندر باہر پھینکتا ہے؟ میں نے انہیں کہا اسے کھاؤ جب میں واپس لوٹا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے اس کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے مجھ سے کہا تو نے انہیں کیا فتویٰ دیا ہے؟ اس نے کہا میں نے انہیں فتویٰ دیا ہے کہ وہ اسے کھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو کوئی اور فتویٰ دیتا تو میں تجھے درے مارتا۔ پھر فرمایا اس کے شکار سے مراد وہ جانور ہے جو تم شکار کرو اور طعام سے مراد وہ ہے جسے وہ باہر پھینک دے(3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس کے شکار سے مراد جسے شکار کیا جائے۔ طعام سے مراد جسے سمندر باہر پھینکے۔ ایک روایت میں لفظ کی جگہ قذف کے الفاظ ہیں یعنی مردہ حالت میں پھینکے(4)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے دوسری سندوں سے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ صید سے مراد تر مچھلی اور طعام سے مراد اس کی نمکین مچھلی ہے۔ یہ مسافر اور مقیم کے لئے ہے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت زید بن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ سمندر کے شکار سے مراد وہ ہے جسے تو شکار کرے(6)۔

امام ابن جریر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ پانی جس سے پیچھے ہٹ جائے اور مچھلی ساحل پر رہ جائے اسے کھاؤ(7)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے شکار سے مراد وہ مچھلی ہے جو پھڑ پھڑا رہی ہو اور طعام سے مراد وہ مچھلی ہے جسے سمندر ساحل پر پھینک دے(8)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 79-78 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 84 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 77 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 78

8۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الحج، جلد 4، صفحہ 503 (8652) بیروت

کہ مچھلی میں سے نمک لگائی گئی، جس سے پانی پیچھے ہٹ جائے اور جسے پانی باہر پھینک دے وہ طعام میں شامل ہے یہ محرم اور غیر محرم سب کے لئے حلال ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن ابی ہریرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان مچھلیوں کے بارے میں پوچھا جنہیں سمندر باہر پھینک دیتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہمانے پوچھا کیا وہ مردہ ہوتی ہیں؟ عبد الرحمٰن نے عرض کی جی ہاں۔ وہ مردہ ہوتی ہیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہمانے ایسی مچھلیاں کھانے سے منع کیا۔ جب حضرت عبداللہ گھر آئے تو مصحف لیا اور سورہ مائدہ پڑھی۔ جب اس آیت پر پہنچے تو کہا طعام سے مراد تو وہی مچھلی ہے جسے سمندر باہر پھینک دیتا ہے۔ فرمایا اسے ملو اور اسے ایسی مچھلی کھانے کا کہو(1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا سمندر جسے باہر پھینک دے وہی طعام ہے اگرچہ وہ مردہ ہو(2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صید سے مراد وہ مچھلی ہے جسے تو تازہ شکار کرے اور طعام سے مراد وہ نمک لگائی گئی مچھلی ہے جسے تو سفر میں زادراہ بنائے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سمندری کتے کے علاوہ ہم سمندر کی کوئی ایسی چیز نہیں جانتے جس کا شکار حرام کیا گیا ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت میمون کردی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سوار تھے۔ تو آپ کے اوپر سے ٹڈی دل کا جھنڈ گزرا، تو آپ نے انہیں مارا۔ آپ سے کہا گیا آپ نے حالت احرام میں شکار کیا ہے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا یہ سمندر کا شکار ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کعب الاحبار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ ایک مچھلی کی پھکار ہے جسے وہ سال میں دو دفعہ (ٹڈی دل) پھکارتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے آیت کی تفسیر میں ابو مجلز سے روایت نقل کی ہے سمندر کا شکار جو خشکی اور سمندر میں زندگی بسر کرتا ہو تو اسے شکار نہ کرے اور جس کی زندگی کا دارومدار پانی میں ہی ہو تو وہ پانی کا ہی شکار ہے(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَتَاعًا لَّكُمْ یعنی جو سمندر کے قریب ہوتے ہیں اور لِلسَّيَّارَةِ یعنی جو مسافر ہیں ان کے لئے یہ سامان زیست ہے(6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 79، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 80　3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 77

4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 78　6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 83

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ طعام سے مراد سمندر کی مچھلیاں ہیں۔ لَّكُمْ سے مراد بستیوں والے جو سمندر کے قریب رہتے ہیں اور لِلسَّيَّارَةِ جو مسافر ہوں یا تمام قسم کے لوگ مراد ہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سیارہ سے مراد محرم ہیں (2)۔

امام فریابی نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سیارہ سے مراد مسافر ہے جو اس سے زادراہ حاصل کرتا ہے اور اس سے کھاتا ہے۔

امام ابو عبید، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے طاؤس کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا یہ مبہم ہے، اس کا کھانا محرم پر حرام ہے (3)۔

امام ابو الشیخ نے حضرت عبد الکریم بن ابی المخارق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے مجاہد سے کہا ایک شکار ہے جسے ایک آدمی احرام باندھنے سے چار ماہ پہلے ہمدان میں شکار کرتا ہے۔ تو مجاہد نے کہا اسے نہ کھائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے یہ آیت مبہم ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت حارث بن نوفل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حج کیا، آپ کی خدمت میں شکار کا گوشت لایا گیا جسے ایک غیر محرم نے شکار کیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے کھایا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے نہ کھایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم نہ ہم نے شکار کیا نہ ہم نے حکم دیا اور نہ ہم نے اشارہ کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے آیت کی تلاوت کی (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب رضی اللہ عنہ محرم کے لئے اس شکار کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہ دیکھتے جب وہ شکار کسی اور کے لئے کیا جاتا۔ تاہم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اسے ناپسند کرتے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے محرم کے لئے شکار کا گوشت ہر حال میں ناپسند کیا ہے (6)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کی مثل مروی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ احرام کی حالت میں شکار کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 84، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 83
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 6، صفحہ 1632 (837)، دار الصمیعی الریاض
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 84
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 85
6۔ ایضاً

گوشت نہ کھاتے اگر چہ اسے غیر محرم نے شکار کیا ہوتا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت اسماعیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا اس میں اختلاف کیا گیا ہے، میرے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ تو اسے نہ کھائے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس شکار کے بارے میں پوچھا گیا جسے غیر محرم شکار کرتا ہے کیا محرم اسے کھالے؟ حضرت ابو ہریرہ نے جواب دیا ہاں کھالے پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے، انہیں بتایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو اس کے برعکس فتویٰ دیتا تو میں تجھ پر درہ اٹھالیتا۔ تجھے اس کا شکار کرنے سے منع کیا گیا ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں محرم پر شکار کرنا اور شکار کا گوشت کھانا حرام کر دیا گیا ہے۔ اگر شکار احرام باندھنے سے پہلے کیا تو وہ حلال ہے، اگر محرم نے غیر محرم کے لئے شکار کیا تو اس کا کھانا حلال نہیں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، ہم حالت احرام میں تھے۔ ہمیں ایک پرندہ بطور تحفہ پیش کیا گیا، ہم میں سے کچھ نے اسے کھالیا اور کچھ اس سے رک گئے اور نہ کھایا۔ جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو ان لوگوں کی موافقت کی جنہوں نے پرندے کا گوشت کھایا تھا اور یہ فرمایا ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایسا گوشت کھایا تھا (5)۔

امام ابو عبید اور ابن منذر نے عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے تو اس کو اسی طرح پڑھا جس طرح تو اس کو پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کا اختتام حرام پر کیا ہے۔ ابو عبید نے کہا مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا۔ یہ معنی اس وقت متحقق ہوتا ہے جب شکار کو قتل کیا جائے اور اس کا گوشت کھایا جائے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کے ارادہ سے نکلے تو صحابہ بھی حضور ﷺ کے ساتھ حج کے لئے نکلے۔ ان میں سے ایک جماعت کو الگ کیا جن میں حضرت ابو قتادہ بھی تھے۔ فرمایا ساحل سمندر کے راستے کو اپناؤ یہاں تک کہ ہم پھر آپس میں ملیں۔ انہوں نے ساحل سمندر کا راستہ اپنایا۔ جب وہ الگ ہوئے تو سب نے احرام باندھ لیا۔ صرف ابو قتادہ نے احرام نہ باندھا۔ اسی اثناء میں کہ وہ چل رہے تھے انہوں نے وحشی گدھے دیکھے۔ ابو قتادہ نے ان گدھوں پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے ایک گدھی کو مار ڈالا۔ سب نے پڑاؤ ڈالا اور اس کا گوشت کھایا پھر کہا ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں جبکہ ہم محرم ہیں۔ باقی ماندہ گوشت کو اٹھایا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے احرام باندھ لیا تھا جبکہ حضرت ابو قتادہ نے احرام نہ باندھا۔ ہم نے جنگلی گدھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 308 (14481)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 88 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 89 5۔ ایضاً

دیکھے ابوقتادہ نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک گدھی کو مار ڈالا۔ ہم نے پڑاؤ کیا اور اس کا گوشت کھایا۔ پھر ہم نے کہا کیا ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں جبکہ ہم محرم ہیں؟ ہم نے باقی ماندہ گوشت اٹھا لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے اسے حملہ کرنے کا کہا تھا یا اس کا طرف اشارہ کیا تھا؟ صحابہ نے عرض کی نہیں۔ تو فرمایا اس کا باقی ماندہ گوشت کھاؤ (1)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خشکی کا گوشت تمہارے لئے حلال ہے جبکہ تم محرم ہو۔ جب تک تم خود شکار نہ کرو یا جب تک تمہارے لئے شکار نہ کیا جائے (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، کہا اے زید بن ارقم کیا تجھے علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شتر مرغ کے انڈے پیش کیے گئے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت احرام میں تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں واپس کر دیا تھا؟ عرض کی جی ہاں (3)۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حج یا عمرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہمارے سامنے ٹڈی دل کا ایک لشکر آ گیا۔ ہم انہیں چھڑیوں اور ڈنڈوں سے مارنے لگے اور انہیں قتل کرنے لگے۔ پھر ہمیں افسوس ہوا اور کہا ہم کیا کر رہے ہیں جبکہ ہم حالت احرام میں ہیں؟ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سمندر کے شکار میں کوئی حرج نہیں (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر وہ چیز جو خشکی اور سمندر میں رہتی ہو محرم اسے مار ڈالے تو اس پر کفارہ ہوگا (5)۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآىِٕدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۟

''بنایا ہے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو عزت والا گھر ہے بقا کا باعث لوگوں کے لئے نیز حرمت والے مہینوں کو اور حرم کی قربانی اور گلے میں پٹے پڑے ہوئے جانوروں کو تا کہ تم خوب جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الحج، جلد 8-7، صفحہ 89 (60)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الحج، جلد 1، صفحہ 649 (1748) دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، (1748)

4۔ جامع ترمذی، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 207 (850)، دار الحدیث قاہرہ 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 90، بیروت

ہے کہ بیت اللہ شریف کو کعبہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مربع شکل کا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے مربع ہونے کی وجہ سے کعبہ کہتے ہیں(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو لوگوں کے دین کا سہارا اور ان کے حج کی نشانی بنایا(3)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے قیام کا معنی یہ ہے کہ جو آدمی اس کی طرف منہ کرتا ہے وہ امن میں ہو جاتا ہے(4) ابن جریر نے مجاہد سے قیام کو قوام نقل کیا ہے یعنی یہ لوگوں کا سہارا ہے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے قیام کا معنی صلاح نقل کیا ہے یعنی یہ ان کے دین کی بھلائی کا باعث ہے(6)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے کہ یہ ان کے دین کی قوت کا باعث ہے(7)۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ یہ ان کے دین کی عظمت کا باعث ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام لوگوں میں بادشاہ ہوتے جو لوگوں کو ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی کرنے سے روکتے جبکہ عرب کے علاقوں میں کوئی بادشاہ نہ ہوتا جو لوگوں کو ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے روکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بیت اللہ شریف کو ان کا سہارا بنایا جو لوگوں کو ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے روکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں حرمت والے مہینوں اور قلادوں کے ذریعے بھی محفوظ رکھتا۔ ایک آدمی اپنے والد کے قاتل یا چچازاد بھائی کے قاتل کو ملتا تو اسے کچھ نہ کہتا یہ سب منسوخ ہو چکا ہے(8)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف اور حرمت والے مہینوں کو لوگوں کے لئے سہارا بنایا وہ دور جاہلیت میں اس کے ذریعے امن حاصل کرتے۔ جب وہ بیت اللہ شریف، حرم کی حدود اور حرمت والے مہینوں میں ملتے تو انہیں ایک دوسرے سے کچھ خوف نہ ہوتا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف، شہر حرام، ہدی اور قلائد کو رکاوٹ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دور جاہلیت میں لوگوں کے درمیان باقی رکھا۔ ایک آدمی کتنا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 93

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 92 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 93

7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 94

بھی جرم کر لیتا تو اس سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کی جاتی اور نہ ہی اس کے کوئی قریب جاتا۔ اگر کوئی آدمی حرمت والے مہینے میں اپنے باپ کے قاتل کو ملتا تو اسے کچھ نہ کہتا اور نہ ہی اس کے قریب ہوتا۔ اگر کوئی آدمی کسی جانور کو قلادہ ڈالے دیکھتا اگرچہ بھوک کی وجہ سے وہ عصب (جڑی بوٹی) کھاتا تب بھی اس جانور سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرتا۔ اور نہ ہی اس کے قریب جاتا۔ جب کوئی آدمی بیت اللہ شریف کی زیارت کا ارادہ کرتا تو بالوں کا بنا ہوا قلادہ ڈال دیتا تو یہ چیز اسے لوگوں سے محفوظ رکھتی۔ جب وہ کسی دوسرے علاقہ میں سفر کا ارادہ کرتا تو وہ ازخر یا سمر کا قلادہ بنا لیتا تو یہ چیز اسے لوگوں سے محفوظ رکھتی یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچ جاتا۔ یہ وہ رکاوٹیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے درمیان دور جاہلیت میں باقی رکھا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی اور کہا لوگ اس وقت تک دنیا پر رہیں گے جب تک وہ بیت اللہ شریف کا حج کریں گے اور قبلہ کی طرح منہ کریں گے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چار چیزوں کو لوگوں کے لئے قیام بنایا ہے۔ یہ ان کے لئے معاملات کا سہارا ہیں (2)۔

ابن ابی حاتم، جعفر بن محمد سے وہ اپنے باپ سے اور وہ دادا سے یہ معنی نقل کرتے ہیں کہ لوگ ان چیزوں کی تعظیم کریں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ان کے قبلہ کی علامت اور امن بنایا جس میں وہ امن سے رہتے ہیں۔

امام ابو الشیخ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیام کا معنی امن ہے۔

امام ابو الشیخ نے حضرت عبد اللہ بن مسلم بن ہرمز سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے سچے آدمی نے بتایا کہ قیامت کے روز کعبہ شریف لوگوں کے لئے کھڑا کر دیا جائے گا جو لوگوں کو ان کے ان اعمال کے بارے میں بتائے گا جو لوگوں نے اس میں کیے۔

امام ابو الشیخ نے ابو مجلز سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی احرام باندھتا تو بالوں کا قلادہ ڈالتا تو اس میں کوئی بھی چھیڑ چھاڑ نہ کرتا جب وہ حج کرتا یا اس کی قضاء کرتا تو پھر اذخر کا قلادہ پہنتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابو الشیخ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حرمت والا مہینہ شروع ہوتا تو لوگ اسلحہ رکھ دیتے اور ایک دوسرے کے پاس چلے جاتے۔

امام ابو الشیخ نے آیت کی تفسیر میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عرب جب دور جاہلیت میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ چیزیں رکھ دیں جن میں وہ زندگی بسر کرتے جو آدمی ان میں سے کسی ایک کی حرمت کو پامال کرتا تو اللہ تعالیٰ اسے مہلت نہ دیتا۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٨﴾ مَا عَلَى

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 94، دار احیاء التراث العربی بیروت	2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 93

الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾

''خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا (بھی) ہے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم (بھی) ہے۔ نہیں (ہمارے) رسول پر کوئی ذمہ داری سوائے پیغام پہنچانے کے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کر رہے ہو اور جو چھپا رہے ہو''۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا جب وقت قریب ہوا تو کہا کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے سہولت والی آیت کو شدت والی آیت کے ساتھ اور شدت والی آیت کو مہلت والی آیت کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے تا کہ مومن رغبت بھی رکھے اور ڈرتا بھی رہے، نہ وہ اللہ تعالیٰ پر ناحق تمنا کرے اور نہ ہی اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

''آپ فرما دیجئے نہیں برابر ہو سکتا ناپاک اور پاک اگرچہ حیرت میں ڈال دے تجھے ناپاک کی کثرت۔ سو ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اے عقل والو! تا کہ تم نجات پا جاؤ''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خبیث سے مراد شرک اور طیب سے مراد مومن ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک حلال درہم صدقہ کرنا مجھے دو لاکھ حرام درہم صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ اگر چاہو تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھو قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ

امام ابن ابی حاتم نے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں حضرت یونس بن عبداللہ نے انہیں ابن وہب نے انہیں حضرت یعقوب بن عبدالرحمٰن اسکندرانی نے روایت نقل کی ہے کہ کسی عامل نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن عبدالعزیز کو خط لکھا اور بیان کیا کہ خراج کم اکٹھا ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن عبدالعزیز نے اسے خط لکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ۔ اگر تو یہ طاقت رکھے کہ تو عدل اصلاح اور احسان کرے جہاں تم سے پہلے ظلم، فسق و فجور اور سرکشی ہوئی نہیں تو ایسا کر۔ قوت تو اللہ کے پاس ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ کا معنی ہے جس کی دانش یا عقل ہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت

حَلِيمٌ ﴿١٠١﴾ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كٰفِرِينَ ﴿١٠٢﴾

''اے ایمان والو! مت پوچھا کرو ایسی باتیں کہ اگر ظاہر کی جائیں تمہارے لئے تو بری لگیں تمہیں اور اگر پوچھو گے ان کے متعلق جبکہ اتر رہا ہے قرآن تو ظاہر کردی جائیں گی تمہارے لئے۔ معاف کردیا ہے اللہ نے ان کو اور اللہ بہت بخشنے والا بڑے حلم والا ہے۔ تحقیق پوچھا تھا ان کے متعلق ایک قوم نے تم سے پہلے پھر وہ ہو گئے ان احکام کا انکار کرنے والے''۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جیسا خطبہ میں نے کبھی بھی نہیں سنا تھا ایک آدمی نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا فلاں تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے قتادہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے نبی سے سوال کیا یہاں تک کہ سوالوں سے آپ کو گھیر لیا۔ ایک روز حضور ﷺ باہر تشریف لائے تو منبر پر تشریف لے گئے۔ فرمایا آج تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرو گے میں تمہیں بتاؤں گا۔ جب لوگوں نے یہ سنا تو انہوں نے گمان کیا کہ خاص امر آچکا ہے۔ میں دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں ایک آدمی کپڑے سے اپنا سر لپیٹے ہوئے ہے اور رو رہا ہے۔ ایک آدمی آپ کے پاس آیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ اسے غیر باپ کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں اور برے فتنوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے آج جیسی شر اور خیر کبھی بھی نہیں دیکھی۔ جنت اور دوزخ میرے لئے جسم مثالی کی صورت میں پیش کی گئیں یہاں تک کہ میں نے انہیں اس دیوار کی دوسری طرف دیکھا۔ قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو وہ کچھ دکھاتا ہے جو تم نہیں دیکھتے اور اسے وہ سناتا ہے جو تم نہیں سن سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ قتادہ نے کہا ابی بن کعب کی قرأت میں ہے ایک قوم نے سوال کیا جو ان کے لئے واضح کردیا گیا تو انہوں نے کفر کی حالت میں صبح کی (2)۔

امام بخاری، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے بطور استہزاء سوال کرتے۔ ایک کہتا میرا باپ کون ہے؟ ایک کہتا میری اونٹنی گم ہوگئی ہے وہ کہاں ہے؟ انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے سوال کیا جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے۔ انہوں نے کہا ایک دن نبی کریم ﷺ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے۔ فرمایا

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 169 (4520)، دارالفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 97، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 169 (4521)

آج تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں سوال کرو گے میں تمہیں بتاؤں گا۔ایک آدمی اٹھا۔مسلمانوں نے اس کا اٹھنا پسند کیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت لَا تَسْـَٔلُوْا ایک ایسے آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے عرض کی تھی یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟ تو حضور ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا تیرا باپ فلاں ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔فرمایا مجھ سے سوال کرو، آج تم مجھ سے جو سوال کرو گے میں تمہیں آگاہ کر دوں گا۔ بنو سہم میں سے ایک قریشی اٹھا جسے عبداللہ بن حذافہ کہا جاتا تھا۔اس کے نسب میں طعن کیا جاتا تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ فلاں ہے۔اسے اس کے باپ کے نام سے پکارا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے آپ کے پاؤں کو بوسہ دیا۔عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم اللہ کے رب ہونے، آپ ﷺ کے نبی ہونے اور قرآن کے امام ہونے پر راضی ہیں۔آپ ﷺ ہمیں معاف کر دیجئے۔اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو معاف فرمائے۔وہ لگاتار یہی بات عرض کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ راضی ہو گئے۔اس روز حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اولاد خاوند کے لئے ہے اور بدکار کے لئے پتھر ہے۔اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر یہ آیت قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ نازل فرمائی (3)۔

امام فریابی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غصہ کی حالت میں نکلے۔آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ تھا۔آپ منبر پر بیٹھ گئے۔ایک آدمی اٹھا۔عرض کی میرے آباء کہاں ہیں؟ فرمایا جہنم میں۔دوسرے نے کہا میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمد ﷺ کے نبی ہونے اور قرآن کے امام ہونے پر راضی ہیں یا رسول اللہ ﷺ ہمارا دور جاہلیت اور دور شرک قریب ہی گزرا ہے۔اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہمارے باپ کون ہیں۔تو حضور ﷺ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

امام ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ایک آدمی اٹھا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال؟ حضور ﷺ نے جواب سے خاموشی اختیار فرمائی یہاں تک کہ سائل نے تین دفعہ اس سوال کو دہرایا۔حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں نعم کہہ دوں تو یہ ہر سال فرض ہو جائے۔اگر یہ ہر سال حج فرض ہو جائے تو تم اسے قائم نہ کر سکو جب تک میں تمہیں ترک کروں تو تم مجھے چھوڑے رکھو۔تم سے قبل لوگ زیادہ سوال کرنے اور انبیاء پر تکرار کرنے کے باعث ہلاک ہوئے ہیں۔جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے رک جاؤ، جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی استطاعت کے مطابق اسے بجا لاؤ۔یہ بھی ذکر کیا کہ سورۂ

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 97، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ایضاً 3۔ایضاً، جلد 7، صفحہ 98 4۔ایضاً

مائدہ کی یہ آیت اس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ فرمایا اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ عکاشہ بن محصن اسدی اٹھا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال؟ فرمایا خبردار اگر میں ہاں کہہ دوں تو حج فرض ہو جائے، اگر وہ فرض ہو جائے پھر تم اسے ترک کر دو تو تم گمراہ ہو جاؤ۔ جب تک میں تمہیں کچھ نہ کہوں تو تم خاموش رہو، تم سے قبل قومیں انبیاء سے سوال کرنے اور تکرار کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ ایک بدو نے کہا کیا ہر سال؟ حضور ﷺ کافی دیر خاموش رہے پھر گفتگو فرمائی اور کہا سائل کون ہے؟ اس نے عرض کی میں۔ فرمایا تجھ پر افسوس اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تجھے کون بچاتا؟ اللہ کی قسم اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ فرض ہو جاتا۔ اگر یہ فرض ہو جاتا تو تم اسے چھوڑ دیتے، اگر تم اسے چھوڑ دیتے تو تم کفر کرتے۔ تم سے قبل لوگوں کو ان لوگوں نے ہلاک کیا جو سوال کر کے لوگوں کو مصیبت میں ڈالتے رہے، اللہ کی قسم زمین میں جو کچھ ہے اگر میں تمہارے لئے حلال کر دوں اور اونٹ کے قدم کی جگہ تمہارے لئے حرام کروں تب بھی تم اس میں گر وگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت نازل فرمائی(2)۔

امام ابن مردویہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو لازم کیا ہے۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہر سال؟ حضور ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں نعم کہہ دیتا تو یہ ہر سال فرض ہو جاتا، اگر یہ واجب ہو جاتا تو تم اس کی طاقت نہ رکھتے، اگر تم اس کو چھوڑ دیتے تو تم کفر کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی میرا باپ کہاں ہے؟ فرمایا جہنم میں۔ ایک اور نے عرض کی یا رسول اللہ حج ہر سال فرض ہے؟ رسول اللہ ﷺ سخت ناراض ہوئے۔ آپ مڑے اور گھر تشریف لے گئے۔ پھر باہر تشریف لائے، فرمایا تم جو سوال کرو گے میں تمہیں اس کا جواب دوں گا۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر حج ہر سال فرض ہو جاتا پھر تم انکار کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، دار قطنی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آل عمران کی آیت نمبر 97 نازل فرمائی جس میں حج کا ذکر ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ حضور ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی، صحابہ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 99، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

ہر سال۔فرمایانہیں۔اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ فرض ہو جاتا۔تو یہ آیت نازل ہوئی(1)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حج والی آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے لوگوں میں اس کا اعلان کیا فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے پس حج کرو۔صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا ایک سال یا ہر سال؟ فرمایانہیں بلکہ ایک سال، اگر میں ہر سال کہہ دیتا تو وہ فرض ہو جاتا۔اگر ہر سال حج فرض ہو جاتا تو تم انکار کرتے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا فرمایا اے قوم تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔بنواسد کے ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ حضور ﷺ سخت ناراض ہوئے، فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا، اگر یہ ہر سال فرض ہو جاتا تو تم اس کی طاقت نہ رکھتے بلکہ اس کا انکار کرتے۔جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں تو تم مجھے کچھ نہ کہا کرو، جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو وہ کام کیا کرو، جب میں تمہیں کسی کام سے روکوں تو رک جایا کرو۔تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منع کیا کہ وہ اس قسم کا سوال نہ کریں جیسا سوال نصاریٰ نے دسترخوان کے بارے میں کیا تھا۔پھر انہوں نے اس کا انکار کیا۔اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کیا ہے یعنی اگر قرآن سخت حکم کے ساتھ نازل ہو گیا تو وہ تمہیں دکھ دے گا لیکن تم انتظار کرو۔جب قرآن نازل ہو رہا ہے تو تم جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرو گے تم اس کا بیان پالو گے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا ذکر کیا تو آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کیا حج ہر سال فرض ہے؟ فرمایانہیں، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج تم پر ہر سال فرض ہو جاتا اگر یہ واجب ہو جاتا تو تم اس کی طاقت نہ رکھتے، اگر تم طاقت نہ رکھتے تو تم انکار کر دیتے۔پھر فرمایا مجھ سے سوال کرو۔اس مجلس میں جو آدمی مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے گا میں اسے اس کا جواب دوں گا۔اگرچہ وہ مجھ سے اپنے باپ کے بارے میں سوال کرے۔ایک آدمی اٹھا اس نے عرض کی میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ بن قیس ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں(4)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایسی چیز کے بارے میں سوال کرتے جو ان کے لئے حلال ہوتی وہ لگاتار سوال کرتے رہے یہاں تک کہ ان پر حرام کر دی جاتی۔جب کوئی چیز ان پر حرام کر دی جاتی تو وہ اس میں جا پڑتے۔

1۔مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 322 (3157) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 100، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ایضاً، جلد 7، صفحہ 99 4۔ایضاً

امام شافعی، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد اور ابن منذر نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے از روئے جرم کے سب سے بڑھ کر وہ شخص ہے کہ اس نے ایک ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا جو ان پر حرام نہ تھی تو اس کے سوال کرنے کی وجہ سے حرام کردی گئی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حدود متعین فرمائی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے تم پر فرائض معین فرمائے ہیں انہیں ضائع نہ کرو، اس نے چند چیزوں کو حرام فرمایا ہے انہیں ضائع نہ کرو، اس نے چند چیزوں کو حرام فرمایا ہے انہیں پامال نہ کرو، بغیر بھولے چند چیزوں کو چھوڑ دیا ہے لیکن یہ اس کی طرف سے تمہارے لئے رحمت ہے اسے قبول کرو، ان کے بارے میں جستجو نہ کرو (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ خصیف کی سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ تم بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کے بارے میں سوال نہ کرو کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس طرح نہیں بنایا۔ جہاں تک عکرمہ کا تعلق ہے اس نے کہا لوگ آیات کے متعلق پوچھا کرتے تو انہیں اس چیز سے منع کیا پھر فرمایا تم سے قبل بھی قوم نے سوال کیا پھر وہ اس کا انکار کرنے والے ہو گئے۔ میں نے کہا مجھے مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے برعکس قول نقل کیا ہے تو تمہیں یہ کہنے کا کیا حق ہے تو عکرمہ نے کہا۔ اسے لے لو (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے عبدالکریم کے واسطہ سے عکرمہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہی صحابی ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ جہاں تک سعید بن جبیر کا تعلق ہے اس نے کہا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بحیرہ اور سائبہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ جہاں تک مقسم کا تعلق ہے اس نے کہا یہ آیت ان امتوں کے بارے میں ہے جنہوں نے اپنے انبیاء سے آیات کے بارے میں سوال کیا تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے نافع سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے ہمیشہ سے سوال کی زیادتی ناپسند کی جاتی رہی۔

امام عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ وہ تُبْدَ لَكُمْ کو تاء کے رفع اور دال کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عبدالملک بن ابی جمعہ ازدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ گھروں میں صفائی کی کمائی کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے مجھے فرمایا تو اس چیز کے بارے میں کیوں پوچھتا ہے، اگر وہ چیز تمہارے گھروں میں موجود رہے تو تم پر تنگی آپڑے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام احمد، ابوالشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں وقوف عرفہ کیا جبکہ آپ اونٹ پر حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو پیچھے بٹھائے ہوئے تھے، فرمایا اے لوگو!

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الفضائل، جلد 15، صفحہ 91 (133) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاطعمہ، جلد 4، صفحہ 129 (8714)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 01-100

علم کے اٹھ جانے اور اس کے قبض ہو جانے سے پہلے علم حاصل کرلو، کہا ہم اس آیت (101) کے نازل ہونے کے بعد سوال کرنے سے ڈرتے تھے، ہم نے ایک بدو کو آگے کیا، ہم نے سوال کرنے کے بدلہ میں اسے ایک چادر دی، اس نے اسے عمامہ بنالیا یہاں تک کہ چادر کا حاشیہ میں نے اس کے دائیں کندھے پر دیکھا۔ ہم نے اس بدو سے کہا تم رسول اللہ ﷺ سے پوچھو کہ یہ علم کیسے اٹھالیا جائے گا جبکہ یہ قرآن ہمارے درمیان ہے، ہم نے اسے سیکھا ہے اور اپنی عورتوں، بچوں اور خادموں کو اس کی تعلیم دی ہے؟ رسول اللہ نے اپنا سر اٹھایا آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ فرمایا کیا یہود و نصاری کے درمیان آسمانی صحیفے نہیں، اب ان کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ ان کے انبیاء جو پیغام لائے تھے اس میں سے ایک حرف کے ساتھ بھی ان کا تعلق نہیں ہے، خبردار علم کے چلے جانے کا مطلب یہ ہے کہ علم والے چلے جائیں (1)۔

امام احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ہم سوال کرتے تھے۔ اسی اثناء میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں وہ انبیاء اور شہداء نہیں مگر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے قرب اور ان کی نشست پر انبیاء اور شہداء فخر کریں گے۔ بدو نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں، فرمایا وہ مختلف ملکوں اور مختلف قبائل سے تعلق رکھنے والے اللہ کے بندوں میں سے بندے ہوں گے، ان کے درمیان رشتہ داری نہیں ہوگی جس کے باعث وہ آپس میں وابستہ ہوں، نہ ان کے درمیان دنیاوی تعلق ہوں گے جن کا وہ تبادلہ کرتے ہوں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے باہم محبت کرتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو نور بنا دے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے سامنے ان کے موتیوں کے منبر بنا دے گا۔ لوگ خوف زدہ ہوں گے۔ مگر وہ نہ ڈریں گے لوگ خوفزدہ ہوں گے مگر وہ خوف زدہ نہیں ہوں گے۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن مالک بن بُحَینہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبرستان میں مدفون لوگوں کے لئے تین دفعہ دعا کی۔ یہ واقعہ اس آیت کے نزول کے بعد ہوا۔ لوگ خاموش ہو گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا نبی کریم ﷺ نے مقبرہ والوں پر دعا کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کیا آپ نے مقبرہ والوں پر دعا کی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مقبرہ عسقلان میں ہے جس سے ستر ہزار شہید اٹھائے جائیں گے۔

امام محمد بن نصر مروزی نے کتاب الصلوٰۃ میں اور خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ کی سواری آپ ﷺ کو آگے لے گئی پھر میری سواری آپ ﷺ کی سواری کو جا ملی یہاں تک کہ میرا گھٹنا آپ ﷺ کے گھٹنے کے ساتھ ہوگیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں مگر یہ آیت سوال پوچھنے سے مجھے منع کرتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا اے معاذ وہ کیا سوال ہے؟ میں نے عرض کی وہ کون سا عمل ہے جو مجھے جنت میں داخل کردے گا اور جہنم سے نجات دے گا؟

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 215 (7867)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

فرمایا تو نے بہت بڑی چیز کے بارے میں پوچھا ہے جبکہ وہ چیز چھوٹی سی ہے وہ یہ عمل ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا، پھر فرمایا کیا میں تجھے اس معاملہ کے سر، اس کے ستون اور چوٹی کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جہاں تک اس معاملہ کے سر کا تعلق ہے وہ اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا روزے ڈھال ہیں، صدقہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور رات کا قیام پھر یہ آیت تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (السجدہ:16) پھر فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کون سی چیز لوگوں پر غالب ہے؟ پھر اپنی زبان باہر نکالی، اسے دو انگلیوں کے درمیان پکڑا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ کیا ہم جو باتیں کرتے ہیں انہیں لکھا جاتا ہے؟ فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے لوگ جہنم میں اپنی زبانوں کی کھیتی سے ہی منہ کے بل گرتے ہیں۔ جب تو اسے روکے رکھے گا تو سلامت رہے گا، جب تو کوئی بات کرے گا تو تیرے خلاف لکھا جائے گا یا تیرے حق میں لکھا جائے گا۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّ لَا سَآىِٕبَةٍ وَّ لَا وَصِيْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ ۙ وَّ لٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

"نہیں مقرر کیا اللہ تعالیٰ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام لیکن جنہوں نے کفر کیا وہ تہمت لگاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹی اور اکثر ان میں سے کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ اور جب کہا جاتا ہے انہیں کہ آؤ اس کی طرف جو نازل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اور آؤ (اس کے) رسول کی طرف کہتے ہیں کافی ہے ہمیں جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں (کیا پھر بھی وہ انہیں کی پیروی کریں گے)"۔

امام بخاری، امام مسلم، عبد الرزاق، عبد بن حمید، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بحیرہ سے مراد وہ اونٹنی ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے مختص ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں میں سے کسی کے لئے حلال نہیں ہوتا۔ سائبہ سے مراد وہ اونٹنی ہے جسے لوگ اپنے بتوں کے لئے مختص کر لیتے اور ان پر کوئی چیز نہ لادی جاتی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا جو جہنم میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے اونٹنی کو سائبہ کیا تھا۔ ابن مسیب نے کہا وصیلہ کہتے ہیں وہ باکرہ اونٹنی جو پہلی جفتی سے بچہ جنے اور دوسری دفعہ مونث جنے، وہ اسے اپنے بتوں کے لئے مختص کر دیتے اگر

ایک دوسری کے ساتھ جا ملتی جن کے درمیان مذکر نہ ہوتا۔ حامی، نر اونٹ کو کہتے ہیں جو معین جفتی کرتا جب اس کی مختص جفتیاں پوری ہو جاتیں، اسے بتوں کے لئے چھوڑ دیتے اور اس پر کوئی بوجھ نہ لادتے اسے حامی کہتے (1)۔

امام احمد، عبد بن حمید اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی الاسماء والصفات میں حضرت ابوالاحوص رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بوسیدہ کپڑوں میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تیرے پاس مال ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کس مال سے ہے؟ میں نے عرض کی ہر قسم کا مال ہے۔ اونٹ، بھیڑ بکریاں، گھوڑے اور غلام۔ فرمایا جب اللہ تجھے مال دیتا ہے تو وہ تجھے دیکھتا بھی ہے۔ پھر فرمایا تیرے اونٹ مکمل کان والے بچے دیتے ہیں؟ میں نے عرض کی جی۔ فرمایا اونٹ اسی طرح بچے دیتے ہیں۔ فرمایا شاید تو استرا لیتا ہوگا اور ان میں سے بعض کے کان کاٹ دیتا ہوگا اور کہتا ہوگا یہ بحر ہے، بعض کے کان کاٹتا ہوگا اور کہتا ہوگا یہ صرم ہے۔ میں نے عرض کی بات اسی طرح ہے۔ فرمایا ایسا نہ کیا کر اللہ تعالیٰ تجھے جو بھی عطا کرتا ہے وہ حلال ہوتا ہے۔ پھر اس آیت مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ کی تلاوت فرمائی۔ ابوالاحوص نے کہا بحیرہ سے مراد مادہ جانور ہے جس کے وہ کان کاٹتے اس کی بیوی، اس کی بیٹیاں اور اس کے خاندان کا کوئی فرد، اس کی اون، اس کے بالوں اور اس کے دودھ سے نفع حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ جب وہ جانور مر جاتا تو سب اس میں شریک ہو جاتے۔

سائبہ سے مراد وہ مادہ جانور ہے جو وہ اپنے بتوں کے لئے خاص کر دیتے۔ وصیلہ سے مراد وہ بکری ہے جو چھ دفعہ بچے دیتی اور ساتویں دفعہ ایک بچہ اور بچی جنتی تو وہ کہتے یہ وصیلہ ہوگئی ہے وہ اسے نہ ذبح کرتے، اسے نہ مارا جاتا اور نہ ہی اسے حوض سے روکا جاتا جب بھی وہ حوض پر وارد ہوتی۔ جب وہ مرتی تو سب برابر ہوتے۔

حام سے مراد وہ اونٹ ہے جب اس کی صلب سے پورے دس بچے ہو جاتے۔ سب جفتی کے قابل ہو جاتے تو کہتے کہ اس نے اپنی پیٹھ کو محفوظ کر لیا تو اس کا نام حام رکھ دیا جاتا۔ اس کی اون سے فائدہ نہ اٹھایا جاتا۔ اسے ذبح نہ کیا جاتا۔ اس کی پشت پر سواری نہ کی جاتی۔ جب وہ اونٹ مر جاتا تو سب اس میں برابر کے شریک ہوتے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بحیرہ سے مراد وہ اونٹنی ہے کہ جب وہ پانچ بچے جن دیتی تو وہ پانچویں بچے کو دیکھتے، اگر وہ مذکر ہوتا تو اسے ذبح کرتے، اسے مرد کھاتے عورتیں نہ کھاتیں، اگر وہ بچہ مادہ ہوتا تو اس کے کان کاٹ دیتے اور کہتے یہ بحیرہ ہے۔

سائبہ سے مراد وہ جانور ہے جسے وہ اپنے بتوں کے لئے مختص کر دیتے، اس کی پشت پر سواری نہ کرتے، اس کا دودھ نہ دھوتے، اس کی اون نہ کاٹتے اور اس پر کوئی وزن بھی نہ لادتے۔

وصیلہ سے مراد وہ بکری ہوتی جب وہ سات بچے جن لیتی تو وہ ساتویں کو دیکھتے، اگر وہ مذکر یا مونث ہوتا اور مردہ ہوتا تو اس میں صرف مرد شریک ہوتے عورتیں شریک نہ ہوتیں مگر وہ بچہ مونث ہوتا تو اسے زندہ رہنے دیتے مگر وہ ایک ہی بطن سے مذکر

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 170 (4522)، دار الفکر بیروت

اور مونث ہوتے تو دونوں کو زندہ رکھتے اور کہتے اس کی بہن نے اسے وصیلہ بنادیا ہے اور اسے ہمارے اوپر حرام کر دیا ہے۔

حام سے مراد وہ نر اونٹ ہے جب اس کے بچہ کا بچہ ہوتا تو وہ کہتے اس بچے نے اس کی پشت کو حامی بنا دیا ہے اس پر کوئی چیز نہ لادتے، اس کے بال نہ کاٹتے، اس کو چرنے سے نہ روکتے اور نہ ہی کسی حوض سے پانی پینے سے روکتے اگر چہ وہ حوض کسی اور مالک کا ہوتا (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بحیرہ سے مراد وہ اونٹنی ہے کہ جب ایک آدمی کے ہاں وہ پانچ بچے جنتی تو وہ پانچویں بچے کا قصد کرتا وہ بچہ بیمار نہ ہوتا تو وہ اس کے کان کاٹ دیتا، اس کے بال نہ کاٹتا اور نہ ہی اس کا دودھ چکھتا تو یہی بحیرہ ہوتا۔ سائبہ سے مراد وہ مال ہوتا جو وہ بتوں کے لئے مختص کر دیتا۔ وصیلہ سے مراد وہ بکری ہوتی جو سات بچے جنتی تو وہ ساتویں بچے کا قصد کرتا، اگر وہ مذکر ہوتا تو اسے ذبح کر دیا جاتا، اگر وہ مونث ہوتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا۔ اگر اس کے پیٹ میں دو بچے ہوتے ایک مذکر اور دوسرا مونث۔ وہ ان دونوں کو جنتی تو وہ کہتے یہ اپنے بھائی کو پہنچ گئی تو وہ ان دونوں کو چھوڑ دیتے اور انہیں ذبح نہ کیا جاتا۔ یہی مادہ بچہ وصیلہ ہوتی۔ حام سے مراد یہ ہے کہ ایک آدمی کا نر اونٹ ہوتا جب وہ دس دفعہ جفتی کر لیتا تو کہا جاتا یہ حام ہے پھر وہ اسے چھوڑ دیتے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بحیرہ سے مراد وہ اونٹنی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ اس کے بال، پشت، گوشت اور دودھ کو عورتوں پر حرام کر لیتے مگر مردوں کے لئے حلال ہوتا، جب وہ مذکر اور مونث بچہ جنتی تو وہ اپنی حالت پر رہتی، اگر وہ اونٹنی مرتی تو مرد اور عورت سب اس کے گوشت میں شریک ہو جاتے۔ جب بحیرہ اونٹنی کے بچے سے جفتی کرائی جاتی تو اس بیٹے کو حامی کہتے، بکریوں میں سے سائبہ اس طرح ہوتی مگر جب ایک بچے سے لے کر چھ بچوں تک جنتی تو ایسے ہی رہتی۔ اگر وہ ساتویں دفعہ مذکر یا مونث جنتی یا دو مذکر جنتی تو اسے ذبح کرتے صرف مرد کھاتے عورتیں نہ کھاتیں۔ اگر مذکر اور مونث دونوں جڑواں بچے ہوتے تو مونث کے ساتھ مذکر بچے کو بھی ذبح نہ کرتے، اگر دونوں مونث ہوتے تو پھر بھی دونوں چھوڑ دیتے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی تو آپ اپنے قبلہ سے پیچھے ہٹے رخ انور پھیرا اور اللہ کی پناہ چاہی پھر دوبارہ قبلہ کے قریب ہوئے یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز پکڑ رہے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے نماز میں آج ایسا کام کیا ہے جو پہلے آپ نہیں کرتے تھے۔ فرمایا ہاں میری اس جگہ پر مجھ پر جنت اور جہنم پیش کی گئی، میں نے جہنم میں وہ کچھ دیکھا جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، میں نے اس میں ایک عورت کو دیکھا جس نے بلی پال رکھی تھی۔ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا اسے کچھ کھلاتی تھی اور نہ پلاتی تھی اور نہ ہی اسے چھوڑتی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں سے خوراک حاصل کر لیتی یہاں تک کہ وہ اس حالت میں مرگئی۔ میں نے اس میں عمرو بن لحی کو دیکھا جو اپنی انتڑیاں جہنم میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 107، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

گھسیٹ رہا ہے۔ اس نے جانوروں کو سائبہ بنایا، بحیرہ کیا، بتوں کو نصب کیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا۔ میں نے جہنم میں عمران غفاری کو دیکھا اس کے ساتھ وہ کھونٹی تھی جس کے ساتھ وہ حاجیوں کے مال کی چوری کرتا تھا۔ کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوتھے آدمی کا بھی میرے لئے ذکر کیا میں وہ بھول گیا۔ میں نے جنت کو دیکھا اس میں جو کچھ ہے میں نے اس جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی میں نے اس سے خوشہ لینا چاہا تا کہ میں تمہیں دکھاؤں تو میرے اور اس خوشے کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی گئی۔ قوم کے ایک آدمی نے عرض کی اس کا ایک دانا کیسا تھا؟ فرمایا بڑے ڈول جیسا تھا جسے تیری ماں نے بہایا۔ محمد بن اسحاق نے کہا میں نے چوتھی چیز کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو دانتوں کو اکھاڑنے والا تھا۔

امام بخاری اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا بعض بعض کھائے جا رہا ہے۔ میں نے عمر کو دیکھا کہ وہ انتڑیاں جہنم میں کھینچ رہا ہے یہ وہ شخص تھا جس نے سب سے پہلے جانوروں کو سائبہ بنایا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ آپ اکثم بن جون سے فرما رہا تھے اے اکثم مجھ پر جہنم پیش کی گئی تو میں نے اس میں عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو دیکھا وہ اپنی انتڑیاں جہنم میں گھسیٹ رہا تھا۔ میں نے کوئی آدمی ایسا نہیں دیکھا جو تجھ سے زیادہ اس کے مشابہ ہو اور نہ کسی ایسے آدمی کو دیکھا جو اس سے بڑھ کر تیرے مشابہ ہو۔ اکثم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے تو ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں اس کی مشابہت مجھے نقصان ہی نہ دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں تو مومن ہے اور وہ کافر ہے وہ پہلا شخص تھا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا تھا، بحیرہ کو بحیرہ بنایا، سائبہ کو سائبہ اور حامی کو حامی بنایا(2)۔

امام احمد، عبد بن حمید اور ابن مردویہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے جانوروں کو سائبہ بنایا، بتوں کی عبادت کی وہ ابوخزاعہ عمرو بن عامر ہے میں نے اسے دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا ہے(3)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جس نے سب سے پہلے جانوروں کو سائبہ بنایا، بتوں کو نصب کیا اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون ہے؟ فرمایا عمرو بن لحی جو بنو کعب سے تعلق رکھتا تھا۔ میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ جہنم میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا ہے۔ جہنمیوں کو اس کی انتڑیوں کی بدبو اذیت دیتی ہے۔ میں اسے بھی پہنچانتا ہوں جس نے سب سے پہلے جانوروں کو بحیرہ بنایا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 170 (4523)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 103، بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 446، دار صادر بیروت

ﷺ وہ کون ہے؟ فرمایا وہ بنو مدلج کا ایک آدمی ہے، اس کی دو اونٹنیاں تھیں، اس نے ان دونوں کے کان کاٹ دیئے ان کے دودھ اور ان پر سواری کو حرام کرلیا اور کہا یہ دونوں اللہ کے لئے ہیں پھر ان کی ضرورت پڑی تو ان کے دودھ کو پیا اور ان پر سواری کی۔ فرمایا میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے وہ اسے اپنے مونہوں سے کاٹ رہی ہیں اور اپنے پاؤں سے روندرہی ہیں (1)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اس نے کہا اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز میں تھے جبکہ لوگ آپ کے پیچھے صفیں بنائے ہوئے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ آپ نے کوئی چیز پائی اور اسے پکڑنے لگے ہیں۔ آپ پیچھے ہٹے، لوگ بھی پیچھے ہٹے۔ حضور ﷺ دوبارہ پیچھے ہٹے لوگ بھی پیچھے ہٹے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آج آپ کو نماز میں وہ کام کرتے ہوئے دیکھا ہے جو آپ نماز میں نہیں کرتے تھے۔ فرمایا میرے اوپر جنت پیش کی گئی اس تروتازگی کے ساتھ جو اس جنت میں ہے، میں نے اس کے انگوروں کا ایک خوشہ پایا اگر میں اسے پکڑ لیتا تو زمین وآسمان کے درمیان جو بھی افراد ہیں اگر اسے کھاتے تو اس میں کمی نہ کر سکتے۔ تو میرے اور اس خوشہ کے درمیان رکاوٹ ڈال دی گئی مجھ پر جہنم پیش کی گئی۔ جب میں نے اس کی لو کی لپیٹ پائی تو میں پیچھے ہٹ گیا۔ جہنم میں میں نے زیادہ تر عورتیں دیکھی ہیں۔ اگر انہیں امین بنایا جائے تو وہ راز ظاہر کر دیتی ہیں، اگر سوال کریں تو اصرار کرتی ہیں، اگر ان سے پوچھا جائے تو بخل کرتی ہیں، جب انہیں عطا کیا جائے تو شکر نہیں کرتیں۔ میں نے جہنم میں عمرو بن لحی کو دیکھا جو اپنی انتڑیاں جہنم میں گھسیٹ رہا تھا۔ میں نے اس کے زیادہ مشابہ معبد بن اکثم خزاعی کو دیکھا ہے۔ معبد نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا اس کے ساتھ میری مشابہت پر آپ میرے بارے میں خوف محسوس کرتے ہیں۔ فرمایا نہیں تو مومن ہے اور وہ کافر ہے۔ یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے عربوں کو بتوں کی عبادت پر برانگیختہ کیا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ شیطان ان پر کیا چیزیں حرام کر رہا ہے۔

امام ابوالشیخ نے آیت کی تفسیر میں حضرت محمد بن ابی موسیٰ سے یہ روایت نقل کی ہے آباء نے یہ کام کیا اور مر گئے، بیٹے جوان ہوئے اور انہوں نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ۔ آباء نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا جبکہ بیٹے اکثر جانتے ہی نہیں، وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت محمد بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے مراد اہل کتاب ہیں اور لَا يَعْقِلُوْنَ سے مراد بت پرست ہیں (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو نہیں سمجھتے تھے وہ پیروکار تھے اور جنہوں نے یہ جھوٹا بہتان باندھا تھا وہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے افتراء باندھا ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 104، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 647 (8788)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 110
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 111

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۰۵

''اے ایمان والو! تم پر اپنی جانوں کی فکر لازمی ہے نہیں نقصان پہنچا سکے گا تمہیں جو گمراہ ہوا جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔ اللہ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے تم سب نے پھر وہ آگاہ کرے گا تمہیں جو تم (اس دنیا میں) کیا کرتے تھے''۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، عدنی، ابن منیع اور حمیدی نے مسانید میں، ابوداؤد، ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)۔ امام نسائی، ابن ماجہ، ابویعلی، کجی نے سنن، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، دارقطنی نے افراد میں، ابوالشیخ، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ضیاء نے مختارہ میں قیس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی، فرمایا اے لوگو تم یہ آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ پڑھتے ہو جبکہ تم اس کو اپنے حقیقی معنی پر محمول نہیں کرتے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا لوگ جب ایک برائی کو دیکھیں اور اس کو تبدیل نہ کریں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو عذاب میں مبتلا کر دے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا اے لوگو تم اللہ تعالیٰ کی یہ آیت پڑھتے ہو اور اسے رخصت شمار کرتے ہو، اللہ کی قسم اس سے سخت آیت نازل نہیں ہوگی۔ اللہ کی قسم تمہیں چاہیے کہ تم نیکی کا حکم دو برائی سے روکو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سب پر عذاب نازل فرمادے گا (2)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت جریر بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کوئی قوم ہو جن کے درمیان ایک آدمی رہتا ہو جو گناہ کا ارتکاب کرتا ہو جبکہ وہ لوگ اس سے طاقت ور اور عزت والے ہوں پھر وہ طاقت سے اس برائی کو ختم نہ کریں تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ سب کو عذاب میں مبتلا کر دے (3)۔

امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے) ابن ماجہ، ابن جریر، بغوی نے معجم میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوامیہ شعبانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ابوثعلبہ خشنی رحمہ اللہ کے پاس آیا، میں نے اس سے کہا تم اس آیت کے ساتھ کیا کرتے ہو؟ اس نے پوچھا کون سی آیت؟ کہا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ کہا اللہ کی قسم میں نے اس کے بارے میں باخبر سے پوچھا، میں نے اس بارے میں

1۔ سنن ابن ماجہ، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 4، صفحہ 400 (4005) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 117، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 11، صفحہ 348، منظورات المجلس العلمی، بیروت

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو فرمایا نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو یہاں تک کہ جب تو ایسا بخل دیکھے جس کی اطاعت کی جاتی ہو، ایسی خواہش نفس ہو جس کی پیروی کی جاتی ہو، دنیا میں کو ترجیح دی جا رہی ہو، ہر صاحب رائے اپنی رائے پر خوشی کا اظہار کر رہا ہو تو اپنے نفس کی خصوصی طور پر حفاظت کرو اور عوام کے معاملہ کو اپنے آپ سے دور کر دو کیونکہ تمہارے بعد صبر کے دن ہیں، ان میں صبر کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے آگ کے انگاروں کو اپنے ہاتھ میں لینے والا ہو۔ ان دنوں میں عمل کرنے والے کا اجر پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا جبکہ وہ تمہارے عمل جیسا عمل کر رہا ہوگا (1)۔

امام احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ان میں کوئی مسئلہ تھا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے رک گیا پھر حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے پوچھا تجھے کس چیز نے روکے رکھا؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے یہ آیت پڑھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم کہاں چلے گئے جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو تو کفار میں سے جو گمراہ ہوئے ہیں وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے (2)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور ابو الشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اس کا زمانہ نہیں کیونکہ آج تو بات قبول کی جاتی ہے لیکن قریب ہی تم پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں تم نیکی کا حکم دو گے تو تمہارے ساتھ یہ یہ سلوک کیا جائے گا یا کہا تمہاری بات قبول نہ کی جائے گی تو اس وقت تم پر لازم ہوگا کہ تم اپنا بچاؤ کرو۔ جب تو ہدایت یافتہ ہوگا تو جو گمراہ ہوگا وہ تجھے کچھ نقصان نہ دے گا (3)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو جبکہ اس کے مقابلہ میں ڈنڈا اور تلوار نہ لو۔ جب ایسا ہو جائے (کہ تم نیکی کا حکم دو تو لوگ ڈنڈا اور تلوار نکال لیں) تو پھر اپنا بچاؤ کرو (4)۔

امام عبد بن حمید، نعیم بن حماد نے فتن میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ دو آدمیوں کے درمیان ایسا اختلاف واقع ہو گیا جیسا لوگوں میں ہوتا ہے یہاں تک کہ ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے ساتھی کی طرف اٹھا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی نے کہا کیا میں نہ اٹھوں اور ان دونوں کو نیکی کا حکم دوں اور برائی سے روکوں؟ دوسرے نے اس سے کہا جو اس کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اپنا آپ بچاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے سنا فرمایا ٹھہر جاؤ۔ ابھی تک اس آیت کی تاویل کا زمانہ ظاہر نہیں ہوا بے شک

1۔ سنن ابن ماجہ باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 4، صفحہ 405 (4014)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 201، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 113، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1656 (844)، دار الصمیعی الریاض

قرآن نازل ہوا جہاں نازل ہوا۔ اس کی کچھ آیات ایسی ہیں جن کی تاویل (معنی) ان کے نازل ہونے سے پہلے ہی ظاہر ہو چکی تھی، ان میں سے کچھ ایسی ہیں جن کی تاویل رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ظاہر ہوگئی اور ان میں سے کچھ آیات ایسی ہیں جن کی تاویل رسول اللہ ﷺ کے کئی سال بعد ظاہر ہوگی۔ ان میں سے کچھ آیات ایسی ہیں جن کی تاویل آج کے بعد ظاہر ہوئی اور کچھ آیات ایسی ہیں جن کی تاویل قیامت کے وقت ظاہر ہوگی۔ یہ وہ آیات ہیں جن میں قیامت کا ذکر ہے۔ ان میں سے کچھ آیات ایسی ہیں جن کی تاویل حساب کے وقت ظاہر ہوگی۔ یہ وہ آیات ہیں جن میں حساب، جنت اور جہنم کا ذکر ہے۔ جب تک تمہارے دل ایک رہیں گے اور خواہشات ایک رہیں گی اور تم گروہ در گروہ نہ ہوگے تو تم ایک دوسرے کی قوت کا ذائقہ نہ چکھو گے۔ نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ جب تمہارے دل اور خواہشات بکھر جائیں اور تم جماعتوں میں بٹ جاؤ اور تم میں سے بعض بعض کا ذائقہ چکھیں تو پھر ہر ایک آدمی کو اپنی جان کی حفاظت کرنی چاہیے۔ تو اس وقت اس آیت کا معنی ظاہر ہوگا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ آپ ان ایام میں مطلق ہی بیٹھ گئے ہیں نہ آپ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور نہ ہی برائی سے روکتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ میرے اور میرے ساتھیوں کے بارے میں نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار موجود آدمی غائب کو پیغام حق پہنچا دے، ہم وہاں حاضر تھے اور تم غائب۔ لیکن یہ آیت ان مومنوں کے لئے ہے جو ابھی تک نہیں آئے، اگر وہ بات کریں گے تو ان کی بات قبول نہ کی جائے گی (2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ طیبہ میں ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا، اس مجلس میں حضور ﷺ کے صحابہ بھی تھے۔ ان میں سے ایک بوڑھے نے یہ آیت پڑھی۔ میرا خیال ہے وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے اور کہا اس آیت کی تاویل آخر زمانہ میں ظاہر ہوگی (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو مازن رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مدینہ طیبہ کی طرف گیا۔ وہاں لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ان میں سے ایک نے یہ الفاظ پڑھے عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ تو اکثر نے کہا اس آیت کی تاویل ابھی ظاہر نہیں ہوئی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ایک حلقہ میں موجود تھا جس میں حضور ﷺ کے صحابہ بھی تھے جبکہ میں سب سے چھوٹا تھا۔ ان لوگوں نے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا آغاز کیا۔ میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا؟ عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ وہ سب ایک زبان ہو کر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا تم قرآن حکیم سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 114، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 113
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 114
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 113

ایک آیت لیتے ہو جسے تم پہچانتے نہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ اس کی تاویل کیا ہے؟ یہاں تک کہ میں یہ آرزو کرنے لگا کہ میں نے بات نہ کی ہوتی پھر وہ باتیں کرنے لگے۔ جب ان کے اٹھنے کا وقت ہوا تو انہوں نے کہا تو ابھی کم عمر ہے، تو نے ایک ایسی آیت لی جس کے بارے میں تو نہیں جانتا کہ اس کی حقیقت کیا ہے، ممکن ہے تو ایسا زمانہ پائے جب تو ایسا بخل دیکھے جس کی اطاعت کی جاتی ہو، ایسی خواہش دیکھے جس کی پیروی کی جاتی ہو اور یہ دیکھے کہ ہر آدمی اپنی رائے کو پسند کر رہا ہو تو اس وقت اپنا بچاؤ کرو۔ جب تو ہدایت یافتہ ہو تو جو آدمی گمراہ ہو وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں دے گا(1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ کے بارے میں بتائیے فرمایا اے معاذ نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ جب تم ایسا بخل دیکھو جس کی اطاعت کی جاتی ہو، ایسی خواہش نفس دیکھو جس کی پیروی کی جارہی ہو اور ہر ایک آدمی کو اپنی رائے کا گرویدہ دیکھو تو اس وقت اپنے آپ کو بچاؤ، کسی اور کی گمراہی تمہیں کوئی نقصان نہ دے گی تمہارے بعد صبر کے ایام ہیں، ان ایام میں دین کو مضبوطی سے پکڑنے والا ایسے ہی ہے جیسے انگاروں کو ہاتھ میں لینے والا۔ آج جیسا تم عمل کرتے ہو ان دنوں میں ایسا عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کے عمل کے برابر اجر دیا جائے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان میں سے پچاس آدمیوں کے برابر؟ فرمایا نہیں بلکہ تم میں سے پچاس آدمیوں کے برابر۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے پاس ذکر کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی تاویل کا وقت ابھی نہیں آیا۔ اس کی تاویل اس وقت ہوگی جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔

امام ابن مردویہ حضرت محمد بن عبد اللہ تیمی رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی قوم اللہ کی راہ میں جہاد کو ترک نہیں کرتی مگر اللہ تعالیٰ ان پر ذلت کو مسلط کر دیتا ہے، کوئی قوم اپنے درمیان برائی کو جڑ پکڑنے نہیں دیتی مگر اللہ تعالیٰ ان میں عقاب کو عام کر دیتا ہے اور تمہارے درمیان اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے عمومی عقاب کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے مگر یہ کہ تم اس آیت کی یہ تاویل کرو کہ اس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذکر نہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ کے خطبہ میں یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو اس آیت کے بارے میں گفتگو نہ کیا کرو۔ کہا بدکار آدمی ایک قوم میں ہوگا وہ اسے منع نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ سب کو سزا دے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی، فرمایا تعجب ہے یہ آیت اپنے اندر کتنی وسعت رکھتی ہے، تعجب ہے یہ آیت کتنی ثقاہت رکھتی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 114، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابوالشیخ نے حضرت عثمان شحام ابی سلمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بصرہ کے ایک شخص نے بیان کیا ہے اسے مجھ پر فضیلت اور عمر میں زیادتی حاصل تھی۔ اس نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا اے میرے رب زمین میں، میں کیسے تیرے لئے چلوں اور تیرے لئے اخلاص کے ساتھ کام کروں؟ فرمایا اے داؤد جو مجھے احمر وابیض میں سے پسند کرتا ہے اسے تو محبوب رکھ، تیرے ہونٹ ہمیشہ میرے ذکر سے تر رہیں اور غائب کے بستر سے دور رہ۔ عرض کی اے میرے رب یہ کیسے ہوگا کہ دنیا والے جن میں کچھ نیک ہیں اور کچھ برے وہ مجھ سے محبت کریں؟ فرمایا اے داؤد تو دنیا والوں کے لئے ان کی دنیا کے لئے کام کرنا اور آخرت والوں سے آخرت کی وجہ سے محبت کرنا۔ جب تو نے ایسا کیا تو جب تو ہدایت یافتہ ہو تو جو آدمی گمراہ ہو اوہ تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی آیا اور کہا اے ابوعبدالرحمٰن چھ افراد ہیں سب نے قرآن پڑھا، سب مجتہد ہیں وہ اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ وہ ایک دوسرے پر شرک کی گواہی دیتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاید تیری یہ رائے ہو کہ میں تجھے یہ حکم دوں گا کہ تو ان کی طرف جا اور ان سے جنگ کر۔ انہیں نصیحت کر اور بری باتوں سے منع کر۔ اگر وہ تیری نافرمانی کریں تو اپنے نفس کو لازم پکڑ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر یہ آیت پڑھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خواہش نفس کی غلامی کرنے والوں میں سے ایک آدمی ان کے پاس آیا۔ اس نے کچھ باتیں کیں تو صفوان نے اس سے کہا کیا میں تجھے اللہ تعالیٰ کے اس خاص امر کی طرف راہنمائی نہ کروں جس کے ساتھ اس نے اپنے بندوں کو خاص کیا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کہتے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حکم کی اطاعت کرو اور میری وصیت کی حفاظت کرو (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب بندہ حلال وحرام کے بارے میں میرے حکم کی اطاعت کرتا ہے تو جو آدمی اس کے بعد گمراہ ہوتا ہے تو وہ اسے کوئی نقصان نہیں دیتا جب اس نے میرے حکم پر عمل کر لیا (3)۔

امام ابن جریر قارب کے واسطہ ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں جب تک تلوار یا ڈنڈا نہ آیا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا اس آیت کی تاویل ابھی ظاہر نہیں ہوئی۔ جب نصیحت کرنے والا ڈرنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 116، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 115 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 116

لگے اور جس کو نصیحت کی جارہی ہو تو وہ انکار کردے تو اپنے آپ کو لازم پکڑ۔ جب تو خود ہدایت یافتہ ہو تو اس کا گمراہ ہونا تجھے کوئی نقصان نہیں دے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عمر رحمہ اللہ سے جو غفرہ کے غلام تھے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی اس وقت ایک آدمی مسلمان ہوتا تو اس کا باپ کافر ہوتا، ایک آدمی مسلمان ہوتا تو اس کا بھائی کفر اختیار کرتا۔ جب ان کے دلوں میں ایمان کی حلاوت راسخ ہو جاتی تو وہ اپنے بھائیوں اور آباء کو بھی ایمان لانے کی دعوت دیتے تو جواب میں کافر کہتے ہمارے لئے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اهْتَدَيْتُمْ سے مراد یہ ہے کہ جب تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے تو جو آدمی گمراہ ہے وہ تجھے کوئی نقصان نہیں دے گا جب تو ہدایت یافتہ ہو (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بِهَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَيْهَا زمانہ گزشتہ میں کوئی مومن نہیں ہوا اور آئندہ بھی کوئی مومن نہیں ہوگا مگر اس کے پہلو میں منافق ہوگا جو مومن کا عمل ناپسند کرے گا (4)۔

امام احمد، ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ کب نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دیا جائے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جب تم میں بھی وہی کمزوریاں ظاہر ہو جائیں جو تم سے قبل بنو اسرائیل میں تھیں۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ فرمایا جب تمہارے اچھے لوگوں میں ضعف، بڑوں میں بدکاری، حکومت تمہارے چھوٹوں اور رفقہ، ایک روایت میں علم تمہارے رذیل لوگوں کی طرف منتقل ہو جائے۔

امام بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے تم پر عذاب بھیج دے، پھر تم دعا کرو تو وہ تمہاری قبول نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (6)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 118، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً جلد 7، صفحہ 116 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

5۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 84 (7555)، دارالکتب العلمیہ بیروت 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 84، (7558)

الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ
ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ
الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّ لَوْ كَانَ
ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى
اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ
عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا
اعْتَدَيْنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ
عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ
اسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

”اے ایمان والو! آپس میں تمہاری گواہی جب آ جائے کسی کو تم سے موت وصیت کرتے وقت (یہ ہے کہ) دو معتبر شخص تم میں سے ہوں یا دو اور غیروں میں سے اگر تم سفر کر رہے ہو زمین میں پھر پہنچے تمہیں موت کی مصیبت روکو ان دو گواہوں کو نماز پڑھنے کے بعد تو وہ قسم کھائیں اللہ کی اگر تمہیں شک پڑ جائے (ان الفاظ سے) کہ ہم نہ خریدیں گے اس قسم کے عوض کوئی مال اور اگرچہ قریبی رشتہ دار ہی ہو۔ اور ہم نہیں چھپائیں گے اللہ کی گواہی (اگر ہم ایسا کریں) تو یقیناً ہم اس وقت گناہ گاروں میں (شمار) ہوں گے۔ پھر اگر پتہ چلے کہ وہ دونوں گواہ سزاوار ہوئے ہیں کسی گناہ کے تو دو اور کھڑے ہو جائیں ان کی جگہ ان میں سے جن کا حق ضائع کیا ہے پہلے گواہوں نے اور (یہ نئے دو گواہ) قسم اٹھائیں اللہ کی کہ ہماری گواہی زیادہ ٹھیک ہے ان دو کی گواہی سے اور ہم نے حد سے تجاوز نہیں کیا (اگر ہم ایسا کریں تو) بے شک اس وقت ہم ظالموں میں شمار ہوں گے۔ یہ طریقہ زیادہ قریب ہے کہ گواہ دیا کریں گواہی جیسا کہ چاہیے یا خوف کریں اس بات کا کہ لوٹائی جائیں گی قسمیں (میت کے وارثوں کی طرف) ان کی قسموں کے بعد اور ڈرتے رہو اللہ سے اور سنو اس کا حکم اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا فاسق قوم کو“۔

امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے) ابن جریر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ابونعیم نے معرفت میں ابونضر کے واسطہ سے (وہی کلبی ہے) انہوں نے باذان سے (جوام ھانی کے غلام ہیں) انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے حضرت تمیم داری سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہا اس

آیت سے میرے اور عدی بن بداء کے سوا تمام لوگ بری ہیں۔ یہ دونوں نصرانی تھے، اسلام قبول کرنے سے پہلے یہ شام جاتے تھے۔ یہ دونوں تجارت کے لئے شام آئے۔ ان دونوں کے پاس بنوسہم کا ایک غلام سامان تجارت لے کر آیا جسے بدیل بن ابی مریم کہتے۔ اس کے پاس چاندی کا پیالہ تھا جس کے ذریعہ بادشاہ (سے ملاقات) کا ارادہ رکھتا تھا۔ یہ اس کا سب سے عظیم تجارتی سامان تھا۔ وہ بیمار ہو گیا۔ اس نے ان دونوں کو وصیت کی اور انہیں کہا کہ اس کے ترکے کو اس کے گھر والوں تک پہنچا دینا۔ تمیم نے کہا جب وہ مر گیا تو ہم نے وہ پیالہ لے لیا اور ایک ہزار درہم کے بدلہ میں بیچ دیا پھر رقم میں اور عدی بن بداء نے تقسیم کر لی۔ جب ہم اس کے گھر والوں کے پاس پہنچے تو جو مال موجود تھا۔ وہ ہم نے ان کو دے دیا انہوں نے وہ پیالہ سامان میں نہ پایا تو اس کے بارے میں پوچھا۔ ہم نے کہا اس نے اس سامان کے علاوہ کوئی مال نہیں چھوڑا اور اس سامان کے علاوہ ہمیں کوئی سامان نہیں دیا۔ تمیم نے کہا جب میں رسول اللہ ﷺ کے مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد مسلمان ہوا تو میں نے اس وجہ سے اپنے آپ کو گناہ گار سمجھا۔ میں اس کے گھر والوں کے پاس آیا اور انہیں سب واقعہ بتایا اور انہیں پانچ سو درہم دے دیے۔ میں نے انہیں یہ بھی بتایا کہ میرے ساتھی کے پاس بھی اتنا ہی مال ہے۔ اس کے ورثاء دوسرے آدمی کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے گواہ طلب کیے مگر ان کے پاس گواہ نہیں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ اس سے اس چیز کی قسم لے لیں جو ان کے دین پر عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرا آدمی اٹھے، دونوں نے قسم اٹھائی تو عدی بن بداء سے بھی پانچ سو درہم لے لئے گئے (1)۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، امام ترمذی (امام ترمذی نے روایت کو حسن قرار دیا ہے) ابن جریر، ابن منذر، نحاس، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنوسہم کا ایک آدمی تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ نکلا سہمی کی وفات ایسی جگہ ہوئی جہاں کوئی مسلمان نہیں تھا۔ سہمی نے ان دونوں کو وصیت کی۔ جب یہ دونوں اس کا ترکہ لائے تو اس کے ورثاء نے چاندی کا ایک جام نہ پایا جس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں سے قسم لی کہ اللہ کی قسم نہ تم دونوں نے اسے چھپایا ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں تم کچھ علم رکھتے ہو۔ پھر ورثاء نے وہی جام مکہ مکرمہ میں پایا تو کہا گیا ہم نے یہ جام تمیم اور عدی سے خریدا ہے۔ تو سہمی کے ورثا میں سے دو آدمی اکٹھے ہوئے۔ دونوں نے قسم اٹھائی ہماری شہادت ان کی شہادت سے زیادہ صحیح ہے۔ یہ جام ان کے ساتھی کا ہے اور جام لے لیا گیا تو اس کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمیم داری اور عدی بن بداء دو نصرانی تھے۔ دور جاہلیت میں وہ مکہ کی طرف تجارت کے لئے جاتے اور وہاں طویل عرصہ قیام کرتے۔ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو وہ اپنا تجارتی سامان مدینہ طیبہ لائے۔ بدیل بن ماریہ جو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، تجارت کی غرض سے مدینہ طیبہ آیا۔ پھر یہ سب تجارت کی غرض سے شام گئے۔ ابھی راستہ میں ہی تھے کہ بدیل بیمار ہو گیا۔ اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 17، صفحہ 109 (268) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

نے اپنے ہاتھ سے وصیت لکھی۔ اسے اپنے سامان میں چھپا دیا پھر ان دونوں کو وصیت کی۔ جب وہ فوت ہو گیا ان دونوں نے اس کا سامان کھولا، اس میں سے ایک چیز نکال لی پھر سامان اسی طرح بند کر دیا۔ جس طرح وہ پہلے بند تھا پھر وہ مدینہ طیبہ اس کے ورثاء کے پاس آئے اور سامان انہیں دے دیا۔ گھر والوں نے سامان کھولا، اس میں مکتوب اس کا عہد اور جو سامان لے کر وہ چلے تھے وہ پایا۔ انہوں نے سامان میں کچھ چیزیں کم دیکھیں اور دونوں سے اس بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے کہا یہی سامان ہم نے قبضہ میں لیا تھا اور یہی ہمیں دیا گیا تھا۔ دونوں کو ورثاء نے کہا یہ اس کے ہاتھ کی تحریر ہے۔ تو انہوں نے کہا ہم نے کوئی چیز نہیں چھپائی۔ انہوں نے مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ورثاء کو حکم دیا کہ عصر کی نماز کے بعد ان سے قسم لے لیں اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہم نے اس سامان کے سوا کسی سامان پر قبضہ نہیں کیا اور نہ ہی اسے چھپایا ہے۔ دونوں ٹھہرے رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ ٹھہرے رہیں۔ پھر ان کے پاس چاندی کا منقش برتن ظاہر ہو گیا جس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا۔ تو اس کے ورثا نے کہا یہ اس کے سامان میں سے ہے۔ انہوں نے کہا یہ واقعی اس کے سامان میں سے ہے لیکن ہم نے اس سے خرید لیا تھا۔ جب ہم نے قسم اٹھائی تھی تو ہم اسے بھول گئے تھے۔ بعد میں ہم نے اسے ناپسند کیا کہ ہم اپنے آپ کو جھٹلائیں۔ تو انہوں نے مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا تو یہ آیت نازل ہوئی فَاِنْ عُثِرَ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کے گھر والوں کو حکم دیا کہ انہوں نے جو مال چھپایا اور غائب کیا ہے وہ اس مال کے مستحق ہیں۔ پھر تمیم داری نے اسلام قبول کر لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ وہ یہ کہا کرتے تھے اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ میں نے وہ برتن لیا تھا پھر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام زمین پر غالب فرمائے گا تو مجھے بیت اللحم سے دو دیہات دینا۔ یہ وہ بستی ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے تحریر لکھ دی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام آئے تو تمیم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پیش کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس کے لئے حاضر ہوں اور دونوں دیہات انہیں دے دیئے گئے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ میں شَهَادَةُ کو مرفوع مگر تنوین کے بغیر اور بَيْنِكُمْ کو مضاف الیہ کے طور پر مجرور پڑھا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس، علی کے واسطہ سے ابوطلحہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کرتے ہے کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں ہے کہ جب وہ آدمی فوت ہو اور اس کے پاس مسلمان ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ وہ اپنی وصیت پر دو عادل مسلمانوں کو گواہ بنائے پھر فرمایا اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ۔ یہ اس آدمی کے بارے میں ہے جو فوت ہو اور اس کے پاس مسلمانوں میں سے کوئی آدمی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ دو غیر مسلموں کو گواہ بنالے۔ اگر ان کی شہادت کے بارے میں شک ہو تو نماز کے بعد ان سے قسم لے لیں، وہ کہیں ہم نے اپنی گواہی کے عوض کوئی حقیر مال

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت

حاصل نہیں کیا۔ اگر میت کے ورثاء کو معلوم ہو جائے کہ کفار نے گواہی میں جھوٹ بولا ہے تو ورثاء میں سے دو آدمی اٹھیں، وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائیں کہ کفار کی شہادت باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی معنی ہے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کافروں نے جھوٹ بولا ہے تو دو وارث اٹھیں، وہ یہ قسم اٹھائیں کہ دونوں نے جھوٹ بولا ہے۔ یہ زیادہ مناسب ہے کہ کافر صحیح شہادت دیں یا اس امر سے ڈریں کہ کہیں بعد میں ان کی قسمیں رد نہ کر دی جائیں اور کفار کی شہادت ترک نہ کر دی جائے اور ورثاء کو گواہی دینے کا حکم دے دیا جائے مسلمانوں کی گواہی پر قسمیں نہیں قسمیں اس وقت ہیں جب گواہی دینے والے کافر ہوں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ منکم سے مراد مسلمان ہیں۔ غیر کم سے مراد غیر مسلم ہیں۔ وہ نماز کے بعد قسم اٹھائیں۔ بعد میں میت کے ورثاء اٹھیں اور قسم اٹھائیں اور یہ کہیں ہمارے ساتھی نے یہ وصیت نہیں کی تھی۔ بے شک یہ دونوں جھوٹے ہیں اور میت کے ورثاء اپنی قسموں کے ساتھ اپنے مال کے زیادہ مستحق ہیں پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق میراث کا فیصلہ کیا جائے گا اور کافروں کی شہادت باطل ہو جائے گی اور یہ منسوخ ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت (اثنان ذوا عدل منکم) کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کتاب میں جو بھی حکم ہے اس کی دلیل بھی موجود ہے مگر اس کی دلیل نہیں۔ اگر میں تمہیں اس بارے میں نہ بتاؤں تو میں اس آدمی سے بھی زیادہ جاہل ہوں گا جس نے جمعہ کے روز غسل چھوڑ دیا۔ ایک آدمی ہے جو مسافر کی حیثیت سے گھر سے نکلا۔ ان کے پاس مال بھی ہے، اسے موت آجاتی ہے، اگر وہ مسلمانوں میں سے دو آدمی پائے تو وہ اپنا ترکہ ان کے حوالے کر دے اور مسلمانوں میں سے دو آدمی ان پر گواہ بنا لے۔ اگر وہ دو مسلمان نہ پائے تو اہل کتاب میں سے دو آدمی لے۔ اگر وہ ترکہ ادا کر دے تو یہی اس کا حق ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس سے نماز کے بعد اللہ وحدہ لاشریک کے نام کی قسم لی جائے کہ یہی چیز مجھے ملی اور میں نے اس میں سے کوئی چیز غائب نہیں کی۔ جب وہ قسم اٹھا دے تو وہ بری ہو جائے گا۔ اگر اس کے بعد تحریر والے دو آدمی آئیں اور اس پر گواہی دیں پھر اس قوم کے لوگ اس پر دعویٰ کریں اور یہ بیان کریں کہ فلاں چیز ان کی ہے تو وارثوں کی قسمیں ان کی گواہی کے ساتھ رکھی جائیں گی پھر وہ اس کا حق لے لیں۔ یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ اَوۡ اٰخَرٰنِ مِنۡ غَيۡرِكُمۡ

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے شَهَادَةُ بَيۡنِكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک مسلمان فوت ہو اور اس کی موت کے وقت دو مسلمان یا کافر موجود ہوں۔ ان دو کے علاوہ کوئی اور آدمی موجود نہ ہو۔ اگر میت کے ورثاء اس بات پر راضی ہو جائیں جو ان دونوں نے اس کے ترکہ میں سے غائب کیا ہو تو ٹھیک اور دونوں گواہ قسم اٹھائیں گے کہ وہ سچے ہیں۔ اگر وہ ان کی غلطی پر مطلع ہو اور کہے یہاں کوئی گڑبڑ ہے تو وارثوں میں دو آدمی قسم اٹھائیں تو وہ اس مال کے حق دار ہو جائیں گے اور دونوں گواہوں کی قسموں کو باطل کر دیں گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 129,34، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 135

امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ من غیر کم سے مراد مسلمانوں کے علاوہ اہل کتاب ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مِنْكُمْ سے مراد تمہارے دینی بھائی اور غَيْرِكُمْ سے مراد اہل کتاب ہیں جب وہ فوت ہونے والا ایسی جگہ ہو جہاں کوئی آدمی نہ ہو(1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت شریح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی اور نصرانی کی گواہی وصیت کے سوا جائز نہیں اور وصیت میں بھی صرف اس وقت گواہی جائز ہوگی جب سفر کی حالت میں ہو(2)۔

امام عبدالرزاق، ابو عبید، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک مسلمان کو دقوقاء میں موت آئی۔ اس نے مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں پایا جو اس کی وصیت پر گواہ بنے۔ تو اس نے اہل کتاب میں سے دو آدمیوں کو گواہ بنا لیا۔ وہ دونوں کوفہ میں آئے اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہیں سب واقعہ بتایا۔ اس کا ترکہ اور وصیت پیش کی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ایسا امر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد آج تک نہیں ہوا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے دونوں سے عصر کی نماز کے بعد قسم لی۔ اللہ کی قسم ان دونوں نے نہ کوئی خیانت کی ہے، نہ جھوٹ بولا ہے، نہ کوئی چیز تبدیل کی ہے، نہ کوئی چیز چوری کی ہے اور نہ ہی کوئی چیز بدلی ہے۔ یہی اس کی وصیت اور ترکہ ہے تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی شہادت کو نافذ کر دیا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو فوت ہو گیا۔ اس کے پاس کوئی مسلمان نہیں تھا۔ یہ ابتدائے اسلام کا دور تھا۔ وہ علاقہ دار حرب تھا اور وہاں لوگ کافر تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مدینہ طیبہ میں تھے۔ لوگ وصیت کے ذریعے ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے پھر وصیت منسوخ ہو گئی اور حصے معین کر دیے گئے اور مسلمان ان پر عمل پیرا ہو گئے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت زبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طریقہ یہی چلا آ رہا ہے کہ حضر و سفر میں کافر کی گواہی جائز نہیں یہ صرف مسلمانوں میں ہی جائز ہے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے(6)۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دوسرے دو ہوں تو مسلمان مگر اس کے قبیلہ سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، نحاس، ابو الشیخ اور بیہقی نے سنن میں یہ روایت نقل کی ہے کہ مِنْكُمْ سے مراد ہے کہ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 128، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 124 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 125
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 126 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 146

تمہارے قبیلے کے ہوں اور من غیر کم سے مراد ہے کہ وہ تمہارے قبیلے کے نہ ہوں، کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ فرمایا کہ انہیں نماز کے بعد روک لو تو وہ سب مسلمانوں میں سے ہوں گے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عقیل رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اس آیت کے متعلق ابن شہاب سے پوچھا، میں نے کہا آپ کا کیا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وصیت کرنے والے کے علاوہ جن دو افراد کا ذکر کیا ہے کیا وہ دونوں مسلمان ہیں یا وہ اہل کتاب میں سے ہیں؟ اور آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ دو آدمی جوان کے قائم مقام ہوں گے، کیا وہ وصیت کرنے والے کے خاندان سے ہوں گے یا وہ دونوں غیر مسلم ہوں گے؟ ابن شہاب نے کہا ہم نے اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ سے کوئی چیز نہیں سنی جس کو میں ذکر کروں، ہم کبھی کبھی اس کے بارے میں علماء سے بات چیت کرتے تھے، وہ اس کے بارے میں معلوم سنت اور امام عادل سے کسی فیصلہ کا ذکر نہیں کرتے تھے لیکن اس کی تفسیر میں ان کی آراء مختلف ہوتیں ہمارے نزدیک ان کی رائے سب سے زیادہ تعجب والی ہوتی جو یہ کہتے یہ آیت ان مسلمانوں کے بارے میں ہے جو وراثت کے مستحق ہوتے ہیں جس کے وہ وارث ہوتے اس کے پاس کچھ وارث حاضر ہوتے اور کچھ وارث غائب ہوتے جو اس کے پاس حاضر ہوتے جو غائب ہوتے انہیں وصیت کے بارے میں بتاتے۔ اگر وہ غائب مان جاتے تو وصیت جائز ہو جاتی، اگر وہ شک کرتے کہ موجود لوگوں نے میت کے قول میں تبدیلی کر دی ہے اور میت نے جس کے بارے میں وصیت کا ارادہ نہیں کیا اس کے بارے میں انہوں نے وصیت کا ذکر کیا ہے تو جو لوگ اس میت کے پاس حاضر تھے ان میں سے دو نماز کے بعد گواہی دیں گے۔ جب وہ اس پر قسم اٹھالیں گے تو ان کی شہادت جائز ہو جائے گی جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ ان دونوں نے قسم اٹھانے میں گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ (جب یہ ثابت ہو جائے) تو وارثوں میں سے جو مدمقابل ہوں گے، وہ اٹھیں گے اور ان کی گواہی کا انکار کر دیں گے جنہوں نے پہلی دفعہ گواہی دی تھی اور ان سے قسم لی گئی تھی۔ وہ دونوں یوں قسم اٹھائیں گے ہماری گواہی تمہیں جھٹلانے کے لئے ہے اور جو تم نے گواہی دی ہے اس کو باطل کرنے کے لئے ہے، ہم نے حد سے تجاوز نہیں کیا، اگر ہم ایسا کریں تو ہم ظالم ہیں(2)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے عبیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ صلاۃ سے مراد عصر کی نماز ہے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت سے نقل کی ہے کہ لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ ثَمَنًا سے مراد ہے کہ ہم اس کے بدلہ میں رشوت نہیں لیں گے اور وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ کا معنی یہ ہے اگرچہ اس کا صاحب دور ہو تب بھی ہم گواہی کو نہیں چھپائیں گے(4)۔

امام ابوعبیدہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةً یعنی شہادۃ کے لفظ پر تنوین پڑھتے اور لفظ اللہ اسم جلالت کے ہمزہ کو قطعی اور منصرف پڑھتے اور اسم جلالت کے

1۔ سنن صغیر از بیہقی، جلد 4، صفحہ 154، جامعۃ الدراسات الاسلامیۃ کراچی
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 127، بیروت۔
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 35، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 33-132، بیروت

آخر میں قسم کی وجہ سے جر پڑھتے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةً اللّٰهِ پڑھتے اور شہادت سے مراد ہی قسم ہے۔

حضرت عاصم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ شہادۃ کا لفظ منصوب اور مضاف ہے، اس پر تنوین نہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ پہلے گواہوں نے خیانت کی ہے کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے یا بات چھپائی ہے تو دو ایسے آدمی گواہی دیں جو ان دونوں سے زیادہ عادل ہوں اور اس کی گواہی کے خلاف گواہی دیں جو پہلے گواہوں نے گواہی دی تو ان کی گواہی جائز ہو جائے گی اور پہلوں کی شہادت باطل ہو جائے گی (2)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابو عبید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ (اسْتَحَقَّ) کو تاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے (3)۔

امام ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے اسی طرح پڑھا ہے (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن عدی ابو مجلز سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ پڑھا (5) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا تو زیادہ جھوٹا ہے۔ ایک آدمی نے کہا تو امیر المومنین کو جھٹلاتا ہے تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا میں تیری نسبت امیر المومنین کے حق کی زیادہ تعظیم کرتا ہوں لیکن میں نے کتاب اللہ کی تصدیق میں انہیں جھٹلایا ہے، میں اللہ کی کتاب کی تکذیب میں امیر المومنین کی تصدیق نہیں کر سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ نے یوں قرأت کی الْاَوْلَيٰنِ کہا یہ دونوں ولی ہیں۔

امام ابو عبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے (الاولین) پڑھتے اور فرماتے مجھے بتاؤ اگر اولیان چھوٹے ہوں تو وہ دونوں ان کے قائم مقام کیسے ہوں گے (6)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ الاولین کو مشدد پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ استحق کو مجہول یعنی تاء کے رفع اور حاء کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے اور الاولین کو مشدد پڑھتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 132، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 143 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 41-140

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 259 (2932) دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 141 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 141

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَوْلَیٰنِ سے مراد جو میت کے قریبی ہوں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ زیادہ مناسب ہے کہ ان کی گواہیوں کی تصدیق کی جائے اور یَخَافُوْۤا یعنی کہ وہ گناہ سے ڈریں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ان کی قسمیں باطل کر دی جائیں اور ان کی قسمیں قبول کر لی جائیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے وَاسْمَعُوْا کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ قاضیوں کی بات کو سنو۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید فاسقین کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کاذبین یعنی وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم (4)۔

یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۰۹﴾

''جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو پھر پوچھے گا (ان سے) کیا جواب ملا تمہیں؟ عرض کریں گے کوئی علم نہیں، ہمیں بے شک تو ہی خوب جاننے والا ہے سب غیبوں کا''۔

امام فریابی، عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جس روز اللہ تعالیٰ رسولوں کو جمع کرے گا تو وہ گھبرا جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا؟ تو وہ عرض کریں گے ہمیں تو کچھ علم نہیں۔ ان کے دل ان کی طرف لوٹائے جائیں گے تو وہ جان جائیں گے (5)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ ایسی جگہ اتریں گے جہاں ان کی عقلیں کام کرنا چھوڑ دیں گیں۔ جب ان سے پوچھا جائے گا تو وہ عرض کریں گے ہمیں تو کچھ علم نہیں پھر وہ دوسری جگہ اتریں گے تو وہ اپنی قوم پر گواہی دیں گے (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کریں گے ہمیں تو کچھ علم نہیں مگر وہی علم ہے جس کے بارے میں تو زیادہ جانتا ہے (7)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک جماعت کی عقلیں کام کرنا چھوڑ دیں گی پھر اللہ تعالیٰ ان کی عقلیں لوٹائے گا۔ انہیں سے سوال کیا جائے گا۔ اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 144، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 145 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 146 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 148 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 149

تعالیٰ فرماتا ہے فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ (الاعراف:6)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس دن کی ہولناکی کی وجہ سے ایسا ہوگا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مخلوق پر ایک ایسی گھڑی آئے گی جس میں ہر صاحب عقل کی عقل زائل ہو جائے گی۔

امام خطیب نے تاریخ میں حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یا تو آپ میرے لئے کتاب اللہ میں سے آیات کی تفسیر بیان کریں گے یا میں کتاب اللہ کا انکار کر دوں گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تو ہلاک ہو، آج میں اس کے لئے تیار ہوں۔ وہ آیات کون سی ہیں؟ عرض کی مجھے اس آیت یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ کے بارے میں بتائیے جبکہ ایک دوسری آیت میں فرمایا وَ نَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا (القصص:75) تو وہ کس طرح جان گئے جبکہ انہوں نے کہا ہمیں تو کچھ علم نہیں؟ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ (الزمر:31) میں بتائیے جبکہ ایک اور آیت میں فرمایا لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ (ق:28) تو وہ کیسے اللہ تعالیٰ کے ہاں جھگڑا کریں گے جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میرے پاس جھگڑا نہ کرو؟ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ (یٰس:65) کے بارے میں بتائیے۔ وہ کیسے گواہی دیں گے جبکہ ان کے مونہوں پر مہریں لگی ہوں گی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے ابن ازرق تیری ماں تجھ پر روئے۔ قیامت کے کئی احوال، کئی ہولناکیاں، کئی گھبراہٹیں اور کئی زلزلے ہوں گے۔ جب آسمان پھٹ جائیں گے، ستارے بکھر جائیں گے، سورج اور چاند کی روشنی ختم ہو جائے گی، مائیں اپنے بچوں سے غافل ہو جائیں گی، حاملہ چیزیں اپنے حمل گرا دیں گی، سمندر گرم کر دیے جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے والد اپنے بچے کی طرف متوجہ نہ ہوگا، اور نہ ہی بچہ اپنے والد کی طرف متوجہ ہوگا جنت لائی جائے گی جبکہ اس میں موتیوں اور یاقوت کے قبے ظاہر ہوں گے۔ یہاں تک کہ اسے عرش کی دائیں طرف نصب کر دیا جائے گا پھر جہنم لائی جائے گی۔ جس کی ستر ہزار لوہے کی لگامیں ہوں گی۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوں گے، اس کی دو نیلی آنکھیں ہوں گی، وہ اپنا نیچے والا ہونٹ چالیس سال تک کھینچے گی، وہ اپنی دم یوں مارے گی جیسے نر اونٹ اپنی دم مارتا ہے، اگر اس کو چھوڑ دیا جائے تو ہر مومن اور کافر پر غالب آ جائے۔ اسے لایا جائے گا یہاں تک کہ اسے عرش کی بائیں جانب نصب کر دیا جائے گا۔ وہ اپنے رب سے سجدہ کی اجازت طلب کرے گی، اسے اجازت دے دی جائے گی، وہ ایسی اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گی جیسی حمد مخلوق نے نہیں سنی ہوگی، وہ عرض کرے گی اے میرے اللہ تیرے لئے ہی حمد ہے کیونکہ تو نے مجھے اس لئے بنایا کہ میں تیرے دشمنوں سے انتقام لوں اور تو نے اپنی مخلوق میں سے کوئی چیز ایسی نہیں بنائی جس کے ساتھ تو میرے اہل سے میرے بغیر انتقام لے۔

جہنم جہنمیوں کو اس پرندے سے بھی زیادہ پہچانتی ہے جو زمین پر پڑے دانے کو پہچان لیتا ہے یہاں تک کہ جہنم ایک سو سال کی

مسافت سے بھی جہنمی کو پہچان لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ (الفرقان:12) کا بھی یہی مفہوم ہے۔ وہ ایک لمبا سانس لے گی تو کوئی مقرب فرشتہ، کوئی مرسل نبی، کوئی چنا گیا صدیق اور وہاں کوئی شہید نہیں ہوگا مگر وہ اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑے گا پھر وہ دوبارہ سانس لے گی تو آنسو کا کوئی قطرہ نہیں بچے گا مگر وہ جلدی سے بہہ پڑے گا۔ اگر کسی آدمی کا عمل بہتر نبیوں جتنا ہوگا تو وہ بھی گمان کرے گا وہ اس میں گر پڑے گا۔ پھر وہ تیسرا سانس لے گی تو دل اپنی جگہ چھوڑ دیں گے اور کوے اور خرخرے کے درمیان آ پہنچیں گے۔ آنکھوں کی سیاہی اتنی سفیدی پر غالب آ جائے گی۔ اس دن ہر آدمی نداء کرے گا اے میرے رب مجھے بچا مجھے بچا میں تجھ سے کسی اور چیز کا سوال نہیں کرتا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرش کے پائے سے چمٹ کر عرض کریں گے اے میرے رب مجھے بچا مجھے بچا میں تجھ سے کوئی اور سوال نہیں کرتا جبکہ تمہارے نبی فرمائیں گے اے میرے رب میری امت کو بخش دے، میری امت کو بخش دے، آپ کو تمہارے سوا کوئی غم نہیں ہوگا۔ اس موقع پر انبیاء اور مرسل کو بلایا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا عقلیں اڑ جائیں گی اور دل ڈھل جائیں گے، جب دل اپنی جگہ واپس آئیں گے تو اس وقت یہ منظر ہوگا وَ نَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْۤا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ (القصص:75)۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ (الزمر:31) اس وقت ظالم سے مظلوم، مالک سے مملوک، قوی سے ضعیف اور سینگ والی سے بے سینگ جانور کا حق لیا جائے گا یہاں تک کہ ہر حق دار کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا اور جہنمی کو جہنم میں جانے کا حکم ہوگا۔ وہ آپس میں جھگڑیں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب انہوں نے ہمیں گمراہ کیا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ (ص:61)۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ (ق:28) خصومت تو موقف میں تھی اور تمہارے درمیان موقف میں فیصلہ ہو چکا اب تم میرے پاس جھگڑا نہ کرو۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ (یس:65) یہ قیامت کے دن ہوگا جب کفار یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل توحید کو فضائل اور خیر سے نوازا ہے تو وہ کہیں گے آؤ ہم اللہ کے نام کی قسمیں اٹھائیں گے، ہم نے تو شرک نہیں کیا تھا تو ان کے ہاتھ ان کی زبانوں کے خلاف کلام کریں گے اور پاؤں ہاتھوں کی تصدیق کریں گے پھر اللہ تعالیٰ منہ کو اجازت دے گا تو وہ کلام کریں گے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (فصلت:21)

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۫ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا ۚ وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ۚ وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَ تُبْرِئُ

الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾

''جب فرمائے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم! یاد کرو میرا انعام اپنے پر اور اپنی والدہ پر جب میں نے مدد فرمائی تمہاری روح القدس سے، باتیں کرتا تھا تو لوگوں سے (جبکہ تو ابھی) پنگھوڑے میں تھا اور جب پکی عمر کو پہنچا اور جب سکھائی میں نے تمہیں کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل اور جب تو بناتا تھا کیچڑ سے پرندے کی سی صورت میرے اذن سے پھر پھونک مارتا تھا اس میں تو وہ (مٹی کا بے جان پتلا) بن جاتا تھا پرندہ میرے اذن سے اور (جب) تو تندرست کر دیا کرتا تھا مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے اذن سے اور جب تو (زندہ کر کے) نکالا کرتا تھا مردوں کو میرے اذن سے۔ اور جب میں نے روک دیا تھا بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو آیا تھا ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تو کہا جنہوں نے کفر کیا تھا ان سے کہ یہ سب (معجزات) نہیں ہیں مگر کھلا ہوا جادو''۔

امام ابن ابی حاتم، ابن عساکر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو انبیاء اور امتوں کو بلایا جائے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلایا جائے گا، اللہ تعالیٰ ان پر کی گئی نعمتوں کا ذکر کرے گا اور اپنے قرب سے نوازے گا۔ فرمائے گا یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ پھر فرمائے گا ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (المائدہ: 116) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بات کا انکار کریں گے کہ انہوں نے یہ بات کہی ہے۔ نصاریٰ کو بلایا جائے گا ان سے پوچھا جائے گا؟ وہ کہیں گے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہی ہمیں اس کا حکم دیا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بال لمبے ہو جائیں گے یہاں تک کہ ہر فرشتہ کو اپنے سر اور جسم کے بال کے ساتھ پکڑیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں ایک ہزار سال تک اللہ کے حضور گرائے رکھیں گے یہاں تک کہ ان پر حجت تمام ہو جائے گی عیسائیوں کے لئے صلیب بلند کی جائے گی اور انہیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا(1)۔

امام ابن ابی حاتم حضرت ابوبکر بن عیاش سے وہ ابن وہب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے ایک آدمی یمن آیا میرے باپ نے کہا اس کے پاس جاؤ اور اس سے سنو۔ میں نے کہا کیا آپ مجھے ایک نصرانی کے پاس بھیجتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں اس کے پاس جاؤ اور اس سے باتیں سنو۔ میں اس کے پاس آیا اس نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیا تو انہیں حضرت جبرئیل اور میکائیل کے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ میں نے تجھ پر نعمت کی میں نے تجھ پر نعمت کی۔ پھر میں نے تجھے تیرے ماں کے پیٹ سے نکالا۔ میں نے تجھ پر نعمت کی

1۔ کنز العمال، جلد 2، صفحہ 20 (2979) المجلس العلمی حلب

میں نے تجھ پر نعمت کی۔ تیرے بعد ایسی امت ہوگی جو اپنی طرف سے تیرے لئے نجابت چاہیں گے۔ تیری ربوبیت کا دعویٰ کریں گے اور گواہی دیں گے کہ تو قدیم ہے اور رب کو موت کیسے آسکتی ہے؟ میری عزت کی قسم میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میں انہیں قیامت کے روز حساب کے لئے کھڑا کروں گا اور میں انہیں مدمقابل کی جگہ کھڑا کروں گا یہاں تک کہ وہ اسے ختم کردیں گے جو انہوں نے کہا ہوگا لیکن وہ اس کے اثر کو کبھی بھی ختم نہ کرسکیں گے پھر وہ مسلمان ہوگیا اور اس نے احادیث میں سے ایسی باتیں ذکر کیں جو میں نے نہیں سنیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ بینات سے مراد وہ معجزات ہیں جو آپ کو عطا کیے گئے جیسے مردوں کو زندہ کرنا، مٹی سے پرندے کی شکل بنانا پھر اس میں پھونک مارنا تو اللہ کے حکم سے اس کا پرندہ بن جانا اور مریضوں کو صحت یاب کردینا، گھروں میں جو وہ خزانہ کرتے تھے ان کے بارے میں اکثر غیب کی خبریں دینا، تورات کو ان کی طرف لوٹانا اس انجیل کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کا ان سب چیزوں کے انکار کو ذکر کیا ہے۔

وَ اِذْ اَوْحَیْتُ اِلَى الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْ ۚ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

''اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ ایمان لاؤ میرے ساتھ اور میرے رسول کے ساتھ، انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور (اے مولا) تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَ اِذْ اَوْحَیْتُ یہ تفسیر نقل کی ہے کہ میں نے ان کے دلوں میں القاء کی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں جو چیز ڈالی تھی وہ نبوت کی وحی نہیں تھی۔ وحی کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ وحی جسے ملائکہ لاتے ہیں، دوسری وہ وحی جو بندے کے دل میں ڈالی جاتی ہے۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنْزِلْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 152، داراحیاء التراث العربی بیروت

عَلَيْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

"جب کہا تھا حواریوں نے اے عیسیٰ بن مریم کیا یہ کرسکتا ہے تیرا رب کہ اتارے ہم پر ایک خوان آسمان سے (ان کی اس تجویز پر) عیسیٰ نے کہا ڈرو اللہ سے اگر تم مومن ہو۔ حواریوں نے کہا ہم تو (بس) یہ چاہتے ہیں کہ ہم کھائیں اس سے اور مطمئن ہو جائیں ہمارے دل اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا تھا۔ اور ہم ہو جائیں اس پر گواہی دینے والوں سے عرض کی۔ عیسیٰ بن مریم نے اے اللہ ہم سب کے پالنے والے اتار ہم پر خوان آسمان سے بن جائے ہم سب کے لئے خوشی کا دن (یعنی) ہمارے اگلوں کے لئے بھی اور پچھلوں کے لئے بھی اور (ہو جائے) ایک نشانی تیری طرف سے اور رزق دے ہمیں اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بلاشبہ میں اتارنے والا ہوں اسے تم پر پھر جس نے کفر اختیار کیا اس کے بعد تم سے تو بے شک میں عذاب دوں گا اسے ایسا عذاب کہ نہیں دوں گا کسی کو بھی اہل جہان سے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حواری اللہ تعالیٰ کے بارے یہ کہنے سے زیادہ آگاہ تھے کہ وہ کہیں کیا تیرا رب طاقت رکھتا ہے؟ انہوں نے یہ کہا کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ اپنے رب سے یہ التجاء کر سکے (1)۔

امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے نیز طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل سے حواریوں کے قول هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ کے بارے میں پوچھا کہ یہ اس طرح ہے یا تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ ہے؟ تو حضرت معاذ بن جبل نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ پڑھایا ہے (2)۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ پڑھا ہے۔

امام ابوعبید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ پڑھا ہے کہا اس کا معنی ہے کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ تو اپنے رب سے سوال کرے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ کیا تیرے رب تیری گزارش مان لے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 152، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 260 (2935)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 152

عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

"جب کہا تھا حواریوں نے اے عیسیٰ بن مریم کیا یہ کرسکتا ہے تیرا رب کہ اتارے ہم پر ایک خوان آسمان سے (ان کی اس تجویز پر) عیسیٰ نے کہا ڈرو اللہ سے اگر تم مومن ہو۔ حواریوں نے کہا ہم تو (بس) یہ چاہتے ہیں کہ ہم کھائیں اس سے اور مطمئن ہو جائیں ہمارے دل اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا تھا۔ اور ہم ہو جائیں اس پر گواہی دینے والوں سے عرض کی۔ عیسیٰ بن مریم نے اے اللہ ہم سب کے پالنے والے اتار ہم پر خوان آسمان سے بن جائے ہم سب کے لئے خوشی کا دن (یعنی) ہمارے اگلوں کے لئے بھی اور پچھلوں کے لئے بھی اور (ہو جائے) ایک نشانی تیری طرف سے اور رزق دے ہمیں اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بلاشبہ میں اتارنے والا ہوں اسے تم پر پھر جس نے کفر اختیار کیا اس کے بعد تم سے تو بے شک میں عذاب دوں گا اسے ایسا عذاب کہ نہیں دوں گا کسی کو بھی اہل جہان سے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حواری اللہ تعالیٰ کے بارے یہ کہنے سے زیادہ آگاہ تھے کہ وہ کہیں کیا تیرا رب طاقت رکھتا ہے؟ انہوں نے یہ کہا کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ اپنے رب سے یہ التجا کر سکے (1)۔

امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے نیز طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل سے حواریوں کے قول هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ کے بارے میں پوچھا کہ یہ اس طرح ہے یا تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ ہے؟ تو حضرت معاذ بن جبل نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ پڑھایا ہے (2)۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ پڑھا ہے۔

امام ابوعبید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ پڑھا ہے کہا اس کا معنی ہے کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ تو اپنے رب سے سوال کرے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ کیا تیرے رب تیری گزارش مان لے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 152، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 260 (2935)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 152

امام عبد بن حمید نے حضرت یحییٰ بن وثاب اور حضرت ابو رجاء رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں نے اسے هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ پڑھا ہے یعنی یاء کے ساتھ اور باء کے رفع کے ساتھ۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے یہ عرض کیا ہے اگر تو سوال کرے تو کیا تیرا رب تیری عرض داشت قبول کرے؟ گا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آسمان سے دستر خوان نازل فرمایا جس میں گوشت کے علاوہ ہر قسم کے کھانے تھے۔ انہوں نے اسی دستر خوان میں سے کھایا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ کا معنی خوان ہے اور تَطْمَىِٕنَّ کا معنی انہیں یقین ہو جائے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم اس دن کو عید بنا لیں جس میں وہ دستر خوان نازل ہوا ہم اور ہمارے بعد والے اس کی تعظیم کریں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ ان کے بعد جو لوگ ہوں گے ان کے لئے بھی عید ہو۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمة میں، ابو بکر شافعی نے فوائد میں (جو غیلانیات کے نام سے معروف ہے) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مائدہ کے بارے میں سوال کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے سخت ناپسند کیا، فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین میں جو تمہیں رزق دیا ہے اس پر قناعت کرو، آسمان کے مائدہ کا سوال نہ کرو کیونکہ اگر یہ چیز تم پر نازل ہوئی تو یہ تمہارے رب کی جانب سے نشانی ہوگی، جب قوم ثمود نے اپنے نبی سے سوال کیا تھا تو وہ قوم ہلاک ہو گئی تھی، وہ اسی میں آزمائے گئے یہاں تک کہ اسی معجزہ میں ان کی ہلاکت ہوئی۔ حواریوں نے قبول نہ کیا، یہی مطالبہ کیا کہ ان پر دستر خوان نازل ہو۔ اس وجہ سے انہوں نے کہا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ یہ بات نہیں مانتے اور یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ ان کے لئے دعا کریں تو آپ نے اون کا لباس اتار دیا اور سیاہ بال اور بالوں سے بنا ہوا جبہ اور بالوں سے بنی ہوئی عبا پہن لی پھر وضو کیا اور غسل کیا، اپنی عبادت گاہ میں داخل ہو گئے، جتنی دیر اللہ نے چاہا نماز ادا فرمائی۔ جب نماز مکمل کر چکے تو قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے، قدموں کو سیدھا کیا یہاں تک کہ وہ بالکل برابر ہو گئے۔ ٹخنے کو ٹخنے کے ساتھ ملایا اور انگلیوں کو انگلیوں کے برابر کیا، اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینے پر رکھا، اپنی آنکھ بند کر لی، عاجزی کے ساتھ اپنا سر جھکا لیا۔ پھر رونے لگے۔ آپ کے آنسو لگاتار رخساروں پر بہتے رہے اور ریش کی دونوں جانب سے آنسو گرتے رہے یہاں تک کہ خشوع و خضوع کی وجہ سے چہرے کی اطراف میں زمین تر ہو گئی جب یہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کی اَللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ یہ مائدہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 154، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 155

تیری طرف سے ہمارے لئے نصیحت ہوگا۔ آیۃ سے مراد نشانی ہے یعنی وہ ہمارے اور تمہارے درمیان نشانی ہوگی اس دستر خوان پر ہمیں رزق عطا فرمانا جو ہم کھائیں۔

اللہ تعالیٰ نے دو بادلوں کے درمیان سرخ دستر خوان نازل فرمایا۔ ایک بادل اس کے اوپر تھا اور ایک بادل اس کے نیچے تھا جبکہ وہ فضا میں اسے دیکھ رہے تھے کہ وہ آسمان کے فلک سے الگ ہو کر ان کی طرف نیچے آرہا تھا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان شرطوں کی وجہ سے خوف سے رو رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے دستر خوان نازل ہونے پر لگائی تھیں کہ دستر خوان نازل ہونے کے بعد ان میں سے کسی نے بھی انکار کیا تو اللہ تعالیٰ انہیں ایسے عذاب میں مبتلا کرے گا جیسا عذاب اس نے کسی کو نہیں دیا ہوگا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی جگہ کھڑے ہو کر دعا مانگ رہے تھے اے اللہ اسے رحمت بنا دے، اے میرے رب اسے عذاب نہ بنانا، اے میرے اللہ کتنی ہی عجیب چیزیں ہیں جو میں نے تجھ سے مانگیں تو نے عطا فرمادیں اے اللہ ہمیں اپنا شکر کرنے والوں سے بنادے اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تو اسے عذاب اور سزا کے طور پر نازل کرے، اے اللہ تو اسے سلامتی اور عافیت بنا کر نازل فرما، تو اسے فتنہ اور مسلہ بنا کر نازل نہ فرما، آپ لگاتار دعا کرتے رہے یہاں تک کہ دستر خوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے آکر ٹھہر گیا جبکہ حواری اور آپ کے ساتھی آپ کے اردگرد موجود تھے جو بڑی عمدہ خوشبو پا رہے تھے انہوں نے اس سے پہلے ایسی خوشبو نہیں پائی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حواری اس نعمت پر شکر بجالانے کے لئے سجدہ میں گر پڑے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں رزق کی صورت میں وہاں سے عطا فرمائی تھی جہاں سے انہیں گمان تک نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی عظیم قدرت دکھائی جس میں تعجب اور عبرت تھی۔

یہودی دیکھنے کے لئے آئے۔ انہوں نے عجیب وغریب واقعہ دیکھا جس نے ان کے دل میں ناراضگی اور غم پیدا کر دیا پھر وہ سخت غصہ کی حالت میں واپس چلے گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حواری اور آپ کے ساتھی آئے یہاں تک کہ وہ دستر خوان کے گرد بیٹھ گئے۔ اس پر ایک رومال تھا جس نے کھانے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس دستر خوان سے پردہ ہٹانے کی ہم میں سے کون جرأت کرے گا، ہم میں سے کسے اپنے آپ پر زیادہ اعتماد ہے، کون اپنے رب کے ہاں اچھے عمل کرنے والا ہے، اسے چاہیے کہ اس سے پردہ ہٹائے تاکہ ہم اسے دیکھیں، اپنے رب کا شکر بجالائیں، اس کا ذکر کریں، اس نے ہمیں جو رزق دیا ہے، ہم وہ رزق کھائیں۔ حواریوں نے کہا اے روح اللہ، اے کلمۃ اللہ ہم میں سے آپ ہی اس کے زیادہ مستحق ہیں اور اس سے پردہ ہٹانے کے زیادہ حق دار ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھے نیا وضو کیا پھر اپنی عبادت گاہ میں داخل ہو گئے، چند رکعت نماز ادا کی پھر طویل وقت تک روتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اسے دستر خوان سے پردہ ہٹانے کی اجازت دے اور اس کے لئے اور اس کی قوم کے لئے اس میں برکت اور رزق بنادے پھر واپس آئے اور دستر خوان کے پاس بیٹھ گئے۔ رومال پکڑا اور کہا بسم اللہ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ اور دستر خوان سے پردہ ہٹایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس پر ایک موٹی بھنی ہوئی مچھلی ہے، جس پر بواسیر نہیں ہے اور نہ ہی اس کے اندر کوئی کانٹا ہے، اس سے تیل بہہ رہا ہے، اس کے اردگرد ہر قسم کی سبزیاں پڑی ہوئی ہیں سوائے کراث (بدبودار سبزی)

کے جبکہ اس کے سر کے پاس سرکہ ہے اور اس کی دم کے پاس نمک ہے، سبزیوں کے اردگرد پانچ روٹیاں ہیں: ایک روٹی پر زیتون، دوسری پر کھجوریں، تیسری پر پانچ انار ہیں۔ شمعون (جو حواریوں کا سردار تھا) نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی اے اللہ کی روح اور اس کا کلمہ کیا یہ دنیا کا کھانا ہے یا یہ جنت کا کھانا ہے؟ فرمایا کیا ابھی تمہارے لئے وہ وقت نہیں آیا جو تم اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دیکھو، ان سے عبرت حاصل کرو اور مسائل کریدنے سے اجتناب کرو۔ مجھے تمہارے بارے میں خوف ہے کہ تمہیں اس نشانی کے باعث عذاب میں ہی مبتلا نہ کر دیا جائے۔ شمعون نے عرض کی نہیں اسرائیل کے معبود کی قسم اے صدیقہ کے بیٹے میں نے کسی غلط بات کا ارادہ نہیں کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ تم دستر خوان پر دیکھ رہے ہو نہ یہ جنت کا کھانا ہے اور نہ ہی یہ دنیا کا کھانا ہے، یہ وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے قدرت کاملہ سے ہوا میں بنائی ہے، اسے فرمایا کُنْ تو وہ پلک جھپکنے سے پہلے بن گئی جو تم نے سوال کیا تھا، اب بسم اللہ کر کے اسے کھاؤ، اس پر اپنے رب کی حمد بیان کرو، اللہ تعالیٰ اس سے تمہاری مدد فرمائے گا اور اس میں اضافہ فرمائے گا کیونکہ وہ تخلیق فرمانے والا، قدرت والا اور شکر قبول فرمانے والا ہے۔

انہوں نے عرض کی اے روح اللہ وکلمۃ اللہ ہم پسند کرتے ہیں کہ تو اس آیت میں ایک اور آیت دکھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم نے اس آیت میں جو دیکھا ہے وہ تمہارے لئے کافی نہیں یہاں تک کہ تم اس میں اور نشانی کا سوال کر رہے ہو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مچھلی کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا اے مچھلی اللہ کے حکم سے پھر زندہ ہو جا جس طرح تو پہلے زندہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کو زندہ فرما دیا، اس نے حرکت کی اور اللہ کے حکم سے اسی طرح تازہ زندہ ہو گئی تو وہ یوں زبان ہونٹوں پر مارنے لگی جس طرح شیر مارتا ہے، اس کی آنکھیں گھومنے لگیں جن کی چمک تھی، اس پر بواسیر لوٹ آئی۔ یہ دیکھ کر لوگ ڈر گئے اور پیچھے ہٹ گئے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی یہ حالت دیکھی فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم ایک نشانی کا سوال کرتے ہو۔ جب اللہ تعالیٰ تمہیں وہ دکھاتا ہے تو تم اسے ناپسند کرتے ہو۔ مجھے تمہارے بارے میں خوف ہے کہ تم جو کچھ کر رہے ہو اس کے باعث تمہیں عذاب میں ہی مبتلا نہ کر دیا جائے۔ اے مچھلی اللہ کے حکم سے تو اسی طرح ہو جا جس طرح تو پہلے تھی۔ وہ اللہ کے حکم سے بھنی ہوئی حالت میں ہو گئی جس طرح وہ پہلے تھی۔

انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی سب سے پہلے تو اسے کھا پھر ہم اسے کھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس سے اللہ کی پناہ۔ جس نے اس کا مطالبہ کیا تھا وہی اس کو پہلے کھائے۔ جب حواریوں اور اصحاب نے یہ دیکھا کہ ان کا نبی اس کو کھانے سے رکا ہوا ہے تو وہ ڈر گئے کہ کہیں اس دستر خوان کے نازل ہونے میں ناراضگی نہ ہو اور اس کے کھانے میں مسئلہ نہ ہو جائے۔ تو وہ اس سے پرہیز کرنے لگے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا تو آپ نے فقراء اور اپاہجوں کو بلایا، فرمایا اپنے رب کا رزق اور اپنے نبی کی دعوت کھاؤ اور اس اللہ کی حمد بیان کرو جس نے اسے تمہارے لئے نازل کیا ہے، اس کی برکتیں تمہارے لئے ہوں اور اس کی سزا دوسرے لوگوں کے لئے ہو۔ بسم اللہ کے ساتھ کھانا شروع کرو اور الحمد للہ پر کھانا ختم کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا، اس دستر خوان سے ایک ہزار تین سو افراد مردوں اور عورتوں نے کھایا اور ان میں سے ہر ایک پیٹ بھر کر واپس ڈکارتے ہوئے جاتا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حواریوں نے دیکھا کہ دستر خوان پر کھانا تو اسی طرح ہے جس طرح وہ اس وقت تھا جب وہ آسمان سے اترا تھا پھر اسے آسمان کی طرف اٹھالیا گیا جبکہ وہ دیکھ رہے تھے۔ جس فقیر نے اس سے کھایا تھا وہ غنی ہو گیا اور جس اپاہج نے اس سے کھایا تھا وہ صحت یاب ہو گیا۔ وہ ہمیشہ غنی اور صحت مند ہی رہے یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ حواری اور آپ کے ساتھی شرمندہ ہوئے جنہوں نے اسے کھانے سے انکار کر دیا تھا، ان کی پلکوں سے آنسو بہتے رہے اور ان کے دلوں میں حسرت باقی رہی یہاں تک کہ انہیں موت آگئی۔ اس کے بعد جب دستر خوان نازل ہوا تو ہر طرف سے بنو اسرائیل دوڑے ہوئے آئے۔ وہ ایک دوسرے پر بھیڑ کر رہے تھے، غنی، فقیر، عورتیں، بچے، بوڑھے، صحت منداور مریض ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا تو آپ نے ان کے درمیان باری بنادی۔ یہ دستر خوان ایک دن نازل ہوتا اور دوسرے دن نہ اترتا۔ وہ چالیس دن تک اسی طرح رہے۔ چاشت کے وقت دستر خوان نازل ہوتا۔ وہ پڑا رہتا۔ لوگ اس سے کھاتے رہتے۔ جب دوپہر ہو جاتی تو یہ اللہ کے حکم سے آسمان کی طرف اٹھ جاتا جبکہ وہ اس کا سایہ زمین میں دیکھتے رہتے یہاں تک کہ یہ ان سے اوجھل ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ مائدہ میں موجود میرے رزق کو یتیموں، فقیروں اور اپاہجوں کے لئے مختص کر دے، اغنیاء کو اس میں سے نہ دے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ کیا تو اغنیاء اس بارے میں شک میں مبتلا ہو گئے اور اسے حقیر جاننے لگے، اپنے دل میں اس کے بارے میں شک کیا اور لوگوں کو بھی اس بارے میں شک میں مبتلا کر دیا اور اس دستر خوان کے بارے میں قبیح اور ناپسندیدہ باتیں پھیلائیں۔ شیطان نے ان سے حصہ لیا اور شک میں مبتلا لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا ہمیں دستر خوان کے بارے میں بتایئے اور کہا یہ آسمان سے اس کا نازل ہونا حق ہے کیونکہ ہم میں سے بہت زیادہ لوگ اس بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے۔ عیسیٰ کے معبود کی قسم تم نے اپنے نبی سے مطالبہ کیا کہ وہ تمہارے لئے تمہارے رب سے اس کا مطالبہ کرے۔ جب اس نے ایسا کیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے تم پر رحمت اور رزق کی صورت میں نازل فرمادیا اور اس میں اپنی نشانیاں اور عبرتیں دکھادیں تو تم نے اس کو جھٹلا دیا اور اس میں شک کیا، تمہیں عذاب کی بشارت ہو۔ وہ تم پر ضرور واقع ہو گا مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں اپنی شرط کے مطابق جھٹلانے والوں کو پکڑوں گا۔ دستر خوان کے نازل ہونے کے بعد جس نے اسے جھٹلایا ہے میں اسے ایسے عذاب میں مبتلا کروں گا جیسا عذاب میں نے کسی کو نہیں دیا تھا۔ جب شک کرنے والوں نے شام کی اور اپنے بستروں میں لیٹے جبکہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ بہترین حالت میں تھے اور امن میں تھے۔ جب رات کا آخری وقت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دیا۔ صبح کے وقت کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں پر گندگی تلاش کر رہے تھے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بنی اسرائیل سے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تیس روزے رکھو گے؟

پھر تم اس سے سوال کرو تو وہ تمہیں وہ کچھ عطا فرمائے گا جو تم اس کی بارگاہ میں عرض کرو گے کیونکہ عامل کا اجراب اس پر لازم ہے جس کے لئے اس نے کام کیا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا پھر عرض کی اے بھلائی کی تعلیم دینے والے تو نے ہمیں کہا عامل کا اجر اس ذات پر لازم ہے جس کے لئے اس نے عمل کیا، تو نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تیس دن روزے رکھیں۔ ہم نے ایسا ہی کیا، ہم کسی کے لئے تیس دن عمل نہیں کرتے مگر وہ ہماری اطاعت کرتا ہے پھر دستر خوان نازل ہونے کی التجاء کی۔ فرشتے دستر خوان لے کر ان پر تیرنے لگے جس پر سات مچھلیاں اور سات روٹیاں تھیں یہاں تک کہ وہ دستر خوان ان کے سامنے رکھ دیا تو ان میں سے آخری آدمی نے دستر خوان سے ایسا ہی کھایا جس طرح پہلے آدمی نے کھایا تھا(1)۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آسمان سے دستر خوان روٹی اور گوشت کی صورت میں نازل ہوا، انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اس میں نہ خیانت کریں اور نہ ہی کل کے لئے ذخیرہ کریں۔ انہوں نے خیانت کی، اسے ذخیرہ کیا اور کل کے لئے اٹھالے گئے تو انہیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دیا گیا(2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے ایک موقوف روایت اسی کی مثل نقل کی ہے، ترمذی نے کہا وقف صحیح ہے(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دستر خوان نازل ہوا، اس پر جنت کے پھلوں میں سے ایک پھل تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ مچھلی تھی یا روٹی۔

امام سفیان بن عیینہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو نہ روٹی خراب ہوتی اور نہ ہی گوشت بدبودار ہوتا لیکن انہوں نے آنے والے دن کے لئے کھانا چھپایا تو گوشت بدبودار ہو گیا اور روٹی خراب ہو گئی۔

ابن انباری نے کتاب الاضداد میں حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ سے مراد روٹی اور مچھلی ہے۔

امام ابن انباری اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دستر خوان نازل ہوا۔ یہ گرم کھانا تھا، وہ اس میں بیٹھ کر کھاتے تھے۔ ان کے وضو ٹوٹ گئے تو اس میں کچھ چیز اٹھالی گئی۔ پھر انہوں نے سوار ہو کر کھایا پھر انہیں حدث لاحق ہوا تو مکمل اٹھالیا گیا۔

امام ابن انباری نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دستر خوان تھا جس پر چار ہزار آدمی بیٹھے تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کے کمزور لوگوں کے بارے میں کہا یہ ہمارے کپڑے آلودہ کر دیتے ہیں، کاش ہم اس کے لئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 154، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 158

3۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 132، وزارت تعلیم اسلام آباد

کوئی اونچی جگہ بناتے جو جگہ اس دستر خوان کو اونچا کر دیتی۔ انہوں نے اس دستر خوان کے لئے اونچی جگہ بنا دی تو کمزور لوگ اس تک نہ پہنچ سکتے۔ جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے دستر خوان اٹھالیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے کتاب الاضداد میں اور ابوالشیخ نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مائدہ ایک مچھلی تھی جس میں ہر قسم کے کھانے تھے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ کے ساتھ جو روٹی نازل ہوئی تھی وہ چاول کی تھی۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم اور آپ کے حواریوں پر ایک دستر خوان نازل ہوا جس پر روٹی اور مچھلی تھی۔ جہاں جاتے جب چاہتے تو وہ اس سے کھاتے تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مائدہ کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ جہاں بھی پڑاؤ کرتے آسمان سے ان پر کھانا اترتا تھا (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ سے مراد وہ کھانا تھا جہاں بھی وہ اترتے تو ان پر وہ اترتا تھا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت اسحاق بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا جس پر سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں، جتنا چاہتے اس سے کھاتے۔ بعض نے اس میں سے چوری کی اور کہا شاید کل نازل نہ ہو تو اسے اٹھالیا گیا (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن انباری اور ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک دستر خوان تھا جو اترتا اس پر جنت کے پھلوں میں سے پھل ہوتا، انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اسے نہ چھپائیں، نہ خیانت کریں اور نہ ہی کل کے لئے اسے ذخیرہ کریں۔ یہ آزمائش تھی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمایا تھا۔ وہ اس میں سے کوئی بھی عمل کرتے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں آگاہ کرتے قوم نے اس میں خیانت کی اسے چھپایا اور کل کے لئے ذخیرہ کیا (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ پر گوشت کے علاوہ ہر چیز اتاری گئی۔ مائدہ سے مراد دستر خوان ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت میسرہ اور حضرت زاذان رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ جب بنی اسرائیل کے لئے رکھا جاتا تو اس میں ہر کھانے میں ہاتھ آگے پیچھے پڑتے (7)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس مائدہ کے بارے میں پوچھا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 157، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 158
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 157　5۔ ایضاً　6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 158　7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 159

گیا جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بنی اسرائیل پر نازل کیا تھا؟ کہا ان پر ہر روز اس مائدہ میں جنت کے پھل نازل ہوتے تو مختلف قسم کے پھلوں میں سے جو وہ چاہتے کھاتے۔ اس دسترخوان پر چار ہزار آدمی بیٹھتے۔ جب وہ اسے کھا لیتے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اسی جیسا کھانا بدل دیتا۔ وہ اسی طرح رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مائدہ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے یہ ایک مثال ہے ان پر کوئی چیز نازل نہ ہوئی تھی (1)۔

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے ایک دسترخوان جس پر کھانا تھا۔ جب ان پر وہ عذاب پیش کیا گیا جو ان کے انکار کی صورت میں نازل ہوتا اس کا انکار کریں گے تو انہوں نے مائدہ کی خواہش چھوڑ دی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب انہیں بتایا گیا کہ جس نے اس کے نازل ہونے کے بعد اس کا انکار کیا تو میں اسے سخت عذاب دوں گا تو انہوں نے کہا ہمیں اس مائدہ کی ضرورت نہیں تو وہ مائدہ نازل نہ ہوا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تعبیر نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا جب انہوں نے مائدہ کے بارے وہ طرز عمل اپنایا جو انہوں نے اپنایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خنزیر کی صورت میں مسخ کر دیا (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے مائدہ نازل ہونے کے بعد اس کا انکار کیا تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا جیسا میں نے اہل مائدہ کے سوا کسی کو نہیں دیا ہوگا (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز جس کو سخت عذاب دیا جائے گا وہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے مائدہ کا انکار کیا، منافقین اور آل فرعون (6)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اِنِّیۡ مُنَزِّلُهَا کو زاء کی تشدید کے ساتھ پڑھا ہے۔

وَ اِذۡ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ ءَاَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوۡنِیۡ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیۡنِ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبۡحٰنَكَ مَا یَكُوۡنُ لِیۡۤ اَنۡ اَقُوۡلَ مَا لَیۡسَ لِیۡ ۚ بِحَقٍّ ؕ اِنۡ كُنۡتُ قُلۡتُهٗ فَقَدۡ عَلِمۡتَهٗ ؕ تَعۡلَمُ مَا فِیۡ نَفۡسِیۡ وَ لَاۤ اَعۡلَمُ مَا فِیۡ نَفۡسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلۡتُ لَهُمۡ اِلَّا مَاۤ اَمَرۡتَنِیۡ بِهٖۤ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیۡ وَ رَبَّكُمۡ ۚ وَ كُنۡتُ عَلَیۡهِمۡ شَهِیۡدًا مَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 159، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 160 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 161 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 160

دُمْتُ فِيهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾

''اور جب پوچھے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے کہا تھا لوگوں سے کہ بنالو مجھے اور میری ماں کو دو خدا اللہ کے سوا وہ عرض کریں گے پاک ہے تو ہر شریک سے، کیا مجال تھی میری کہ میں کہوں ایسی بات جس کا نہیں ہے مجھے کوئی حق اگر میں نے کہی ہوتی ایسی بات تو تو ضرور جانتا اس کو۔ تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔ بے شک تو ہی خوب جاننے والا ہے تمام غیبوں کا۔ نہیں کہا میں نے انہیں مگر وہی کچھ جس کا تو نے حکم دیا مجھے کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے اور تھا میں ان پر گواہ جب تک میں رہا ان میں پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی نگران تھا ان پر اور تو ہر چیز کا مشاہدہ کرنے والا ہے''۔

امام ترمذی (آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے) امام نسائی، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر القاء کرتا ہے اور اس قول میں القاء کیا وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ آیت بھی القاء کی۔ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ (الآیہ)(1)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت میسرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہر جوڑ میں کپکپی طاری ہوگئی یہاں تک کہ آپ گر پڑے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بن صالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ فرمائے گا تو خوف کی وجہ سے ان کا ہر جوڑ اپنی جگہ سے ہل جائے گا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ کب پوچھا جائے گا، فرمایا قیامت کے دن۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ (المائدہ:119)(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے

1۔ جامع ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 132، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 161، بیروت
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 162

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو اپنی بارگاہ میں اٹھایا تو نصاریٰ نے مختلف باتیں کیں اور یہ گمان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں اس کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کا جواب دیا(1)۔

امام عبدالرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت طاؤس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ نے حجت قائم کی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی توفیق دی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ (2)

امام ابوالشیخ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دلیل قائم کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور دلیل پیش کی اللہ تعالیٰ نے اپنی دلیل یوں ارشاد فرمائی ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ

امام ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا روز ہوگا، تمام امتیں جمع کی جائیں گی، تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلایا جائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ

امام ابوالشیخ نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ ارشاد فرمائے گا تو لوگ سن رہے ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ جواب دیں گے جو تم نے دیکھ لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بارے میں بندہ ہونے کا اقرار کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو من گھڑت باتیں کرتا تھا اسے علم ہو جائے گا کہ وہ جھوٹ کہتا تھا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آیت میں رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ کا معنی میرا اور تمہارا سردار ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک میں ان میں موجود تھا میں ان پر نگہبان تھا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا فرمایا اے لوگو تمہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف اٹھایا جائے گا تو تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ ہو گے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ (الانبیاء: 104) پھر فرمایا خبردار قیامت کے روز سب سے پہلے جسے لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ خبردار میری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 161، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 164

3۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 12 (9871) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے اور انہیں بائیں جانب (جہنم کی طرف) لے جایا جائے گا، میں عرض کروں گا اے میرے رب میرے صحابہ میرے صحابہ تو جواب دیا جائے آپ ﷺ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا تو میں اس طرح کہوں گا جس طرح نیک بندے نے کہا وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ تو جواب دیا جائے گا انہوں نے اسی وقت ارتداد اختیار کر لیا تھا جب آپ ﷺ ان سے جدا ہوئے تھے(1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رقیب کا معنی نگہبان نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے رقیب کا معنی نگہبان نقل کیا ہے(2)۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

''اگر تو عذاب دے انہیں تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے (اور) بڑا دانا ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، امام احمد، امام نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات نماز پڑھی۔ ایک آیت پڑھی تو اس کے ساتھ رکوع و سجود کرتے ہوئے صبح کر دی۔ وہ یہی آیت تھی۔ جب صبح ہوگئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ لگاتار یہی آیت پڑھتے رہے یہاں تک آپ نے صبح کر دی؟ فرمایا میں نے اپنے رب سے شفاعت کا سوال کیا تو اس نے مجھے عطا فرما دی ان شاء اللہ یہ ہر اس آدمی کو پہنچے گی جس نے شرک نہ کیا ہوگا(3)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آیت پڑھتے ہوئے عبادت شروع کی اسے دہراتے رہے یہاں تک کہ صبح کر دی وہ یہی آیت تھی(4)۔

امام مسلم، امام نسائی، ابن ابی دنیا نے حسن الظن میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تلاوت کی رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ (ابراہیم: 36) اور جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے عرض کی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ حضور ﷺ نے ہاتھ اٹھائے عرض کی اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ اے اللہ میری امت کو بخش دے اور خوب روئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور کہو ہم تجھے تیری امت کے بارے میں راضی کریں

1۔ صحیح بخاری، باب نمبر 102، جلد 3، صفحہ 170، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 39، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 13، دارالفکر بیروت
4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 153 (1350)، دارالکتب العلمیہ بیروت

گے۔ تجھے ناراض نہیں کریں گے(1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی امت کی شفاعت کرتے ہوئے رات گزار دی۔ آپ یہ آیت پڑھتے ہوئے نماز ادا کرتے رہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ اس کے ساتھ سجدہ کرتے، رکوع کرتے، قیام کرتے۔ اس کے ساتھ قعدہ کرتے یہاں تک کہ صبح کر دی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ نے ایک آیت کے ساتھ ساری رات عبادت کرتے رہے جبکہ آپ کے پاس تو مکمل قرآن موجود تھا۔ اگر ہم میں سے کوئی آدمی ایسا عمل کرتا تو ہم اس پر ناراضگی کا اظہار کرتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اپنی امت کے لئے دعا کی ہے۔ عرض کی کیا جواب ملا؟ فرمایا مجھے وہ جواب دیا گیا ہے اگر لوگوں میں سے بہت سے افراد کو علم ہو تو وہ نماز پڑھنا چھوڑ دیں۔ عرض کی کیا میں لوگوں کو خوشخبری نہ دوں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ لوگوں کی طرف یہ پیغام بھیجیں گے تو وہ عبادت سے سستی کریں گے۔ حضور ﷺ نے ابوذر کو واپس آنے کے لئے آواز دی تو وہ واپس لوٹ آئے اور اس آیت کی تلاوت کی جو آپ تلاوت کرتے رہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ تیرے بندے اپنی گفتگو کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں، ان میں سے جن کو تو چھوڑے رکھے اور اس کی عمر کو لمبا کر دیا جائے یہاں تک کہ آسمان سے زمین کی طرف اسے اتارا جائے۔ وہ دجال کو قتل کرے پھر وہ اپنی بات کو چھوڑیں اور تیری وحدانیت کی گواہی دیں اور یہ اقرار کریں کہ ہم بندے ہیں جب وہ اپنی بات سے رجوع کر لیں تو تو انہیں بخش دے۔ بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تو انہیں نصرانیت کی حالت میں موت عطا کرے تو ان پر عذاب ثابت ہو جائے گا، بے شک یہ تیرے بندے ہیں اگر تو انہیں بخش دے انہیں نصرانیت سے نکال دے اور اسلام کی طرف ہدایت دے۔ تو تو عزیز ہے حکیم ہے۔ یہ دنیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے(2)۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١٩﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا فِيْهِنَّ ۭ وَ

1۔ تفسیر طبری، سورۃ ابراہیم، جلد 13، صفحہ 271، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 165

هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۲۰﴾

"فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ ہے وہ دن جس میں فائدہ پہنچائے گا سچوں کو ان کا سچ۔ ان کے لئے باغات ہیں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں، وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہو گئے وہ اللہ تعالیٰ سے۔ یہی ہے بڑی کامیابی۔ اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی سب آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے۔ اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ وہ دن ہے جس میں توحید پرستوں کو توحید فائدہ دے گی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ یہ ارشاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گزارش کا فیصلہ ہے اور یہ قیامت کے روز ہوگا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو گفتگو کرنے والے قیامت کے روز گفتگو کریں گے اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ابلیس اللہ کا دشمن۔ ابلیس یہ کہے گا اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ (ابراہیم:22) اس روز اللہ کے دشمن نے سچ کہا جبکہ وہ دنیا میں جھوٹا تھا جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی گفتگو کے بارے میں جو ارشاد فرمایا تھا وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ (المائدہ:116) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیاوی زندگی میں سچے تھے اور موت کے بعد بھی سچے۔

امام ابوعبید نے فضائل میں حضرت ابوزاہریہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مائدہ کے آخر میں یہ آیت لکھی لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 165، دار احیاء التراث العربی بیروت